وہابیہ اور دیوبندیہ کی طرف سے کیے جانے والے

اعتراضات کے جوابات پر ایک مدلل تحریر بنام

ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت پر اعتراضات کے جوابات

مصنف

تحقیق محمد افضل رضوی

ناشر!

مکتبہ فیضان امام احمد رضا بریلی شریف ہند

نام کتاب: ملفوظات اعلیٰ حضرت پر اعتراضات کے جوابات

نام مصنف: محمد افضل رضوی صاحب

کل صفحات: 256

سن اشاعت: 25 اپریل 2015ء

قیمت: 200 روپے

ناشر: مکتبہ فیضان امام احمد رضا بریلی شریف ہند

فہرست

نذرانہ عقیدت

راقم اپنی مختصر تحریر کو حضور سیدنا غوث اعظم قطب ربانی محبوبِ سبحانی الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ، مرکز تجلیات حضور سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ عنہ، حضور سیدنا بابا فریدالدین گنج شکر علیہ الرحمہ پاک پتن شریف اور اپنے شہر کے عظیم صوفی بزرگ بابا بلھے شاہ قادری قصوری جن کی درگاہِ پاک سے متصل مسجد میں خانہ زاد "رمضان المبارک" کے عشرہ اخیرہ میں معتکف رہا اور بابا صاحب کے ٹکڑے کھاتا رہا۔ نیز عظیم مناظر اہلسنت سیدی غلام دستگیر قصوری، مصنف تقدیس الوکیل اور بالخصوص اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت پروانۂ شمع رسالت الشاہ امام احمد رضا قادری برکاتی علیہم الرضوان کی بارگاہوں میں بطورِ نذرانہ پیش کرتا ہے۔

جو تم سے نہ مانگوں تو پھر کس سے مانگوں تمہارا تو سارا گھرانہ سخی ہے

محمد افضل قادری امجدی

۲ محرم الحرام ۱۴۳۲ھ۔ ۹ دسمبر ۲۰۱۰ء

باب نمبر 2:۔ وھابیوں کے اعتراضات کے جوابات

بے بنیاد الزمات میں سے ایک الزام:۔

دین و دیانت رکھنے والے حضرات کے لیے یہ اَمر باعثِ حیرت ہوگا کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ پر دین و رسول صَلّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے حاسدوں و دشمنوں کی جانب سے بے بنیاد لگائے جانے والے الزامات میں سے ایک الزام یہ بھی ہے کہ وہ اہل تشیع تھے۔ چنانچہ رسوائے زمانہ رسالہ "تین خونی رشتے" کا گمنام قلمکار دین وسنت کا محرف، بزعم خود محقق اپنے اس رسالہ مغلظہ میں لکھتا ہے کہ "عموماً خاندانی نام بھی، مذہب ومسلک کا پتہ دیتے ہیں۔ چنانچہ بریلویت کے امام اوّل کا شجرہ نسب دیکھا جائے تو ناموں کا وہی انداز اور وہی سلسلہ موجود ہے جو اہل تشیع کے ہاں رائج ہے۔" امام احمد رضا بن نقی علی خان بن رضا علی خان بن کاظم علی خان" (ص ۵) جواباً راقم کہتا ہے کہ اگر قاعدہ تشعیت وہی ہے جو انگریزی اہلِ حدیث کے پندرھویں صدی کے عظیم ترین، دین میں بگاڑ پیدا کرنے والے ایک گمنام قلمکار نے لکھا ہے تو پھر تسلیم کر لیجئے۔

ا۔ مولوی صدیق بھوپالی بھی شیعہ اور گستاخ صحابہ تھا۔ چنانچہ مذکور کا شجرہ نسب یوں ہے۔ "نواب صدیق حسن خان" باپ کا نام "حسن" دادا کا نام "علی الحسنین" بیٹے کا نام "امیر علی خان" اور "میر نور الحسن خان" ہے۔ ملاحظہ ہو۔ (ابجد العلوم جلد ۳ والشمامۃ العنبریہ)

(۲) غیر مقلدین کے شیخ کل بھی شیعہ تھے چنانچہ ان کا نام "نذیر حسین دھلوی" ہے۔

(۳) مدراس کے مولوی کا نام "محمد باقر" ہے۔ (۴) قنوج کے مولوی کا نام "رستم علی ابن علی

اصغر" ہے۔(۵) نیز ایک مولوی کا نام "غلام حسنین ابن مولوی حسین علی" ہے۔ ان سب کا تذکرہ بھوپالی کی کتاب "ابجد العلوم" کی جلد۳ میں کیا گیا ہے۔(۶) نام نہاد اھل حدیث کے جریدے "اشاعة السنة" کے ایڈیٹر کا نام "محمد حسین بٹالوی" ہے۔ غیر مقلد گمنام محرف سے مطالبہ ہے کہ بتاؤ، "کیا یہ سب شیعہ تھے؟" اگر جواب ہاں میں ہے تو خود اپنے منہ سے کفر کے اقراری ہو گئے اور اگر نہیں میں ہے تو پھر اس قاعدہ کا کیا ہوا۔؟

۲۔ انگریزی اھل حدیث متوجہ ہوں قرآن وحدیث میں فواصل وسجع کی رعایت کرنے کی درجنوں مثالیں موجود ہیں، جن سے پتہ چلتا ہے کہ کلام واسماء میں سجع کی رعایت کرنا ایک اچھا و عمدہ وصف ہے چنانچہ ملاحظہ ہو سورۃ الضحیٰ، سورۃ اللیل، سورۃ رحمٰن وغیرہا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

وَالضُّحٰیO وَالَّیلِ اِذَا سَجٰی مَاوَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی وَلَلاٰخِرَۃُ خَیرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰیO وَلَسَوفَ یُعطِیکَ رَبُّکَ فَتَرضٰیO (پارہ 30 والضحیٰ 1.2.3)

ترجمہ:۔ چاشت کی قسم اور رات کی جب پردہ ڈالے کہ تمہیں تمہارے رب نے نہ چھوڑا اور نہ مکروہ جانا اور بے شک پچھلی تمہارے لیے پہلی سے بہتر ہے۔ اور بیشک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

وَالَّیلِ اِذَا یَغشٰیo وَالنَّھَارِ اِذَا تَجَلّٰیo (پارہ 30 واللیل 1.2)

ترجمہ: اور رات کی قسم جب چھائے، اور دن کی جب چمکے

الرَّحمٰنُ عَلَّمَ القُرآنَ خَلَقَ الْاِنسَانَ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ الشَّمسُ وَالْقَمَرُ بِحُسبَانٍ. (پارہ 27 الرحمن 1 تا 5)

چھ احادیث (۱) انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب ترجمہ: میں جھوٹا نبی نہیں ہوں میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔ (مشکوٰۃ/۲/۲۰۱ کتاب الادب باب المفاخرۃ والعصبیۃ فصل اول رقم:۴۸۹۵)

(۲) یا ابا عمیر ما فعل النغیر (مشکوٰۃ رقم الحدیث ۴۸۸۴ بخاری کتاب الادب باب الانبساط الی الناس، مسلم کتاب الآداب باب استحباب تحنیک المولود)

(۳) ایک موقع پر زبان اقدس سے یوں کلام جاری ہوا۔

هل انت الا اصبع دمیتِ وفی سبیل الله مالقیت ترجمہ: نہیں ہے تو مگر وہ انگلی جو خونیں ہو گئی ہے اور اللہ کی راہ میں تو نے یہ مشقت پائی۔ (مشکوٰۃ/۲/۱۸۶ باب البیان والشعر فصل اول رقم:۴۷۸۸)

(۴) ایک موقع پر کلام پاک یوں مسجع فرمایا۔

اللهم لاعیش الا عیش الاخرة، فاغفر الانصار والمهاجرة ترجمہ: الٰہی نہیں ہے عیش مگر آخرت کا تو انصار اور مہاجرین صحابہ کو بخش دے۔ (مشکوٰۃ/۲/۱۸۷ باب البیان والشعر فصل اول رقم:۴۷۹۳)

(۵) صحابہ کرام علیہم الرضوان یوں کہتے تھے۔ **نحن الذین بایعوا محمدا علی الجهاد ما بقینا ابدا** (مشکوٰۃ ۲/۱۸۷ رقم:۴۷۹۳) ترجمہ: ہم وہ لوگ ہیں جنھوں نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد پر بیعت کر لی جب تک کہ ہم باقی رہیں ہمیشہ کے لیے۔

(۶) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یوں ارشاد فرمایا۔ الکریم ابن الکریم ابن الکریم ابن الکریم یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراهیم۔ شریف بیٹے شریف کے بیٹے شریف کے بیٹے حضرت یوسف بیٹے یعقوب کے وہ بیٹے اسحاق کے وہ بیٹے ابراہیم کے۔ (بخاری رقم:۳۳۹۰ احادیث الانبیاء، مشکوٰۃ/۲/۲۰۱ باب المفاخرۃ فصل اول رقم:۴۸۹۴)

اب انگریزی اھل حدیث سے میرا سوال ہے کہ کیا اعلحضرت امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ کے شجرہ نسب میں قرآن وحدیث کی سنت کو اختیار نہیں کیا گیا؟ کیا گیا یقیناً کیا گیا جیسا کہ ایک ابتدائی درجہ کا طالب علم بھی اس کو بخوبی سمجھ لے گا لیکن کیا کیا جائے اس کھوٹی اور عنادی قلب سقیم کا جو غیر مقلدین کے حصے میں آیا۔ آہ ”صمّ بکم عمی فھم لا یرجعون.

اعلیٰ حضرت کا شجرہ نسب سنت کے مطابق:۔

۳۔ غیر مقلد ٹولہ بمع حواری متوجہ ہوں! حضرتِ ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”تدعون یوم القیمامه باسمائکم واسماء ابائکم فاحسنوا اسماء کم“ (ابوداؤد رقم: ۴۹۴۸ باب فی تغییر الاسماء۔ مشکوۃ ۲/۱۸۳ باب الاسامی فصل ثانی رقم: ۴۷۶۸) تمھیں قیامت کے دن تمہارے ناموں سے پکارا جائے گا اور تمہارے باپوں کے ناموں سے پکارا جائے گا، لہذا تم لوگ اپنے نام اچھے رکھو۔

کیا اعلیٰ حضرت امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خان قادری برکاتی علیہ الرحمہ کے شجرہ نسب میں سارے اچھے نام نہیں ہیں؟ بلاشبہ ہیں تو پھر ان کو مطعون کس وجہ کے پیش نظر کیا گیا؟ یہاں سے تو پتہ چلتا ہے کہ اعلیٰ حضرت کے شجرہ مبارکہ میں نام بالکل حدیث کے حکم کے عین مطابق ہے اور تم لوگوں نے انہیں ان ناموں کی وجہ سے مطعون کیا جو حدیث کے تقاضے کے مطابق ہیں لہذا تمہاری حدیث سے دشمنی بالکل عیاں ہوگئی۔ افسوس اور صد افسوس حدیث سے اس قدر دشمنی کے باوجود تمھیں اپنے آپ کو اھل حدیث کہلواتے ہوئے شرم بھی نہیں آتی۔

ع...... شرم تم کو مگر نہیں آتی......!

۴۔ ذریت غیر مقلدین متوجہ ہوں! اگر ذہنی توازن درست ہے تو اعلیٰ حضرت امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خان قادری برکاتی علیہ الرحمہ کا شجرہ نسب کس قدر روشن وعیاں ہے اس کا مذکورہ بالا بحث سے اندازہ کرلیں۔ اب اس سوال کا جواب بھی آپ کے ذمہ ہے کہ آپ کے بزعم خود ”محقق“ نے رسالہ پر اپنا نام کیوں ظاہر نہیں کیا؟ نیز چاہیے تو یہ تھا کہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خان قادری برکاتی علیہ الرحمہ کے سلسلہ نسب پر اعتراض کرنے والا اپنا سلسلہ نسب بھی لکھ دیتا لیکن ایسا نہ کیا اس کی کیا وجہ ہے ایسا تو نہیں کہ کہیں محقق صاحب عتل بعد ذلک زنیم (پارہ ۲۹ القلم) کے مصداق بن گئے ہوں؟

اعلیٰ حضرت کے آباء اجداد حضرت علی سے محبت کرنے والے:۔

۵۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خان قادری برکاتی علیہ الرحمہ کے شجرۂ مبارکہ نسب میں جو اسماء مبارکہ ہیں ان سے یہ بات روزِ روشن کی طرح ظاہر ہوتی ہے کہ آپ کے آباؤ اجداد (جملہ صحابہ کرام علیہم الرضوان سے محبت کرنے کے ساتھ ساتھ) حضرتِ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی محبت کرتے تھے اور حضرتِ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کرنا ایمان دار ہونے کی علامت ہے، چنانچہ حضرتِ زر بن حبیش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی آپ فرماتے ہیں کہ حضرتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ”والذی فلق الحبّة وبرا النسمة انه لعهد النبی الامی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم الی ان لا یُحِبُّنِیْ الامؤمن والا یبغضنی الامنافق اس ذات کی قسم جس نے دانہ چیرا اور ہر جان کو پیدا فرمایا کہ مجھ سے حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے عہد فرمایا کہ مجھ سے محبت نہ کرے گا مگر مومن اور مجھ سے بغض نہ رکھے گا مگر

منافق۔ (مشکوۃ ۲/۴۷۳ مناقب علی فصل اول رقم: ۶۰۸۸ ۔ مسلم کتاب الایمان باب الدلیل علی ان حب الانصار و علی من الایمان رقم ۱۳۱ ۔ ۷۸)

اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انگریزی اصل حدیث گمنام قلمکار نے اپنے منافق ہونے کا بھی ثبوت فراہم کیا ہے۔ کیونکہ محرف صاحب نے حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کی نسبت سے رکھے گئے، ناموں کو مطعون کیا ہے، جس کی وجہ حضرتِ علی رضی اللہ عنہ سے کھلی ہوئی دشمنی و بغض ہے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منافق محبت نہیں کرے گا اور مومن بغض نہیں رکھے گا۔ چنانچہ حضرتِ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے فرمایا" لایحب علیا منافق ولا یبغضه مومن "علی سے منافق محبت نہیں کرتا، اور علی سے مومن بغض نہیں رکھتا۔ (مشکوۃ ۲/۴۳۹ مناقب علی فصل ثالث رقم: ۶۱۰۰ ۔ ترمذی کتاب المناقب مناقب علی رقم: ۳۷۴۷)

خیال رہے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آباء کرام کے اسماء مبارکہ مرکب ہیں جن میں دوسرا جزء اسم مبارک "علی" ہے جس کی وجہ تسمیہ ہم بیان کر چکے جب کہ جزء اوّل یوں ہے۔ (۱) نقی (۲) رضا (۳) کاظم سبحان اللہ یہ سب کے سب قرآن و حدیث سے ماخوذ ہیں چنانچہ "نقی" سرکار دو عالم صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے ارشاد گرامی "عن انس رضی اللّٰہ عنه قال سئل النبی صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم عن ال محمد قال کل تقی (طبرانی ص ۷) سے ماخوذ ہے۔ (۲) "رضا" اللہ تعالیٰ کے ارشادِ پاک سے ماخوذ ہے۔

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (پارہ ۱۱، التوبہ ۱۰۰)

ترجمہ کنز الایمان: ۔ اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور ان کے لیے تیار کر رکھے ہیں۔ باغ جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں یہی بڑی کامیابی ہے۔

(۳) "کاظم" اللہ تعالیٰ کے اس ارشادِ مبارک سے اخذ کردہ ہے۔

وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ

ترجمہ کنز الایمان: ۔ اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں۔ (پارہ ۴ آل عمران ۱۳۴)

اب منافقین کی روش چلنے والا ٹولہ منافقین کے انجام کو بھی قرآن کی آیتِ مبارکہ سے ملاحظہ کرے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا

ترجمہ کنز الایمان: ۔ بے شک منافق دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ میں ہیں اور تو ہر گز ان کا کوئی مددگار نہ پائے گا۔ (پارہ ۵ النساء ۱۴۵)

نوٹ : گمنام محرف قلمکار! اس آیت مبارکہ کو بار بار بغور پڑھو اور سوچو کہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بغض کی وجہ سے اس آیت مبارکہ کے مصداق تو نہیں بن گئے۔

۶۔ خیال رہے بعض ناعاقبت اندیشوں نے حضرتِ امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اہل بیت کی محبت پر رافضی ہونے کا الزام دیا تھا۔ حضرتِ امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے جواب میں یہ فرمایا تھا۔

لو کان رفضا حبّ آل محمد فلیشهد الثقلان انی رافض

اگر آلِ محمد صَلّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت رفض ہے تو پھر جن وانس اس بات کے گواہ ہو جائیں کہ میں رافضی ہوں، ملاحظہ ہو۔ (الصواعق المحرقہ ص ۳۳ قاہرہ مصر)

یعنی یہ بات غلط ہے کہ اہل بیت اطہار کی محبت کا نام رفض ہے، رافضی تو وہ ہوتا ہے جس کو صحابہ کرام علیہم الرضوان سے عداوت ہو۔ (جس کا ارتکاب انگریزی قلمکار نے کیا، والعیاذ باللہ من ذلک) جیسے خارجی اھل بیت کے دشمن ہوتے ہیں۔

اور بے اھل سنت تو وہ دونوں کی محبت کے جامع ہوتے ہیں اللہ اکبر امام اہلسنت فرماتے ہیں۔

اھل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

(۱) یہ بھی واضح رہے شیعہ عام طور پر دو گروہ ہیں۔ (۱) ایک وہ جو خلفاء ثلاثہ کو خلفاء برحق مانتا ہے لیکن حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کو ان سب سے افضل جانتا ہے یہ گروہ تفضیلیہ کہلاتا ہے۔
(۲) دوسرا گروہ وہ ہے جو خلفاء ثلاثہ کو خلیفہ برحق نہیں مانتا نیز دیگر صحابہ کرام خصوصاً حضرتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو طعن وتشنیع کا نشانہ بناتا ہے اور ابوطالب کے بارے میں یہ اصرار رکھتا ہے کہ وہ ایمان لے آئے تھے۔

اعلیٰ حضرت کے رد شیعہ پر رسائل:۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیعہ کے رد پر کئی رسائل وفتاویٰ تحریر فرمائے چند کے نام درج ہیں۔

(۱) ردّ الرفضہ (۲) الادلۃ الطاعنۃ فی اذان الملاعنۃ ۱۳۰۶ھ (۳) اعالی الافادہ فی تعزیہ

الھند وبیان الشہادۃ ۱۳۲۱ھ (۴) جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ ۱۳۱۷ھ (۵) غایۃ التحقیق فی امامۃ العلی والصدیق (۶) الکلام البھی فی تشبیہ الصدیق بالنبی ۱۲۹۷ھ (۷) الزلال الانقی من بحر سبقۃ الاتقی ۱۳۰۰ھ (۸) مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین ۱۲۹۷ھ (۹) وجہ المشوق بجلوۃ اسماء الصدیق والفاروق ۱۲۹۷ھ (۱۰) جمع القرآن وبم عزوہ لعثمان ۱۳۲۲ھ (۱۱) البشری العاجلہ من تحف آجلہ ۱۳۰۰ھ (تفضیلیہ اور مفسقان امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رد) (۱۲) عرش الاعزاز والاکرام، لاوّل ملوک الاسلام ۱۳۱۲ھ (۱۳) ذب الاھواء الواھیۃ فی باب الامیر معاویہ ۱۳۱۲ھ (۱۴) اعلام الصحابۃ الموافقین لامیر معاویہ واُمّ المؤمنین ۱۳۱۲ھ (۱۵) الاحادیث الراویہ لمدح الامیر معاویہ ۱۳۱۳ھ (۱۶) الجرح الوالج فی بطن الخوارج ۱۳۰۵ھ (۱۷) الصمصام الحیدری علی حمق العیار المفتری ۱۳۰۴ھ (۱۸) الرائحۃ العنبریہ عن المجمرۃ الحیدریہ ۱۳۰۰ھ (۱۹) لمعۃ الشمعہ لھدی شیعۃ الشنعہ ۱۳۱۲ھ (۲۰) شرح المطالب فی مبحث ابی طالب ۱۳۱۶ھ (۲۱) اس کے علاوہ ۱۳۰۰ھ میں بریلی "بدایوں" سنبھل اور رامپور وغیرہ کے تفضیلیہ نے باہمی مشورے سے مسئلہ تفضیل پر اعلحضرت سے مناظرہ کرنے کا اعلان کر دیا جس کے لیے مولانا محمد حسن سنبھلی مصنف تنسیق النظام فی مسند الامام وغیرہ کا انتخاب کیا۔ اعلحضرت ان دنوں ایک نئے طبیب کے زیر علاج تھے جس نے پہلے منضج دوائیں دیں۔ بعد میں جلاب آور دوائیں دینا تھیں۔ اس طبیب کی سازش سے طے ہوا کہ مسہل سے ایک دن پہلے مناظرہ کا دن مقرر کیا جائے۔ اوّل تو نقاہت کی بناء پر خود ہی مناظرہ سے انکار کر دیں گے۔ ورنہ طبیب منع کر دے گا۔ اعلیحضرت امام اہلسنت علیہ الرحمہ نے مناظرے کا چیلنج قبول فرمالیا۔ معالج نے

بہت منع کیا لیکن آپ نے فرمایا "مناظرہ کرتے ہوئے مجھے مرجانا منظور ہے اور مناظرہ سے انکار کر کے مجھے بچنا منظور نہیں۔" (حیات اعلیٰ حضرت ۱/۶۳)

تفضیلہ کا اعلیٰ حضرت کو مناظرہ کی دعوت دینا:۔

اللہ اکبر، اسی حالت میں تیس ۳۰ سوالات لکھ کر مولانا محمد حسن سنبھلی کے پاس بھیج دیئے۔ انہوں نے بکمال دیانت فرمایا کہ کوئی شخص تفضیلی عقیدہ رکھتے ہوئے ان کے جوابات نہیں دے سکتا، اور گاڑی پر سوار ہو کر واپس چلے گئے، اس واقعہ کی تفصیل فتح خیبر (۱۳۰۰ھ) میں چھپ چکی ہے۔ ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ "اس کے بعد شرح عقائد کا حاشیہ مسمّی بہ "نظم الفرائد" تحریر فرمایا، جس میں مذہب اہلسنت و جماعت کی حمایت و تائید کی۔" (حیات اعلیٰ حضرت ۱/۶۳)

توجہ رہے یہ رسالہ فتح خیبر کراچی سے چھپ چکا ہے۔

(۲۲) اس کے علاوہ "احکام شریعت" مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی" کے مندرجہ ذیل صفحات ۱۲۳، ۱۲۷، ۱۳۶، ۱۷۹ نیز فتاوی رضویہ شریف چھٹی جلد مبارک پور انڈیا کے درج ذیل صفحات ملاحظہ ہوں ۲۵، ۳۲، ۳۵، ۳۷، ۹۴، ۱۵۸، ۱۶۹، ۴۲۹، ۴۷۷، ۴۸۴، ۴۸۶، ۴۹۰، ۵۱۷، ۵۲۸

(۲۳) اس کے علاوہ وہ رسائل وقصائد جو سرکار غوث اعظم قطب ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں لکھے ہیں وہ بھی شیعہ اور روافض کی تردید ہیں کیونکہ شیعہ حضور غوث اعظم قطب ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ خوش عقیدگی نہیں رکھتے اس لیے کہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فضائل صحابہ کے قائل ہیں۔ پتہ نہیں انگریزی گمنام محرف اپنے آپ کو کس زمرے میں شمار کرتا ہے؟

(۲۴) اس کے علاوہ ملفوظات شریف میں کئی جگہوں رد فرمایا۔

(۲۵) مشہور زمانہ سلام رضا کے چند اشعار ملاحظہ کریں کس حسن و عمدگی کے ساتھ مسلک اھل سنت کی ترجمانی فرمائی ہے، بلاشبہ اعلحضرت ہی اتنی عمدہ اور نفیس ترجمانی فرماسکتے ہیں۔

یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل   ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام
وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا سقر   اس خدادا د حضرات پہ لاکھوں سلام
دُرِّ منثور قرآں کی مسلک بہی   زوج دو نور عفت پہ لاکھوں سلام
یعنی عثمان صاحب قمیصِ ھدی   حلّہ پوش شہادت پہ لاکھوں سلام
مرتضی شیر حق اشجع الاشجعین   ساقی شیر و شربت پہ لاکھوں سلام
اولیں دافع اھلِ رفض و خروج   چارمی رکن ملت پہ لاکھوں سلام
ماحی رفض و تفضیل ونصب و خروج   حامی دین و سنت پہ لاکھوں سلام۔

اعلحضرت امام اہلسنت کے نزدیک شیعہ کا حکم:۔

فرماتے ہیں "رافضی اگر امیر المؤمنین علی المرتضی کو شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنھم پر فضیلت دے، تو مبتدع ہے، جیسے فتاوی خلاصہ عالمگیری وغیرہ میں ہے اور اگر شیخین یا ان میں سے ایک کی امامت کا انکار کرے تو فقہاء نے اسے کافر قرار دیا اور متکلمین نے بدعتی اور اسی میں زیادہ احتیاط ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کے لیے بداء کا قائل ہو (یعنی اسے پہلے علم نہیں ہوتا بلکہ شے کے وقوع کے بعد علم ہوتا ہے) یا کہے کہ موجودہ قرآن ناقص ہے۔ صحابہ یا کسی دوسرے نے اس میں تحریف کی ہے، یا یہ کہ امیر المؤمنین (حضرت علی) یا اھل بیت میں سے کوئی امام اللہ تعالیٰ

کے نزدیک انبیاء سابقین سے افضل ہے جیسے کہ ہمارے شہر کے رافضی کہتے ہیں اوران کے اس دور کے مجتہد نے تصریح کی ہے تو وہ قطعا کافر ہے اور اس کا حکم مرتدوں والا ہے۔ جیسے کہ فتاویٰ ظہیریہ کے حوالے سے عالمگیری میں ہے۔''

(فتاوی الحرمین برجف ندوۃ المین ص۱۰ المکتبہ الشق ترکی، تحقیقی اور تنقیدی جائزہ ۱۳۶ طبع لاہور)

مطالبہ:۔ گمنام انگریزی اہل حدیث محرف کو شاید تشفی ہوگئی ہوگی کہ وہ اپنے لگائے ہوئے اتہام میں محض جھوٹ کا مرتکب ہے۔ لہذا فورا سچے دل سے توبہ کرلو ورنہ، اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا یہ حکم بھی توجہ سے سُن لیں۔ وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ بَل لَّعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَّا يُؤْمِنُونَ

''بولے ہمارے دلوں پر پردے پڑے ہیں بلکہ اللہ نے ان پر لعنت کی ان کے کفر کے سبب تو ان میں تھوڑے ایمان لاتے ہیں۔ (پارہ ا بقرہ ۸۸)

نوٹ: گمنام قلمکار محرف نے جس نعرہ کو ذکر کیا اور اس کو اھل سنت کی طرف منسوب کرنے کی ناپاک جسارت کی اس نعرہ کا اہلسنت سے ہرگز دور دور کا بھی تعلق نہیں، یہی نعرہ خود انہیں دیوبندیوں، وہابیوں کا ہے جو وقتاً فوقتاً از راہ منافقت لکھتے پھرتے ہیں اور اپنے دلوں کی طرح مسلمانوں کی دیواروں کو بھی سیاہ کرتے ہیں۔ اہلسنت کے امام احمد رضا قادری علیہ الرحمۃ نے تو ہر بد مذہب سے کوسوں دور رہنے کی تاکید و تلقین جا بجا فرمائی تو پھر ہم اہلسنت سے یہ کیونکر متوقع ہوسکتا ہے نیز ہمارے عقائد آج بھی وہی ہیں جن کی ترجمانی اعلحضرت امام اہلسنت شاہ احمد رضا خان قادری برکاتی علیہ الرحمۃ فرما چکے ہیں۔ اس کے علاوہ ذمہ دار علماء اہلسنت نے بھی اس بارے میں خاصی خدمات انجام دیں ہیں جو کسی سے پوشیدہ نہیں۔

مطالبہ: انگریزی اھل حدیث قلمکار سے میرا مطالبہ ہے تمام ذریت غیر مقلدیت نے مل کر بھی روافض کی اتنی تردید نہیں کی ہوگی۔ جتنی تنہا امام اہلسنت نے فرمائی ہے اگر کی ہے تو دکھاؤ، هاتوا برهانكم ...... تم لوگ تردید کیا کرتے تمہارے تو بڑے خود شیعہ ہونے کے معترف ہیں۔ جیسا کہ عنقریب آئے گا۔

(۲۷) گمنام قلمکار نے اُمّ المومنین حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گستاخی کی نسبت جو اعلحضرت امام اہلسنت کی طرف کی گئی ہے اس پر شعر بھی ص ۵۔۶ پر ذکر کیے حدائق بخشش ج ۳ ص ۲۳ سے اس کے متعلق بھی جو شبہات ڈالنے کی جسارت کی گئی اس کا حل بھی متذکرہ بالا عبارتوں سے ہوگیا کہ امام اہلسنت سے ہرگز ایسی بات متوقع نہیں ہوسکتی، نیز ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے متعلق تو آپ یوں عرض گزار ہیں۔

اہل اسلام کی مادران شفیق — بانواں طہارت پہ لاکھوں سلام

ارے ظالمو! وہ امام جو ازواج مطہرات کی خدمت میں دست بستہ سلام کے نذرانے پیش کررہا ہے وہ کس طرح اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گستاخی کا اِرتکاب کرسکتا ہے نیز جس کی وردِ زبان یہ ہو کہ......!

(۱) بنت صدیق آرام جان نبی — اس حریم برات پہ لاکھوں سلام
یعنی ہے سورہ نور جن کی گواہ — ان کی پُر نور صورت پہ لاکھوں سلام
جن میں روح القدس بے اجازت نہ جائیں — اس سرادق کی عصمت پہ لاکھوں سلام
شمع تاباں کا شانہ اجتہاد — مفتی چار ملت پہ لاکھوں سلام

وہ امام عالی شان جو غوث اعظم الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں یوں عرض کرے کہ

تجھ سے در، در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دُور کا ڈورا تیرا

اس سراپا ادب واحترام امام کی طرف اس طرح کی بے ہودہ بات منسوب کرتے ہوئے تم لوگوں کو ذرا شرم نہ آئی، ظالمو! بتاو خدا اور رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو کیا منہ دکھاؤ گے۔ کیا تمہارے دلوں میں "یوم تبیض وجوہ و تسود وجوہ" کا خوف نہیں ہے؟

حدائق بخشش حصہ سوم کا پس منظر:۔

"اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کا نعتیہ دیوان دو حصے پر مشتمل ہے۔ یہ ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء میں مرتب اور شائع ہوا ہے۔ ماہ صفر ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء کو آپ کا وصال ہوا، وصال کے دو سال بعد ذوالحجہ ۱۳۴۲ھ/۱۹۲۳ء میں مولانا محمد محبوب علی قادری لکھنوی نے آپ کا کلام متفرق مقامات سے حاصل کر کے حدائق بخشش حصہ سوم کے نام سے شائع کر دیا۔ انہوں نے مسودہ نابھ سٹیم پریس، نابھ کے سپرد کر دیا۔ پریس والوں نے کتابت کروائی اور کتاب چھاپ دی۔ کاتب بدمذہب تھا، اس نے دانستہ یا نادانستہ ایسے اشعار ام المؤمین حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مدح کے قصیدے میں شامل کر دیئے۔ جو ام زرع وغیرہ مشرکہ عورتوں کے بارے میں تھے۔ ان عورتوں کا ذکر حدیث کی کتابوں، مسلم ترمذی اور نسائی وغیرہ میں موجود ہیں۔

مولانا محمد محبوب علی خان سے چند ایک تسامح ہوئے:۔

(۱) چھپائی سے پہلے انہوں نے اپنی مصروفیات اور پریس والوں پر اعتماد کر کے چھپنے

سے پہلے کتابت کو چیک نہ کیا۔ (۲) کتاب کا نام "حدائق بخشش" حصہ سوم رکھ دیا۔ حالانکہ انہیں چاہیے تھا کہ "باقیات رضا" یا اسی قسم کا کوئی دوسرا نام رکھتے۔ (۳) ٹائیٹل پیج پر کتاب کے نام کے ساتھ ۱۳۲۵ھ بھی لکھ دیا۔ حالانکہ یہ سن پہلے دو حصوں کی ترتیب کا تھا۔ جو مصنف کے سامنے ہی چھپ چکے تھے۔ تیسرا حصہ تو ۱۳۴۲ھ میں مرتب ہو کر شائع ہوا۔ (حدائق بخشش نابھ سٹیم پریس، نابھ ص۲، مولانا محمد محبوب علی خان) اسی لیے ٹائیٹل پیج پر امام احمد رضا بریلوی کے نام کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھا ہوا ہے۔ اگر انکی زندگی اور ۱۳۲۵ھ میں یہ کتاب چھپتی تو ایسے دعائیہ کلمات ہرگز نہ درج ہوتے۔ (۴) یہ مجموعہ مرتب کر کے امام احمد رضا بریلوی کے صاحبزادے مولانا مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ یا بھتیجے مولانا حسنین رضا خان علیہ الرحمہ کو دکھائے اور منظوری حاصل کئے بغیر چھاپ دیا۔ (۵) کتاب چھپنے کے بعد جیسے ہی صورتِ حال سامنے آئی تھی۔ اس غلطی کی تصحیح کا علان کر دیتے تو صورت حال اتنی سنگین نہ ہوتی ۔لیکن یہ سوچ کر خاموش رہے کہ اہل علم خود ہی سمجھ جائیں گے کہ یہ اشعار غلط جگہ چھپ گئے ہیں، اور آئندہ ایڈیشن میں تصحیح کر دی جائے گی۔ (تحقیقی وتنقیدی جائزہ، ص۴۰، علامہ عبدالحکیم اشرف قادری)

پروپیگنڈا:۔

ایک عرصہ بعد دیوبندی مکتب فکر کی طرف سے پورے شد ومد سے یہ پروپیگنڈا کیا گیا کہ "مولانا محمد محبوب علی خان" نے حضرتِ اُم المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بارگاہ میں گستاخی کی ہے۔ لہذا انہیں بمبئی کی سنی جامع مسجد سے نکال دیا جائے۔

مولانا محمد محبوب علی خان نے اسے اپنی "انا" کا مسئلہ نہیں بنایا اور وہ کچھ کیا جو ایک سچے

مسلمان کا کام ہے۔ انہوں نے مختلف جرائد اور اخبارات میں اپنا توبہ نامہ شائع کرایا۔ علامہ مشتاق احمد نظامی (مصنف۔ خون کے آنسو) نے ایک ہفت روزہ کے ذریعے انہیں غلطی کی طرف متوجہ کیا تھا اور انہیں مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''آج ۹ ذیعقدہ ۱۳۷۴ھ کو بمبئی کے ہفتہ وار اخبار میں آپ کی تحریر ''حدائق بخشش'' حصہ سوم کے متعلق دیکھی، جواباً پہلے فقیر حقیر اپنی غلطی اور تساہل کا اعتراف کرتے ہوئے اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور اس خطا اور غلطی کی معافی چاہتا ہے اور استغفار کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ معافی بخشے، آمین (ماہنامہ سنی دنیا شمارہ ذوالحجہ ۱۳۷۴ھ ص ۱۷، فتاویٰ مظہری مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی ۲/۳۹۳، تحقیقی و تنقیدی جائزہ سے راقم نے نقل کیا ص ۱۴۱ طبع لاہور)

واضح رہے اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے چنانچہ ارشاد فرماتا ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ. (پارہ 2 البقرہ 222)

ترجمہ:۔ بے شک اللہ پسند کرتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو۔

نیز حدیث پاک میں ہے ''ان اللہ وضع عن امتی الخطاء والنسیان

ترجمہ:۔ یعنی میری امت سے بھول چوک معاف ہے۔ (ابن ماجہ، ابن حبان، والحاکم)

اس سب کے باوجود اب ان اشعار کو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں مان کر وہابیوں اور دیوبندیوں کی شر پسندی اشاعت فاحشہ کی ذلیل ترین اور شرمناک ترین حرکت ہے۔ آج یہ لوگ جو چاہیں کر لیں کل کے لیے سن لیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي

الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ. (پارہ ۱۸ 'النور ۱۹)

ترجمہ:۔ وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بُرا چرچا پھیلے ان کے لیے دردناک عذاب ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

اس کے باوجود مخالفین نے اطمینان کا سانس نہ لیا۔ بلکہ پروپیگنڈا کیا کہ یہ توبہ قابلِ قبول نہیں ہے۔ اس پر علماء اہلسنت سے فتوے حاصل کیے گئے کہ ان کی توبہ یقیناً مقبول ہے، کیونکہ انہوں نے یہ اشعار نہ تو ام المومنین کے بارے میں کہے اور نہ لکھے ہیں ان کی غلطی صرف اتنی تھی کہ کتابت کی دیکھ بھال نہ کر سکے۔ اس کی انہوں نے علی الاعلان اور بار بار توبہ کی ہے۔ اور در توبہ کھلا ہوا ہے، پھر کسی کے یہ کہنے کا کیا جواز ہے کہ توبہ قبول نہیں۔

یہ فتاویٰ ''فیصلہ مقدسہ'' کے نام سے ۱۳۷۵ھ میں چھپ گئے، اور تمام شور اور شر ختم ہو گیا، اس میں ایک سو انیس ۱۱۹، علماء کے فتوے اور تصدیقی دستخط ہیں۔ الحمد للہ کہ ''فیصلہ مقدسہ'' مرکز مجلس رضا لاہور نے دوبارہ چھاپ دیا ہے۔ تفصیلات اس میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

مقامِ غور: مقامِ غور ہے کہ جو کتاب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد مرتب ہو کر چھپی ہو۔ اس میں پائی جانے والی غلطی کی ذمہ داری ان پر کیسے ڈالی جا سکتی ہے؟ ۱۳۷۴ھ/۱۹۵۵ء میں بھی جب یہ ہنگامہ کھڑا کیا گیا تو تمام تر ذمہ داری ''مولانا محمد محبوب علی خان'' مرتب کتاب پر ڈال دی گئی تھی، کسی نے بھی یہ نہ کہا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ نے حضرتِ ام المومنین کی شان میں گستاخی کی ہے۔ لیکن آج حقائق سے منہ موڑ کر گستاخی کا الزام انہیں دیا جا رہا ہے۔

آج تک اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ اوران کے ہم مسلک علماء پر یہی الزام عائد کیا جاتا تھا کہ یہ لوگ انبیاء واولیاء کی محبت وتعظیم میں غلو سے کام لیتے ہیں، پھر یکا یک یہ کایاپلٹ کیسے گئی کہ انہیں گستاخی کا مرتکب قرار دیا جارہا ہے؟ دراصل اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ نے بارگاہ خداوندی اور حضرات انبیاء واولیاء کی شان میں گستاخی کرنے والوں کا سخت علمی وقلمی محاسبہ کیا تھا۔ جس کا نہ تو جواب دیا جاسکا اور نہ ہی توبہ کی توفیق ہوئی، الٹا انہیں بے بنیاد الزام دیا جانے لگا کہ یہ گستاخی کے مرتکب ہیں۔ (تحقیقی وتنقیدی جائزہ ص ۱۴۲)

گستاخ کون:۔

اہلسنت کے امام کو گستاخی کا مورد ٹھہرانے والے ہم نے آپ پر واضح کردیا کہ اس گستاخی سے اہلسنت کے امام کا دامن منزہ ومبرہ ہے، اب ہم بتاتے ہیں کہ گستاخ کون ہے؟ تو دل پر ہاتھ رکھ کر پڑھو۔ مولوی اسماعیل قتیل بالاکوٹ اپنے پیرومرشد سید احمد (رائے بریلی) کے بارے میں کہتا ہے کہ کمالات طریق نبوت اجمالاً تو ان کی فطرت میں موجود تھے پھر ایک وقت آیا کہ یہ کمالات راہ نبوت تفصیلاً کمال کو پہنچ گئے، اور کمالات طریق ولایت بطریق احسن جلوہ گر ہو گئے، ان کمالات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "جناب علی مرتضیٰ نے حضرت کو اپنے دستِ مبارک سے غسل دیا اوران کے بدن کو خوب دھویا، جیسے باپ اپنے بچوں کو مَل مَل کر غسل دیتے ہیں، اور حضرت فاطمہ زہرا نے بیش قیمت لباس اپنے ہاتھ سے انہیں پہنایا، پھر اسی واقعہ کے سبب کمالات طریق نبوت انتہائی جلوہ گر ہو گئے۔ (البریلویہ ص ۲۱۔ نیز ملاحظہ ہو صراط مستقیم مترجم ص ۱۸۹ باہتمام مولوی محمد اسحاق مدیر کتب خانہ رحیمیہ دیوبند یوپی)

یہ اگرچہ خواب کا واقعہ بتایا جارہا ہے لیکن ہمیں یہ پوچھنے کا حق ہے کہ ایسے واقعات کا کتابوں میں درج کرنا اور پھر فارسی اور اردو میں انہیں بار بار شائع کرنا حضرتِ خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں سوءادب نہیں ہے؟۔ پھر کیا وجہ ہے کہ علمائے اہلسنت کے توجہ دلانے کے باوجود انگریزی اہل حدیث نے اس کا تدراک نہ کیا اور نہ ہی توبہ کی؟

شیعہ ہونے کا اقرار کس نے کیا؟

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ پر شیعہ ہونے کے الزامات لگانے والے اپنے گھر سے ناجانے کیوں بے خبر رہتے ہیں آیئے ہم آپ کو آپ کے گھر کی سیر کراتے چلیں غیر مقلدین وہابیوں کے مشہور عالم وحید الزماں اپنی قلم سے خود اعتراف کرتے ہیں کہ "اهل الحديث هم شيعة علي يحبون اهل بيت رسول الله صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم "یعنی اہل حدیث شیعان علی ہیں یہ لوگ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی اہل بیت سے محبت رکھتے ہیں۔ ملاحظہ ہو (ہدیۃ المہدی از وحید الزمان ص ۱۰۰)

بخاری شریف کو جلانے کی ناپاک سوچ کس کی؟

۱۹۸۲ء میں عالمی سیرت کانفرنس تہران میں اتحادِ اُمت کے عنوان پر اظہار خیال کرتے ہوئے گوجرانوالہ کے انگریزی اہل حدیث غیر مقلد مولوی بشیر الرحمٰن مستحسن نے اپنی تقریر میں یہ کہا کہ "اب تک جو کچھ کہا گیا ہے وہ قابل قدر ضرور ہے، قابلِ عمل نہیں۔ اختلاف ختم کرنا ضروری ہے مگر اختلاف ختم کرنے کے لیے اسباب اختلاف کو مٹانا ہوگا۔ فریقین کی جو کتب قابلِ اعتراض ہیں ان کی موجودگی اختلاف کی بھٹی کو تیز تر کر رہی ہے کیوں نہ ہم ان اسباب ہی کو ختم کردیں۔

اگر آپ صدق دل سے اتحاد چاہتے ہیں تو ان تمام روایات کو جلانا ہوگا جو ایک دوسرے کی دل آزاری کا سبب ہیں۔ ہم ''بخاری'' کو آگ میں ڈالتے ہیں، آپ ''اصول کافی'' کو نذرِ آتش کردیں۔ آپ اپنی فقہ صاف کردیں ہم اپنی فقہ صاف کردیں گے۔ ملاحظہ ہو

(آتشکدہ وایران ندیم بک ہاؤس لاہور ۱۹۸۴ء ص ۱۰۹، اختر کاشمیری)

احباب اہلسنت ملاحظہ کریں ان دین کے ڈاکوؤں کی ناپاک سازشوں کو کہ یہ کس طرح شیعوں، رافضیوں سے اتحاد ومحبت کا دَم بھرتے ہیں اور اس کی خاطر حدیث شریف کی عظیم کتاب جو سید المحدثین امیر المومنین فی الحدیث کی تصنیف کردہ ہے جس کے بارے میں اہل سنت کا یہ نظریہ ہے اصح الکتب بعد کتاب اللّٰہ الصحیح البخاری یعنی کتاب اللہ کے بعد سب سے صحیح ترین کتاب بخاری شریف ہے اس عظیم ذخیرہ احادیث کو جلانے کی ناپاک سازش بلکہ مشورہ دے رہے ہیں، پھر بھی اپنے آپ کو ''اھل حدیث'' کہلواتے ہیں تاکہ سیدھے سادے لوگوں کے ایمانوں میں گمراہی کی دھول جھونکنے میں آسانی ہوجائے۔ والعیاذ باللہ من ذلک. اللّٰہ نے سچ فرمایا ہے کہ:۔

اذاخلوا الی شیاطینهم قالوا انامعکم انما نحن مستهزءون. (پارہ1 البقرہ14)

ترجمہ:۔ جب اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوں تو کہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو یوں ہی ہنسی کرتے ہیں۔

شیعہ علماء کے لیے ویزے کی کوشش کون کرتا ہے؟

احباب اہلسنت متوجہ ہوں! ہمارے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ پر

شیعت کا جھوٹا الزام لگانے والوں کے دلوں میں شیعوں کی محبت اتنی گھر کرگئی ہے کہ ان کے مایہ ناز پیشوا مولوی احسان الٰہی ظہیر علماء شیعہ کو عرب ممالک کے ویزے دلوانے کی کوشش کرتے ہیں اور اس راز کا پردہ بھی فاش خود انہی کے مولوی حافظ عبدالرحمٰن مدنی نے کیا۔ چنانچہ وہ احسان الٰہی ظہیر کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ''اسی طرح الشیعہ والسنہ لکھنے کے باوجود شیعہ علماء کے لیے عرب ممالک کے ویزے کے لیے کوشش کرنے...... کو بھی موضوع مباحلہ بنالیجے۔

شیعہ علماء کو ویزے دلانے کی کوشش اندرونی اعتقادی مسلکی ربط وتعلق کے بغیر تو نہیں ہوسکتی۔'' ملاحظہ ہو۔ (ہفت روزہ اھل حدیث ۳ اگست ۱۹۸۴ء ص ۷ حافظ عبدالرحمٰن مدنی)

(۱) احباب اہلسنت مندرجہ بالا تصریحات سے اب یہ بات سمجھنا کچھ دشوار نہیں رہ جاتا کہ ''شیعہ سُنّی بھائی بھائی'' کا نعرہ کن لوگوں کا شیوہ ہے ان طاغوتیوں کا یا پھر ہم اہلسنت امام احمد رضا کے نام لیوؤں کا (۲) نیز یہاں سے یہ مسئلہ بھی حل ہوگیا کہ شیعہ کے ساتھ خونی رشتہ کن لوگوں کا ہے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ کا یا پھر وحید الزمان، اور احسانِ الٰہی ظہیر وغیرہ غیر مقلدین کا (۳) اس سے یہ عقدہ بھی حل ہوگیا کہ ''متعہ'' کا نتیجہ گمنام قلمکار غیر مقلد محرف اور اس کے ہم عقیدہ وحواری ہی ہیں۔

شیعہ اور رافضیوں کا وارث کون؟

اس سوال کا جواب بھی غیر مقلد عالم عبدالاحد خانپوری کی زبانی سنتے ہیں تاکہ حقیقت حال بالکل آشکارا ہوجائے وہ لکھتے ہیں۔ ''پس اس زمانے کے جھوٹے اہل حدیث مبتدعین، مخالفین'' سلف صالحین جو حقیقت ماجاء بہ الرسول سے جاہل ہیں۔ وہ صفت میں وارث اور خلیفہ

ہوئے ہیں، شیعہ اور روافض کے۔ یعنی جس طرح شیعہ پہلے زمانوں میں باب اور دہلیز کفر و نفاق کے تھے اور مدخل ملاحدہ وزنادقہ کا تھے اسلام کی طرف، یہ جاہل بدعتی اہلِ حدیث اس زمانہ میں باب اور دہلیز اور مدخل ہیں۔ ملاحدہ اور زنادقہ منافقین کے بعینہ مثل اہل تشیع"

(اہل حدیث اور انگریز ابوحنیفہ اکیڈمی فقیر والی ص ۶، بشیر احمد قادری)

امام احمد رضا محدث بریلوی اور ردِ مرزائیت

ہر شخص جو نظر انصاف رکھتا ہو اس بات کی گواہی دے گا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ نے اپنے دور میں اٹھنے والے ہر فتنے کا سر کچل ڈالا۔ ان فتنوں میں سے ایک مرزائیوں کا بھی فتنہ تھا، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ مرزائیوں کے لیے بھی شمشیر بے نیام ثابت ہوئے چنانچہ آپ نے مرزائیوں کے رد پر متعدد فتاوی و رسائل تحریر فرمائے۔ احکامِ شریعت، المعتمد المستند اور فتاویٰ رضویہ شریف میں ردمرزائیت پر آپ کے فتاوی ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ نے ردمرزائیت پر جو رسائل تحریر فرمائے ہیں ان میں چند کے نام درجِ ذیل ہیں۔

(۱) السوء والعقاب علی المسیح الکذاب (۲) قهر الدیان علی مرتد بقادیان

(۳) المبین ختم النبین (۴) جزاء اللّٰه عدوّہ بابائه ختم النبوة

(۵) الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی.

پروفیسر خالد شبیر احمد فیصل آباد دیوبندی مکتب فکر سے تعلق رکھتے ہیں اس کے باوجود انہوں نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ کے فتوی سے قبل ان تاثرات کا اظہار کیا ہے۔

اس فتوی سے جہاں مولانا کے کمالِ علم کا احساس ہوتا ہے وہاں مرزا غلام احمد کے کفر کے بارے میں ایسے دلائل بھی سامنے آتے ہیں کہ جس کے بعد کوئی ذی شعور مرزا صاحب کے اسلام اور اس کے مسلمان ہونے کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ (تاریخ محاسبہ قادیانیت [illegible] فیصل آباد ص ۵۵۹ [illegible])

یہی دیوبندی پروفیسر مزید لکھتا ہے۔ "ذیل کا فتوی بھی آپ کے علمی استطاعت، فقہی دانش و بصیرت کا ایک تاریخی شاہکار ہے، جس میں آپ نے مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر، کو خود ان کے دعاوی کی روشنی میں نہایت مدلل طریقے سے ثابت کیا ہے، یہ فتوی مسلمانوں کا وہ علمی و تحقیقی خزینہ ہے جس پر مسلمان جتنا بھی ناز کریں کم ہے۔ (تاریخ محاسبہ قادیانیت [illegible] فیصل آباد ص ۲۰۰ [illegible])

احباب نے ملاحظہ کیا کہ اعلحضرت رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کے ردمرزائیت کے فتوی کی علمی وقعت کا اعتراف مخالف مکتبہ فکر سے متعلق پروفیسر نے بھی کیا اب ہم گمنام قلمکار کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جس طرح ہم سابقا شیعہ سے خونی رشتہ اہل حدیث کا ہونے کے شواہد پیش کر چکے ہیں اب مرزائیت کے ساتھ خونی رشتہ کو بھی واضح کرنے جا رہے ہیں، ملاحظہ ہو محمد سعید الرحمٰن علوی دیوبندی لکھتے ہیں۔ دعوی تو اہل حدیث ہونے کا ہے، لیکن حالت یہ ہے کہ نیچریت انکار حدیث، قادیانیت سمیت اکثر و بیشتر فرقوں کے بانی غیر مقلدیت کے بطن سے پیدا ہوئے۔"

(اہل حدیث اور انگریز مقدمہ ص ۳ بشیر احمد قادری ابوحنیفہ اکیڈمی فقیر والی)

کیوں گمنام قلمکار! قادیانیوں سے اپنا رشتہ معلوم ہوا یا نہیں تو متذکرہ بالا عبارت کو دوبارہ پڑھ لو، ممکن ہے یہ کہ کر اپنے دل کو تسلی دے لو کہ یہ تو دیوبندی کا حوالہ ہے تو گزارش ہے کہ دیوبندی بھی تو تمہارے سگے بھائی ہی ہیں، چلو بھائی کی نہیں تو اپنے ابا ہی کی بات کی لاج رکھ

لو چنانچہ محمد حسین بٹالوی لکھتے ہیں۔ ''قادیان میں مرزا پیدا ہوا، تو اس کو بھی اہل حدیث کے مولوی حکیم نورالدین بھیروی، جموئی اور مولوی احسن امروھوی بھوپالی نے ویلکم یا لبیک کہا۔

فتنۂ انکارِ حدیث (چکڑالوی مذہب) نے مسجد چینیانوالی میں جو اہل حدیث کی مسجد ہے جنم لیا اور چٹو، محکم الدین وغیرہ (جو اہلحدیث کہلاتے تھے) کی گود میں نشو ونما پایا اور یہی مسجد بانی مذہب چکڑالوی کا ہیڈ کوارٹر بنایا گیا۔ (محمد حسین بٹالوی اشاعۃ السنۃ ۱۹ شمارہ ۸ ص ۲۵۲) کیوں جناب گمنام قلمکار! پتہ چلا کہ مرزا قادیانی حنفی تھا یا پھر اھل حدیث؟

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

کفر وارتداد کے اسباب کن میں؟:

مولوی بشیر احمد دیوبندی (غیر مقلدین کا بھائی) "خیر التنقید" کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

''جناب بٹالوی صاحب...... لکھتے ہیں۔ پچیس برس کے تجربے سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ مجتہد مطلق (ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں) اور مطلق تقلید کے تارک بن جاتے ہیں وہ آخر اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہیں، کفر وارتداد کے اسباب اور بھی بکثرت موجود ہیں۔ مگر دینداروں کے بے دین ہوجانے کے لیے بے علمی کے ساتھ شرکِ تقلید بڑا بھاری سبب ہے''۔ (اہل حدیث اور انگریز ص ۱۱۰ بشیر احمد قادری)

اب اس سوال کا جواب گمنام قلمکار محرف کے ذمہ ہے کہ وہ دین کو اسلام کو سلام کر بیٹھنے کے بعد چکڑالویت کو اپنے گلے کا پھندا بناتے ہیں یا پھر اژدھائے مرزائیت کا لقمہ بن جاتے ہیں؟

واضح رہے دیوبندی مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے اعتقادات میں غیر مقلدین انگریزی

اھل حدیث کے ساتھ اعتقادات میں متفق ہیں بالفاظ دیگر اعتقادی بھائی ہیں، اور ایک بھائی کو اپنے بھائی کے متعلق اندرون خانہ جو معلومات ہوتی ہیں، بیرون خانہ والے وہ معلومات نہیں رکھتے تو آیئے ہم مزید انگریزی اھل حدیث کی کرتوتوں کا وہ کشف جو اس کے اپنے ہی دیوبندی بھائی نے کیا اس کی چند جھلکیاں ملاحظہ کرتے ہیں۔

بے دینی کا دروازہ کون؟

(۱) چنانچہ اشرف علی تھانوی محمد حسین بٹالوی غیر مقلد کے بارے میں لکھتے ہیں۔ مولانا موصوف غیر مقلد تھے، مگر منصف مزاج حضرت (تھانوی) نے فرمایا کہ میں نے خود ان کے رسالہ '' اشاعۃ السنۃ'' میں ان کا یہ مضمون دیکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ '' پچیس ۲۵ سال کے تجربہ سے معلوم ہوا کہ غیر مقلدی بے دینی کا دروازہ ہے۔''

حضرتِ گنگوہی نے اس قول کو '' سبیل السداد '' میں نقل کیا ہے۔ (مجالس حکیم الامت ص ۲۳۲)

(۲) ارشاد فرمایا کہ غیر مقلدی بے عقلی کی دلیل ہے، بے دینی کی نہیں۔ ہاں جو آئمہ مجتہدین پر تبرا کرے تو بے دینی ہے۔'' (ایضاً ص ۲۳۴)

نہایت گستاخ اور بے ادب کون؟

(۳) ''ایسے ہی اکثر غیر مقلد ہیں۔ حدیث کا تو نام ہی نام ہے۔ محض قیاسات ہی قیاسات ہیں۔ اپنے ہی مقلد ہیں، حدیث کی تو ہوا بھی نہیں لگی اور ایک چیز کا تو ان میں نام ونشان نہیں۔ وہ ادب ہے۔ نہایت ہی گستاخ اور بے ادب ہوتے ہیں جو جس کو چاہتے ہیں کہہ ڈالتے ہیں۔ بڑے جری ہیں اس باب میں اور بزرگوں کی شان میں گستاخی کرنے والا بڑے

ہی خطرہ میں ہوتا ہے سوءِ خاتمہ کا، ملاحظہ ہو۔ (افاضات یومیہ ج۳ ص۱۲۸ اشرف علی تھانوی، ملفوظ نمبر۱۵)

سانڈ جیسی مثال کس کی؟

(۴) ''غیر مقلد ہونا تو بہت آسان ہے، البتہ مقلد ہونا مشکل ہے، کیونکہ غیر مقلدی میں تو یہ ہے کہ جو جی میں آیا کرلیا جسے چاہا بدعت کہہ دیا جسے چاہا سنت کہہ دیا، کوئی معیار ہی نہیں۔ مگر مقلد ایسا نہیں کرسکتا اس کو قدم قدم پر دیکھ بھال کرنے کی ضرورت ہے، بعضے آزاد غیر مقلدوں کی ایسی مثال ہے کہ جیسے سانڈ ہوتے ہیں، اس کھیت میں منہ مارا، اُس کھیت میں منہ مارا، نہ کوئی کھونٹا ہے نہ تھان ہے، ملاحظہ ہو۔ (افاضات یومیہ ج۳ ص ۳۷۷، ۳۷۸ تھانوی۔ ملفوظ نمبر۳۴۲)

کس کی طبیعت میں شر ہے؟:

(۵) بعضے غیر مقلدوں میں تشدد بہت ہوتا ہے، طبیعت میں شر ہوتا ہے اور مجھے تو الا ماشاء اللہ ان کی نیت پر بھی شبہ ہے، سنت سمجھ کر شاید ہی کوئی عمل کرتے ہوں۔ مشکل ہی سا معلوم ہوتا ہے۔ (ایضاً ج۱ ص۳۰۹۔ ملفوظ نمبر۴۸۴)

احباب اہلسنت نے ملاحظہ فرمایا کہ انگریزی اہل حدیث کے گمنام قلمکار نے بریلویت اور مرزائیت کے عنوان سے سرخی قائم تو کی مگر ان دونوں کے درمیان کوئی بھی رشتہ تو کیا دور دور کا تعلق بھی ثابت کرنے سے قطعی طور پر ناکام رہا جب کہ ہم نے نام نہاد اہل حدیث کا رشتہ شیعہ سے نیز قادیانیوں سے کئی شواہد کے ساتھ واضح کردیا نیز متذکرہ بالا ہماری تصریحات سے یہ بات بھی نیم روز کی طرح روشن ہوگئی کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ نے شیعت اور مرزائیت کا جو رد فرمایا اس کی مثال وہابیوں کے پاس مفقود ہے، یہ تو امام اہلسنت

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ کے کارنامے ہیں ابھی ہم نے ان کے ماننے والوں کی خدمات کا تو ذکر ہی نہیں کیا۔

• ص ۷ پر گمنام قلمکار نے اہل سنت کو قبر پرست قرار دیا اب ہم اس جھوٹ کا قلع قمع حدیث رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کرتے ہیں جس سے یہ بھی واضح ہوجائے گا کہ نام نہاد اہل حدیث حدیث شریف کی تعلیمات سے کوسوں دور ہیں چنانچہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ارشاد فرماتے ہیں۔ ''مجھے اس بات کا خوف نہیں کہ تم میرے بعد شرک کروگے۔ البتہ مجھے خوف ہے کہ تم دنیا میں دلچسپی لوگے اور مرنے مارنے پر تل جاؤ گے تو تم ہلاک ہوجاؤ گے جس طرح تم سے پہلے ہلاک ہوگئے۔ حدیث شریف کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔ ''انی لست اخشی ان تشرکو ابعدی ولکنی اخشی علیکم الدنیا ان تنافسوا فیھا وتقتلوا فتھلکوا کما ھلک من کان قبلکم (مسلم شریف ۲/۲۵۰ رشیدیہ دہلی)

ایک اور حدیث ملاحظہ ہو حضرت شداد بن اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کیا آپ کے بعد آپ کی امت شرک کرے گی، فرمایا ہاں اما انھم لایعبدون شیناً ولا قمرا ولا حجرا ولا وثنا ولکن یراء ون باعمالھم'' یہ لوگ چاند، سورج یا کسی پتھر اور بت کی پوجا نہیں کریں گے بلکہ اپنے اعمال کی نمائش کریں گے۔ (مشکوٰۃ ۳/۲۶۹ باب الریاء والسمعۃ رقم: ۵۳۳۲)

احباب نے ملاحظہ فرمایا کہ دستگیر کائنات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کتنی صراحت کے ساتھ فرمایا کہ میری امت بت پرستی نہیں کرے گی شرک میں مبتلا نہیں ہوگی۔ ماتم ہے

وہابیوں کی تخریبانہ سوچ پر کہ ان کو چار سو شرک ہی شرک نظر آتا ہے اور کتنی ڈھٹائی کے ساتھ یہ لوگ اُمتِ مسلمہ کو مشرک قرار دے رہے ہیں، یہ بھی واضح رہے کہ جو کسی مسلمان کی طرف کفر کی نسبت کرے (جیسا کہ غیر مقلدین مسلمانوں کو مشرک و کافر قرار دے چکے ہیں) تو وہ کفر خود اسی کی طرف لوٹتا ہے۔ اور یہ بھی حدیث ہی کا ارشاد ہے اب گمنام محرف اپنے گریبان میں خود جھانک کر اپنے آپ کا بھی حکم اچھی طرح جان لے کہ مسلمانوں کو مشرک قرار دے کر حدیث کی رو سے خود کیا ہوا؟

گمنام قلمکار نے اہلسنت کو "مردہ فروش" کہا یہ بھی سفید جھوٹ ہے آج تک کسی سنی نے کسی مردہ کی بیع کی اجازت دی نہ کی بلکہ اہلسنت کے نزدیک زندہ آزاد مرد کی بیع بھی باطل ہے جیسا کہ ہماری کتب فقہ میں اس کی تصریح ہے جو کسی پر پوشیدہ نہیں۔ گمنام قلمکار! اب اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو بار بار پڑھ اور دیکھ کہ جھوٹ بول کر کن لوگوں کے زمرے میں اپنے آپ کو اندراج کروا چلے ہو، لعنة الله على الكذبين" (پارہ 3 آل عمران 61)

انگریز قلمکار نے ص ۷ پر انوار رضا سے ایک اقتباس نقل کیا کہ "اعلیحضرت کی زبان و قلم کا یہ حال دیکھا کہ مولیٰ تعالیٰ نے اپنی حفاظت میں لے لیا اور زبان و قلم نقطہ برابر خطا کرے اس کو ناممکن فرما دیا۔ (انوار رضا ص ۷، مطبوعہ لاہور)

اس سے تاثر یہ دینا چاہا کہ سُنّی بریلوی امام اہل سنت حضرت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ کو بھی معصوم مانتے ہیں اور معصوم تو انبیاء ہوتے ہیں لہٰذا بریلویوں نے اعلیحضرت کو معصوم قرار دے کر ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالا ہے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ یہ ہے وہابیوں کی گندی سوچ کہ اس نے عناد میں کیا سے کیا کروا ڈالا، ختم نبوت پر ڈاکہ کس نے مارا اس کو ہم

آئندہ واضح کریں گے، اس سے پہلے ہم عرض کرنا چاہتے ہیں کہ کتنے صریح الفاظ میں متذکرہ بالا عبارت میں یہ الفاظ ہیں کہ مولیٰ تعالیٰ نے حفاظت میں لے لیا۔ تو ہم پر امام اہل سنت حضرات اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ کو معصوم ٹھہرانے کا الزام کہاں تک سچ ہے اس کو قارئین خود بھی سمجھ سکتے ہیں افسوس وہابی عقل پر اتنے پردے پڑ گئے ہیں کہ وہ معصوم اور محفوظ میں فرق کرنے سے بھی انکاری ہو گئی ہے، یہ بھی خیال رہے کہ اگر مخلوق میں کسی کو نبی کے علاوہ معصوم کہیں تو ختم نبوت کا انکار ہرگز نہیں ہوتا کیونکہ فرشتے بھی معصوم ہوتے ہیں، بفرض غلط امام احمد رضا علیہ الرحمہ کو معصوم کہا بھی جائے تب بھی ختم نبوت پر حملہ ہرگز نہیں ہوگا اگرچہ ہم نے ان کو معصوم قرار ہرگز نہیں دیا کیونکہ ولی محفوظ ہوتا ہے نا کہ معصوم، معصوم انبیاء کرام اور فرشتے ہوتے ہیں اس کی صراحت بھی ہماری کتابوں میں موجود ہے، ملاحظہ ہو۔

معصوم کون؟

بہارِ شریعت کا حصہ اوّل اس میں صدر الشریعہ بدر الطریقہ خلیفہ اعلیٰ حضرت مولانا مفتی امجد علی اعظمی قادری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ نبی کا معصوم ہونا ضروری ہے، اور یہ عصمت نبی اور ملک (فرشتے) کا خاصہ ہے، کہ نبی اور فرشتے کے سوا کوئی معصوم نہیں، اماموں کو انبیاء کی طرح معصوم سمجھنا گمراہی و بددینی ہے، عصمت انبیاء کے یہ معنی ہیں کہ ان کے لیے حفظِ الٰہی کا وعدہ ہو لیا۔ جس کے سبب ان سے صدورِ گناہ شرعاً محال ہے۔" (بہارِ شریعت جلد اوّل حصہ اوّل ص ۳۸)

کتنی صراحت سے صدر الشریعہ بدر الطریقہ خلیفہ اعلیٰ حضرت مولانا مفتی امجد علی اعظمی قادری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ "عصمت نبی اور ملک کا خاصہ ہے کہ نبی اور فرشتے کے سوا کوئی معصوم

نہیں، اس کے باوجود گمنام قلمکار نے اہلسنت کی طرف یہ بات منسوب کردی۔ والعیاذ باللہ، ومن ذلک
نیز صدر الشریعہ بدر الطریقہ خلیفہ اعلیٰ حضرت مولانا مفتی امجد علی اعظمی قادری علیہ الرحمہ نے کتنے واضح کلمات سے ارشاد فرمایا کہ "اماموں کو انبیاء کی طرح معصوم سمجھنا گمراہی و بددینی ہے۔" کیا اس عبارت میں شیعوں کا رد نہیں ہے؟ کیا اس عبارت کے ہوتے ہوئے بھی ہم پر یہ الزام عائد کیا جاسکتا ہے کہ ہم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ کو انبیاء کی طرح معصوم مانتے ہیں؟ گمنام قلمکار کو چاہیے کہ اپنے چچا تھانوی کا نقل کردہ سوخاتے والا ملفوظ بار بار پڑھے۔

محفوظ کون؟

صدر الشریعہ بدر الطریقہ خلیفہ اعلیٰ حضرت مولانا مفتی امجد علی اعظمی قادری علیہ الرحمہ مصنف بہار شریعت فرماتے ہیں۔ "بخلاف آئمہ واکابر کہ اللہ عزوجل انہیں محفوظ رکھتا ہے اور ان سے گناہ ہوتا نہیں، اگر ہو تو شرعاً محال نہیں۔" (بہار شریعت حصہ اول ۱/۳۹)

اللّٰہ اکبر! صدر الشریعہ بدر الطریقہ خلیفہ اعلیٰ حضرت مولانا مفتی امجد علی اعظمی قادری علیہ الرحمہ نے کتنے جلی الفاظ میں فرمایا کہ "آئمہ واکابر اولیاء کہ اللّٰہ عزوجل انہیں محفوظ رکھتا ہے اور ان سے گناہ ہوتا نہیں اگر ہو تو شرعاً محال بھی نہیں۔"

خلاصہ یہ ہے کہ انبیاء کرام اور ملائکہ معصوم ہیں اور اولیاء اللّٰہ محفوظ ہیں کیا اس تصریح کے باوجود اہلسنت پر یہ بے بنیاد الزام درست ہوگا کہ یہ لوگ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ کو معصوم قرار دیتے ہیں اور ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالتے ہیں؟ انگریزی اہل حدیث قلمکار کے اندر تھوڑی بہت بھی شرم وحیاء کی رمق باقی ہو تو چشم عناد اتار کر مندرجہ ذیل حدیث مبارک کو بار بار

پڑھے اور تامل کرے کہ کہیں اس حدیث کی رو سے نفاق کا حکم تو نہیں لگتا......

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا "اٰیۃ المنافق ثلاث" منافق کی تین علامتیں ہیں اذا حدث کذب واذا وعد اخلف واذا اوتمن خان" (۱) جب بات کرے جھوٹ بولے۔ (۲) اور جب وعدہ کرے تو خلاف کرے (۳) جب امانت دی جائے تو خیانت کرے۔ (مشکوۃ ۱/۳۱ باب الکبائر فصل اول رقم:۵۵)

غیر مقلد محرف قلمکار متوجہ ہوں، ایک حدیث قدسی میں ہے کہ بندہ فرائض کے بعد نوافل ادا کرتے کرتے اس مقام پر فائز ہو جاتا ہے کہ "فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ کُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرَہُ الَّذِیْ یُبْصِرُبِہٖ وَیَدَہُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِھَا وَرِجْلَہُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِھَا وَاِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّہٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِیْذَنَّہٗ...... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کی سماعت بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے میں اس کی بصارت بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے میں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس کے ذریعے وہ تھامتا ہے میں اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس کی مدد سے وہ چلتا ہے اگر وہ مجھ سے کچھ مانگے تو میں اسے ضرور عطا کروں گا اگر وہ مجھ سے پناہ مانگے تو میں اسے پناہ دوں گا۔ بخاری ۲/۹۶۳ کتاب الرقاق باب التواضع رقم:6502۔ صحیح ابن حبان 347۔ السنن الکبریٰ 6138۔ المعجم الکبیر 12719۔ مشکوۃ ۱/۱۹۷ کتاب الدعوات باب ذکر اللہ والتقرب الیہ فصل اول رقم ۲۲۶۶۔

حضرت عارف باللہ عارف رومی فرماتے ہیں:۔

گفته او گفته اللّٰه بود...... گرچه از حلقوم عبداللّٰه بود

ممکن ہے کہ قلمکار یہ کہہ دے کہ ہمارے نزدیک عارف رومی کا قول معتبر نہیں کیونکہ

غیر مقلدین انگریزوں کی شراب محبت میں اتنے مخمور ہو گئے ہیں کہ بزرگانِ دین کے اقوال پس پشت ڈال دیتے ہیں جیسا کہ اس کا اظہار ص ۲۴ پر کیا کہ یہ قول اور اقوال تمہیں مبارک، تو گزارش ہے کہ اس حدیث قدسی کا تمہارے نزدیک کیا معنی ہے؟ کیا یہ حدیث بھی تمہارے نزدیک کتاب وسنت کے متصادم ہے؟

ہمارے نزدیک اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی قلم محفوظ ہونے کے معنی:۔

محدث اعظم ہند سید محمد کچھوچھوی امام احمد رضا کے متعلق فرماتے ہیں کہ "درحقیقت اعلیٰ حضرت، غوث پاک کے ہاتھ میں چوں قلم دردست کاتب تھے۔ جس طرح غوثِ پاک سرکارِ دوعالم محمد رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ہاتھ میں چوں قلم دردستِ کاتب تھے اور کوئی نہیں جانتا کہ رسول پاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم اپنے رب کی بارگاہ میں ایسے تھے جیسے قرآنِ کریم نے فرمایا:

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ O إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ O (پ ۲۷ سورہ نجم آیت ۳،۴)

ترجمہ کنزالایمان:۔ اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔ (۔انوار رضا شرکت حنفیہ لاہور ص ۲۷۰ سید محمد محدث کچھوچھوی)

گمنام محرف کی توجہ کے لیے گزارش ہے کہ اگر مرگی کا دورہ نہیں پڑا تو تھوڑی سی زحمت فرما کر متذکرہ بالا عبارت کو ایک مرتبہ پھر پڑھئے۔

"کیا اس سے سوائے اس کے کچھ اور معلوم ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ مکمل طور پر سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تابع فرمان تھے اور حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرامین نبوی کے مکمل طور پر پیروکار اور حضور نبی اکرم صَلّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

کی شان تو یہ ہے: وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ O آپ کی گفتگو بھی اپنی خواہش سے نہیں۔

لیکن مخالفت کی عینک سے دیکھنے والے کو اس میں بھی یہی نظر آتا ہے کہ امام احمد رضا کو اپنا ہمسر انبیاء بنایا جارہا ہے، نعوذ باللہ من ذلک. (تحقیقی وتنقیدی جائزہ ص ۱۱۱ طبع لاہور)

ختم نبوت پر ڈاکہ کس نے ڈالا؟

گمنام قلمکار نے اہلسنت پر یہ کہہ کر کہ "دیکھئے کس قدر لطیف انداز میں ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالا گیا۔ (ص ۷) بے بنیاد الزام لگایا کہ بریلوی حضرات نے ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالا ہے اور ہم نے سابقا خوب واضح کردیا کہ ان لوگوں کا یہ اتہام محض ہے اس کے سوا کچھ نہیں اب رہا یہ سوال کہ ختم نبوت پر ڈاکہ کس نے ڈالا؟ اس کا جواب دینے سے قبل ہم اہلسنت کا ایک عقیدہ احباب کے سامنے پیش کرنا ضروری سمجھتے ہیں، تاکہ جھوٹوں کا منہ کالا ہو جائے، چنانچہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ولی خواہ کتنے ہی مرتبہ پر فائز ہو جائے وہ کسی نبی کے برابر نہیں ہوسکتا، چنانچہ خلیفہ اعلیٰ حضرت مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ مصنف بہار شریعت فرماتے ہیں۔ "عقیدہ: ولی کتنا ہی بڑے مرتبے والا ہو، کسی نبی کے برابر نہیں ہوسکتا۔ جو کسی غیر نبی کو نبی سے افضل یا برابر بتائے کافر ہے۔ (بہار شریعت حصہ اوّل ص ۷۴ مکتبۃ المدینہ کراچی)

توجہ فرمائیے! جب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے ماننے والے اس بات کی تصریح فرمارہے ہیں کہ کوئی ولی کسی نبی کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتا تو پھر یہ کتنا بڑا ظلم ہوگا کہ انہیں یہ تہمت لگائی جائے کہ یہ لوگ امام احمد رضا کو نبی کے برابر یا پھر انبیاء سے بھی زیادہ درجہ دیتے ہیں۔

اب سنیں، ختم نبوت پر اصل میں ڈاکہ غیر مقلدین کے پیشوا نے مارا اور اس ظلم عظیم کو

چھپانے کے لیے جھوٹ کا سہارا لے کر یہ اتہام اہلسنت پر لگاتے ہیں۔ ملاحظہ ہو تقویۃ الایمان نامی رسوائے زمانہ کتاب اس میں یہ عبارت موجود ہے کہ "اس شہنشاہ (اللہ تعالیٰ) کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن اور فرشتے جبرئیل اور محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے برابر پیدا کر ڈالے۔ (تقویۃ الایمان ص ۳۶ میر محمد کتب خانہ کراچی)

انا للہ وانا الیہ راجعون احباب آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ یہ ہے قادیانیت اور مرزائیت کی نمک حلالی وفرزندگی اور اعتقادی رشتہ داری جس نے عقیدۂ ختم نبوت پر پانی پھیر دینے پر بھڑکایا، تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون (پارہ26 الحجرات2)

اب اہلسنت امام احمد رضا کے نام لیواؤں کا عقیدہ بھی ملاحظہ ہو حضور خاتم النبیین ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ نے سلسلہ نبوت حضور پر ختم کر دیا۔ کہ حضور کے زمانہ میں یا بعد کوئی نیا نبی نہیں ہوسکتا۔ جو حضور کے بعد کسی کو نبوت ملنا مانے یا جائز جانے کافر ہے۔ (بہار شریعت ۱/۶۳)

اور خود امام احمد رضا قادری برکاتی اعلیحضرت فرماتے ہیں "محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو خاتم النبیین ماننا ان کے زمانہ میں خواہ ان کے بعد کسی نبی جدید کی بعثت کو یقیناً قطعاً محال وباطل جاننا فرض "اجل وجزء ایقان" ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین، نص قطعی قرآن ہے اس کا منکر نہ منکر بلکہ شک کرنے والا، نہ شاک کہ ادنیٰ ضعیف احتمال خفیف سے توھم خلاف رکھنے والا قطعاً اجماعاً کافر ملعون مخلد فی النیران ہے۔ نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ جو اس کے اس عقیدہ ملعونہ پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر ہونے میں شک وتردد کو راہ دے وہ بھی کافر ہیں۔ :الکفر جلی الکفران "ملاحظہ ہو (فتاوی رضویہ ج ۱۵ ص ۵۷۸ جدید)

اللہ کا ارشاد: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا O (پ۲۲ سورہ احزاب آیت ۴۰)

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارشاد: (۱) "وانا خاتم النبیین" میں خاتم النبیین ہوں۔ (بخاری کتاب المناقب باب خاتم النبیین رقم: ۳۵۳۵)

(۲) وانا خاتم النبیین لانبی بعدی" اور میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (ترمذی کتاب الفتن باب ماجاء لاتقوم الساعۃ الحدیث ۲۲۲۶)

(۳) رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں "ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی" بے شک رسالت اور نبوت کا سلسلہ منقطع ہو گیا پس میرے بعد نہ تو کوئی رسول ہے اور نہ ہی نبی۔ (الترمذی کتاب الرؤیا باب ذھبت النبوۃ وبقیت المبشرات رقم ۲۲۷۹)

درخواستِ انصاف:۔

منصف مزاج قارئین احباب سے میری گزارش ہے کہ آپ غیر جانبدارانہ ہو کر اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک رسول کائنات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ارشادات مبارکہ ملاحظہ فرمائیں اس کے بعد یہ فیصلہ فرمائیں کہ ختم نبوت پر ڈاکہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا اور ان کے پیروکاروں نے مارا یا پھر نام نہاد اھل حدیث نے اور فریقین کی عبارتیں آپ کے سامنے ہیں اب آپ کو نتیجہ بیان کرنا ہے کہ ختم نبوت پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا اور ان کے نام لینے والوں نے پہرا دیا یا پھر ڈاکہ ڈالا؟ اور فیصلہ کرتے وقت اللہ جل شانہ کا یہ ارشاد بھی سامنے رکھئے۔

فَاحْكُم بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ (پ۲۳ سورہ ص آیت ۲۲)

ترجمہ کنزلایمان:۔تو ہم میں سچا فیصلہ فرمادیجئے اور خلافِ حق نہ کیجئے۔

ساتھ یہ بھی فرمان عالی شان توجہ میں رہے:۔

وَمَن لَّمْ یَحْکُم بِمَا أنزَلَ اللّٰہُ فَأُوْلَٰئِکَ هُمُ الظَّالِمُونَ (پارہ۶،المائدہ۴۵)

ترجمہ کنزالایمان:۔اور جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کرے تو وہی لوگ ظالم ہیں۔

آیئے ہم مولوی اسمٰعیل دہلوی کی صراط مستقیم نامی کتاب سے چند عبارتیں اور نقل کردیتے ہیں جس میں قتیل بالاکوٹ نے اپنے پیر کو نبوت پر فائز دکھانا چاہا ہے، ملاحظہ ہو اسمٰعیل دہلوی لکھتا ہے۔" جاننا چاہیے کہ حضرت (سید احمد بریلوی) ابتداء فطرت سے طریق نبوت کے اجمالی کمالات پر پیدا کیے گئے تھے۔(صراط مستقیم فارسی ص۱۶۳)

سید احمد بریلوی اسمٰعیل دہلوی کے پیر شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے ہاتھ پر سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت ہوئے۔اس بیعت کے اثرات اسمٰعیل دہلوی قتیل بالاکوٹ کی زبانی سنیے وہ کہتے ہیں کہ" حصولِ بیعت اور حضرتِ شاہ صاحب کی توجہات کی برکت سے بڑے وقیع معاملات ظاہر ہوئے، ان عجیب واقعات کے سبب سے وہ کمالات طریق نبوت جو ابتداء فطرت میں اجمالا مندرج تھے تفصیل اور شرح کو پہنچ گئے۔"(صراط مستقیم ص۱۶۴۔مترجم۱۸۹)

قتیل بالاکوٹ مزید غلو کرتا ہے کہ" یہاں تک کہ ایک دن اللہ تعالیٰ نے سید صاحب کا ہاتھ اپنی قدرتِ خاص کے ہاتھ میں پکڑا اور امورِ قدسیہ میں سے بلند عجیب چیز حضرت کے چہرے کے سامنے کی اور فرمایا تمہیں یہ کچھ دیا ہے اور بہت سی دوسری چیزیں بھی دوں گا۔(صراط مستقیم فارسی ص۱۶۴۔مترجم۱۸۹،۱۹۰)

قارئین! یہ واضح رہے کہ حضرتِ قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک اونچے درجے کے امام عاشق رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں ان کی خدمات کسی پر مخفی نہیں وہ فرماتے ہیں۔ وکذلک من ادعی مجالستہ والعروج الیہ ومکالمتہ

ترجمہ:" اسی طرح وہ شخص کافر ہے جو امتی ہو کر اللہ تعالیٰ کی ہم نشینی اس کی طرف عروج اور اس کے ہم کلام ہونے کا دعویٰ کرے۔ملاحظہ ہو(شفاء شریف فاروقی کتب خانہ ملتان ۲/۲۳۵)

اب ہمیں اس بات کا جواب دیا جائے کہ اپنے پیر کو منصب نبوت پر کون فائز دکھانا چاہتا ہے، اھل سنت یا پھر غیر مقلدین وہابی نام نہاد اھل حدیث۔ہائے افسوس کلیجہ منہ کو آتا ہے کہ غیر مقلدین کے مسلم امام نے ایسی ایسی بارگاہ الٰہی و رسالت میں گستاخیاں کیں تو اس کا کسی نے مواخذہ نہ کیا، لیکن اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے پیروکاروں کو نہ جانے کس بناء پر بے بنیاد الزامات کے ذریعہ متہم و مطعون کیا جاتا ہے والی اللہ المشتکی.

دوبارہ پھر ان عبارتوں کو ملاحظہ کریں جو قتیل بالاکوٹ نے اپنے پیر کے متعلق لکھیں۔۔

(۱) حضرتِ ابتدائے فطرت سے طریق نبوت کے اجمالی کمالات پر پیدا کیے گئے تھے۔(صراط مستقیم ص۱۶۳)

(۲) پھر یہ کمالات شرح و تفصیل تک پہنچے۔(ایضا۱۶۴)

(۳) پھر براہ راست اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر ہم کلامی (ایضا۱۶۴)

(۴) پھر کمالات طریق نبوت انتہائی بلندی کو پہنچ گئے۔(ایضا۱۶۵) والعیاذ باللہ من ذلک

عشرہ مبشرہ کی آڑ میں تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان پر حملہ:۔

احباب اہلسنت متوجہ ہوں! گمنام وہابی قلمکار بغض کی آگ میں اتنا جھلس گیا ہے کہ

مخبوط الحواس ہو چکا ہے اور اس خبطی کے عالم میں اس کو کچھ سوجھ نہیں رہا کہ میں کن کن نفوس قدسیہ پر اپنی زہر آلود ناپاک قلم سے وار کر رہا ہوں۔ ملاحظہ کریں کہ اس کی بدحواسی نے عشرہ مبشرہ کی آڑ میں جماعتِ صحابہ کرام علیہم الرضوان پر کس طرح حملہ کیا چنانچہ لکھتا ہے۔ ''تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ خوش نصیب صرف دس ہیں جنہیں ان کی زندگی میں زبان اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ذریعہ جنت کی بشارت دی گئی۔ (غلط رسالہ کا ص نمبر ۷)

احباب آپ نے غور فرمایا کہ وہابی نے صحابہ کرام کے ساتھ کس جرات سے دشمنی کا مظاہرہ کیا۔ وہابی اس عبارت کو دوبارہ پڑھیں مسلمانوں کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ''وہ خوش نصیب صرف دس ہیں جنہیں ان کی زندگی میں زبانِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ذریعہ جنت کی بشارت دی گئی۔ (ص ۷)

میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ مسلمان بتائیں کیا ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ صرف دس صحابہ کرام کو زندگی مبارک میں زبان اقدس کے ذریعہ بشارت دی گئی؟۔

(۲) دوسرے صحابہ کرام کے بارے میں مسلمانوں کا کیا عقیدہ ہے؟

(۳) کیا عشرہ مبشرہ کے علاوہ صحابہ کرام جنتی نہیں؟

(۴) کیا کم وبیش سوا لاکھ صحابہ کرام علیہم الرضوان سے صرف دس صحابہ کرام جنتی ہیں۔

(۵) اگر صرف دس جنتی ہیں تو کیا دیگر سارے صحابہ کرام علیہم الرضوان جہنمی ہیں۔؟ معاذ اللہ

(۶) کیا جنت المعلی وجنت البقیع میں سے صرف دس صحابہ جنتی ہیں۔

(۷) اگر ایسا ہی ہے تو پھر ان دونوں مقدس جگہوں کو ''جنت'' کیوں کہا گیا؟

(۸) کیا حضرتِ سید الشہداء امیر حمزہ، حضرتِ عباس، حضرتِ ابو ہریرہ وغیرہم کبار و اجلاء صحابہ کرام جنتی نہیں؟ نیز کیا مہاجرین وانصار اسی طرح بدری صحابہ کرام علیہم الرضوان جنتی نہیں؟

(۹) کیا ازواج مطہرات جن میں حضرتِ خدیجۃ الکبریٰ وحضرتِ عائشہ صدیقہ وحضرتِ حفصہ رضی اللہ عنہن ہیں جنتی نہیں۔ (۱۰) کیا حضرتِ فاطمہ خاتون جنت جنتی نہیں۔

(۱۱) کیا حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دیگر بیٹیاں جنتی نہیں۔

(۱۲) اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا کیا معنی ہے کہ:۔

کلا وعداللہ الحسنیٰ. (پارہ 27 الحدید 10)

ترجمہ:۔ اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا۔

(۱۳) کیا حضرتِ ربیعہ کو جنت کی بشارت نہ دی گئی۔ (۱۴) کیا حضرات حسنین کریمین کو جنت کے نوجوانوں کا سردار ہونے کی بشارت نہ دی گئی؟ وہابی بتائیں کہ اس حدیث کا کیا معنی ہے جس میں یہ ارشاد ہے۔ **الحسن والحسین سیدا شباب اهل الجنة** (مشکوٰۃ ۲/۴۳۰ مناقب اہل بیت رقم: ۶۱۶۳) کیا سرکارِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ ارشاد نہ فرمایا کہ ''**لاتمس النار مسلما رانی اور ای من رانی.**'' (مشکوٰۃ ۲/۴۱۳ مناقب صحابہ فصل ثانی رقم: ۶۰۱۳) آگ نہیں چھوئے گی اس مسلمان کو جس نے مجھے دیکھا یا جس نے میرے دیکھنے والے کو دیکھا۔

کیا اس فرمان میں تمام صحابہ کرام کو جنت کی بشارت نہیں دی گئی؟

(۱۵) کیا حضرتِ فاطمہ رضی اللہ عنہا جنتی عورتوں کی سردار نہیں؟

اب آخر میں انصاف سے بتاؤ (۱۶) کیا وہابی فلکار صحابہ کرام علیہم الرضوان کی توہین

کا مرتکب نہ ہوا؟ اور جو صحابہ کرام علیہم الرضوان کو گالی دیتا ہے یا اذیت دیتا ہے ان کی توہین کرتا ہے ان سے بغض رکھتا ہے تو ایسوں کے متعلق حدیث شریف کا یہ فیصلہ ہے ملاحظہ ہو سرکار دوعالم صَلّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں:

من ابغضهم فببغضی ابغضهم ومن اذاهم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی الله ومن اذی الله فیوشک ان یا خذه. (مشکوۃ ۲/۴۱۴ مناقب صحابہ فصل ثانی رقم: ۶۰۱۴)

جس نے صحابہ سے بغض رکھا اس نے مجھ ہی سے بغض رکھا اور میں ان کو ناپسند کرتا ہوں اور جس نے میرے صحابہ کو اذیت اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ ہی کو اذیت دی اور جس نے اللہ کو اذیت دی تو عنقریب اللہ اس کا مواخذہ فرمائے گا۔

اور ایک حدیث میں فرمایا کہ جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو گالی دیتے ہیں تو کہو ''**لعنة الله علی شر کم**'' تمہارے شر پر اللہ کی لعنت ہو۔ (مشکوۃ ۲/۴۱۴ مناقب صحابہ فصل ثالث رقم: ۶۰۱۷)

(۱) میں پوچھتا ہوں وہابی نے اپنی اس عبارت میں صحابہ کرام کی بے ادبی کا ارتکاب کر کے کیا رافضیوں سے موافقت نہیں کی؟

(۲) جب ایسا ہی ہے تو پھر ایسے شخص کا حدیث میں کیا حکم ہے متذکرہ دونوں حدیثوں سے معلوم کیا جاسکتا ہے۔ (۳) اب نتیجہ کیا ہے اس کا فیصلہ میں اہل انصاف پر چھوڑتا ہوں۔

مغفرت کی بشارت:۔

گمنام محرف قلمکار آگے لکھتا ہے کہ ''لیکن بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ اعلیحضرت بھی اس بشارت میں داخل ہیں۔'' (ص ۷) اس کے بعد انوار رضا سے ص ۲۳۵ کی عبارت نقل کی کہ

آپ مسجد خفیف میں رات کے وقت ٹھہر گئے تھے اور رات کا بڑا حصہ عبادت ریاضت میں صرف کیا تھا اسی رات آپ کو مغفرت کی بشارت ہوئی۔''

خیال رہے انوار رضا ص ۲۳۵ مطبوعہ لاہور میں اصل عبارت یوں ہے۔ ''مکہ معظمہ میں جب کہ آپ مسجد خیف میں تنہا و یکتا رات کے وقت ٹھہر گئے تھے۔ الخ''

یہ وہابی کا کمال ہے کہ اس کی گستاخ قلم نے ''مسجد خیف'' کو ''مسجد خفیف'' بنا ڈالا۔

(۱) اب میں انگریزی اہل حدیث غیر مقلد قلمکار سے پوچھتا ہوں کیا عشرہ مبشرہ (یعنی دس صحابہ کرام) کے علاوہ کسی اور کے لیے مغفرت کی بشارت نہیں ہوسکتی؟ اگر جواب نہیں میں ہے تو پھر عشرہ مبشرہ کے علاوہ دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان کے متعلق وہابیوں کا کیا عقیدہ ہے؟ اور اگر جواب ہاں میں ہے تو پھر کہ دو کہ ''ابن تیمیہ (۲) شوکانی (۳) ابن عبدالوہاب نجدی (۴) ڈپٹی نذیر (۵) وحید الزمان (۶) بھوپالی (۷) سعید بنارسی (۸) اسماعیل قتیل بالاکوٹ (۹) سرسید (۱۰) حسین بٹالوی (۱۱) داؤد غزنوی (۱۲) ثناء اللہ امرتسری نیز محرف قلمکار سب کے سب جہنمی ہیں۔

(۲) وہابی گمنام قلمکار سے میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد مبارک کا تمہارے نزدیک کیا معنی ہے۔

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ

ترجمہ کنزالایمان:۔ بے شک اللہ نے مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید لیے ہیں اس بدلے کہ ان کے لیے جنت ہے۔ (پارہ ۱۱ التوبہ ۱۱۱)

(۴) نیز کیا اس آیت مبارک پر ایمان ہے جس میں یہ ارشاد ہے۔

وَمَنْ أَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (پارہ ۱۱ التوبہ ۱۱۱) ترجمہ: اور اللہ سے زیادہ قول کا پورا کون تو خوشیاں مناؤ اپنے سودے کی جو تم نے اس سے کیا ہے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

(۳) نیز اس آیتِ مبارکہ پر ایمان ہے کہ اس سے بھی انکاری ہوگئے۔

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السّٰٓئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ

ترجمہ کنزالایمان: توبہ والے عبادت والے سراہنے والے روزے والے رکوع والے سجدہ والے بھلائی کے بتانے والے اور برائی سے روکنے والے اور اللہ کی حدیں نگاہ رکھنے والے اور خوشی سناؤ مسلمانوں کو۔ (پارہ ۱۱ التوبہ ۱۱۲)

(۴) نیز وہابیوں کا ان آیاتِ مبارکات پر ایمان ہے یا نہیں جن میں یہ ارشاد ہے کہ "یٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ O ارْجِعِيْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً O فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ O وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ O (پ ۳۰ الفجر ۲۷ تا ۳۰)

ترجمہ کنزالایمان: اے اطمینان والی جان اپنے رب کی طرف واپس ہو، یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں آ۔

وہابیو! غور کرو کہ کیا ان جیسی آیات طیبات میں اہلِ ایمان کو مغفرت و جنت کی بشارت نہیں دی گئیں؟

(۳) وہابی محرف فلکار سے میں پوچھتا ہوں کہ کیا تم لوگوں کا ان احادیث پر ایمان نہیں جن میں نیک اعمال پر مغفرتیں اور بشارتیں سنائیں گئیں؟ چند ملاحظہ ہوں۔

(۱) رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے اللہ کی رضا کے لیے ایک دن کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کو جہنم سے اتنا دور کردے گا جیسے کوا کہ جب بچہ تھا اس وقت سے اڑتا رہا یہاں تک کہ بوڑھا ہو کر مرا۔ (مسند امام احمد بن حنبل الحدیث ۱۰۸۱۰۔ ج ۳ ص ۶۱۹)

(۲) رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں: جس نے حج کیا اور رفث (فحش کلام) نہ کیا اور فسق نہ کیا تو گناہوں سے پاک ہو کر ایسا لوٹا جیسے اس دن کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔" (بخاری کتاب الحج باب فضل الحج المبرور الحدیث ۱۵۲۱، ج ۱ ص ۵۱۲ علمیہ بیروت ۱۴۱۹ھ)

(۳) فرمایا: عمرہ سے عمرہ تک ان گناہوں کا کفارہ ہے جو درمیان میں ہوئے اور حج مبرور کا ثواب جنت ہی ہے۔ (بخاری کتاب العمرہ الحدیث ۱۷۷۳ ج ۱ ص ۵۸۶ علمیہ بیروت)

(۴) فرمایا" حاجی کی مغفرت ہو جاتی ہے اور حاجی جس کے لیے استغفار کرے اس کے لیے بھی۔" (مجمع الزوائد باب دعاء الحجاج والعمار الحدیث ۵۲۸۷ ج ۳ ص ۴۸۳ دار الفکر بیروت ۱۴۲۰ھ)

(۵) فرمایا: "جو مسجد اقصیٰ سے مسجد حرام تک حج یا عمرہ کا احرام باندھ کر آیا اس کے اگلے اور پچھلے گناہ سب بخش دیئے جائیں گے یا اس کے لیے جنت واجب ہوگی۔"
(سنن ابی داؤد کتاب المناسک باب فی المواقیت الحدیث ۱۷۴۱ ج ۲ ص ۲۰۱ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۲۱ھ)

(۶) فرمایا" عرفہ کے دن وقوف کرنے کا حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف خاص تجلی فرماتا ہے اور تمہارے ساتھ ملائکہ پر مباہات فرماتا ہے، ارشاد فرماتا ہے میرے بندے دور دور سے پراگندہ سر میری رحمت کے امیدوار ہو کر حاضر ہوئے اگر تمہارے گناہ ریتے کی گنتی اور بارش کے قطروں اور سمندر کے جھاگ برابر ہوں تو بھی سب کو بخش دوں گا

میرے بندو واپس جاؤ تمہاری مغفرت ہوگئی اور اس کی جس کی تم شفاعت کرو۔''

(الترغیب والترھیب کتاب الحج الترغیب فی الحج والعمرۃ الحدیث ۳۲ ج ۲ ص ۱۱۰ علمیہ بیروت ۱۴۱۸ھ)

احباب اہلسنت متوجہ ہوں راقم کئی سالوں سے بفضلہٖ تعالیٰ حدیث شریف کا ادنیٰ خادم ہے اور اسطرح کی کئی احادیث مبارکہ نقل کرسکتا ہے مگر اختصار ملحوظ خاطر ہے اس لیے چند آیات واحادیث پر اکتفاء کیا گیا نیز عقل سلیم والوں کے لیے صرف ایک آیت مبارکہ یا ایک حدیث مبارک ہی کافی ہے اور جس کے دل پر گمراہی کا غلاف ہو آنکھوں سے اندھا ہو کانوں سے بہرا ہو تو اس کے لیے کیا علاج ہوسکتا ہے؟ البتہ یہ آیت ضرور پڑھنی چاہیے:۔

ان هم الا کالا نعام بل هم اضل سبیلا. (پارہ 19 الفرقان 44)

ترجمہ:۔ وہ تو نہیں مگر جیسے چوپائے بلکہ ان سے بھی بدتر گمراہ

مسجد خیف: خیال رہے مسجد خیف وہ عظیم الشان اور رفیع المقام مسجد ہے جو میدان منیٰ شریف میں واقع ہے۔

(۱) علامہ فاکھی نے روایت فرمایا اپنی سند سے حضرتِ عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ ''ان آدم علیہ السلام دفن بمسجد الخیف بعد ان صلی علیہ جبرئیل بباب الکعبۃ'' یعنی حضرتِ آدم علیہ السلام کی تدفین مسجد خیف میں ہوئی بعد اس کے کہ آپ کی نماز جنازہ حضرتِ جبرئیل نے باب کعبہ میں پڑھی۔ ملاحظہ ہو۔ (شفاء الغرام ۱/۵۰۰ ناشر مطبوعہ النھضۃ الحدیثیہ مکہ مکرمہ)

(۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: **صلی فی المسجد الخیف سبعون نبیا منهم**

موسی'' مسجد خیف میں ستر انبیاء کرام علیہم التسلیمات نے نماز ادا فرمائی جن میں سے حضرتِ موسیٰ علیہ السلام بھی ہیں۔ (شفاء الغرام ۱/۵۰۰) مکہ مکرمہ المعجم الکبیر للطبرانی ۱۲۲۸۳)

(۳) حضرتِ مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ''**انه صلی فی مسجد الخیف خمسة و سبعون نبیا**'' مسجد خیف میں ۷۵ انبیاء کرام علیہم التسلیمات نے نماز ادا فرمائی ہے۔ (شفاء الغرام ۱/۵۰۰ اخبار مکہ للازرقی ۲/۱۷۲)۔

(۴) حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ''**لو کنت من اهل مکه لاتیت الی مسجد الخیف کل سبت** اگر میں اہل مکہ سے ہوتا تو ہر ہفتے مسجد خیف میں حاضر ہوتا۔ (شفاء الغرام ۱/۵۰۰ اخبار مکہ للازرقی ۲/۱۷۴)

ایک روایت یہ بھی ہے کہ اس میں دو رکعتیں پڑھتا۔ (شفاء الغرام ۱/۵۰۱ مکہ مکرمہ)

لیکن وہابی دھرم کا کیا کیا جائے کہ جس میں مقدس مقامات ومزارات کی حاضری بت پرستی سے تعبیر کی جاتی ہے نیز جس میں شعائر اللہ کے مٹانے کا تخریبانہ سبق پڑھایا جاتا ہے۔

نوٹ: احباب آپ نے غور کیا کہ وہابی قلمکار نے نہ صرف احادیث سے منہ موڑ کر اپنے چکڑالوی ہونے کا ثبوت فراہم کیا بلکہ آیاتِ قرانیہ سے اعراض کرکے اپنے منکر قرآن ہونے کا بھی اعتراف کرلیا اور اہل تشیع کے ساتھ مکمل طور پر اعتقادی مساوات بھی خوب نبھانے کا کارنامہ انجام دیا، اناللّٰہ وانا الیه راجعون.

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مادرزاد ولی:۔

انگریزی اہل حدیث کے گمنام محرف قلمکار نے انوار رضا مطبوعہ لاہور سے اعلیٰ حضرت

Scanned by CamScanner

امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بچپن میں تقریباً ساڑھے تین برس کی عمر مبارک والا واقعہ جو کہ آپ کی ایک عظیم کرامت ہے کو نقل کیا، اس کے بعد جو توہین کی اس میں تو اس نے اپنے آباء واجداد کو بھی پیچھے چھوڑ دیا چنانچہ لکھتا ہے کہ "یہ ہے وہ پیدائشی ولایت جس بناء پر اعلحضرت کو مادرزاد ولی قرار دیا گیا، بھلا تین ساڑھے تین برس کا بچہ دل کے بہکنے اور ستر کے جنسی راز سے کیونکر واقف ہوسکتا ہے؟ جن کا ادراک آج بوڑھے ہونے کے بعد بھی مشکل ہے اس واقع سے ولایت ثابت ہو، یا نہ ہو کم از کم اتنا تو ضرور ثابت ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت اپنے بچپن ہی سے جنسی امراض میں مبتلا تھے جن الفاظ کو سن کر طوائفیں سکتے میں آ گئیں ان الفاظ کو کہتے ہوئے حضرتِ جبیں بجبیں نہ ہوئے واہ رے تیرا ہاضمہ (رسالہ غلیظ ص ۸و۹)

منصف مزاج حضرات آپ نے غور فرمایا کہ عناد و بغض میں وہابی قلمکار کو کچھ سوجھائی نہیں دے رہا جبھی تو وہ اپنی غلیظ بات میں تعارض کا شکار ہو رہا ہے، چنانچہ متذکرہ عبارت میں پہلے تو یہ لکھا کہ "تین ساڑھے تین برس کا بچہ دل کے بہکنے اور ستر کے بہکنے کے جنسی راز سے کیونکر واقف ہوسکتا ہے۔

پھر اس کے کچھ ہی بعد یہ لکھتا ہے کہ "اعلیحضرت اپنے بچپن ہی سے جنسی امراض میں مبتلا تھے۔ **لاحول ولا قوة الا بالله العلى العظيم**

کہیں ایسا تو نہیں کہ گمنام قلمکار عداوت اولیاء سے "**الذی یتخبطه الشیطن من المس**.

ترجمہ:۔ وہ جسے آسیب نے چھو کر مخبوط بنا دیا ہو۔ (پارہ 3 البقرہ 275) کا مصداق ہو؟

نوٹ: احباب اہلسنت توجہ فرمائیں وہابی قلمکار نے یہ عبارت بھی لکھی کہ "جن کا ادراک

آج بوڑھے ہونے کے بعد بھی مشکل ہے۔ (ص ۸) اور آگے لکھا کہ اعلحضرت اپنے بچپن ہی سے جنسی امراض الخ' عبارت نمبر ۲ میں وہابی نے اعلحضرت کے متعلق یہ الزام دیا کہ وہ جنسی امراض میں مبتلا تھے۔ لیکن عبارت نمبر ا، میں خود اپنے متعلق اسی مرض کو تسلیم کر لیا، الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے، اس عبارت سے جب یہ معلوم ہوا کہ وہابی بوڑھے ہونے کے بعد بھی بمشکل جنسی امراض سے واقف ہوتے ہیں تو اب سوال یہ ہوتا ہے کہ جب وہابی بوڑھے ہونے کے بعد بھی جنسی امراض میں مبتلا رہتے ہیں اور بمشکل یہ مرض زائل ہوتا تو پھر دن بدن ان گستاخوں کی تعداد کیوں بڑھتی جا رہی ہے۔

وہابی جی برا نہ مناؤ تو حدیث پیش کر دیتا ہوں، اٹھایئے بخاری شریف سرکار دو عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قیامت کی نشانیوں میں ارشاد فرماتے ہیں۔

"**ویظهر الزنا**" یعنی بدکاری عام ہو جائے گی۔ (کتاب العلم ۱/۱۸ باب رفع العلم وظہور الجہل)

ہماری اس بحث سے یہ راز بھی بالکل منکشف ہو کر سامنے آ گیا کہ غیر مقلد قلمکار نے اپنا نام کیوں پنہاں رکھا۔

اب عقل ٹھکانے آ گئی ص ۲۸ پر تم نے مشورہ دیا کہ تمام مسلمان متعہ اور مروجہ حلالہ سے اجتناب کریں تا کہ رضا خانی پیدا نہ ہوں (ص ۲۸) اب بتاؤ کہ متعہ کی کون پیداوار ہے اہلسنت یا پھر انگریزی اہل حدیث؟ ع...... نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے

خیال رہے کہ وہابی نے اس عبارت میں ایک حکم شرعی جس کا ثبوت قرآن و حدیث سے ہے اس پر بھی تعریض کی یعنی "حلالہ شرعیہ" جس کے بارے میں ہم آئندہ گفتگو کریں گے ان شاء

اللہ تعالیٰ نیز وہابی قلمکار نے اہلسنت کو "رضا خانی" بھی اپنے مریض دل کی بھڑاس نکالنے کے لیے کہہ ڈالا پھر "آغا خان نیز سرسید خان" کی محبت میں غرق ہونے کی وجہ سے کہہ دیا کیونکہ محبت اپنے محبوب کا کسی بھی طرح ذکر کرنا پسند رکھتا ہے، ورنہ ہم اہلسنت ہیں نہ کہ "رضا خانی"

"آغا خان" اور "سرسید خان" وہابیوں ہی کو مبارک ہوں، اب ہم آپ کو اسی لقب سے یاد کریں گے۔

کراماتِ اولیاء برحق ہیں:

احباب آپ نے غور فرمایا کہ وہابی سرسید خانی قلمکار نے جہاں اعلحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توہین کا ارتکاب کیا (جس کا جواب ہم پر لازم تھا وہ ہم دے چکے اور وہ بھی بخاری شریف کی حدیث کی روشنی میں) وہاں اولیاء کرام کی کرامات کا بھی انکار کر ڈالا چنانچہ آپ سرسید خانی کی اس عبارت کو دوبارہ ملاحظہ کریں کہ بھلا تین ساڑھے تین برس کا بچہ دل کے بھکنے اور ستر کے جنسی راز سے کیونکر واقف ہوسکتا ہے۔ (ص ۸)

(۱) اب ہم عرض کرتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں قادری برکاتی علیہ الرحمہ کی ولایت کا صرف عجم ہی نہیں بلکہ علماء عرب بھی اعتراف کرتے ہیں اس کی تصدیق دیکھنی ہو تو "الدولة المکیة بالمادة الغیبیہ" حسام الحرمین وغیرہ کتب پر تقاریظ کو پڑھ کر فرمالیں۔

﴿......چند گزارشات ضروریہ......﴾

(۲) اہلسنت کا یہ متفق علیہ فیصلہ ہے کہ کرامات اولیاء برحق ہیں (۳) اور کرامت کے

ظہور کے لیے بلوغ یا عدم بلوغ کی قید نہیں۔ (۴) نبی اور ولی کے بچپن کو عام بچوں پر قیاس نہیں کرنا چاہیے۔ (۵) اولیاء کرام کی ہزاروں کرامات سے اہلسنت کی کتب آراستہ ہیں (۶) اولیاء کرام کی کرامات کا منکر گمراہ ہے۔ (۷) علماء نے مستقل اس عنوان پر کتب لکھیں۔ (۸) خاص طور پر عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم علامہ یوسف نبھانی کی کتاب اس باب میں مشہور ہے جس کا نام "جامع کرامات اولیاء" ہے۔ (۹) اس کے علاوہ کتب احادیث (۱۰) کتب تصوف میں اس عنوان کے باب باندھے گئے۔ (۱۱) ملاحظہ ہو مشکوۃ اور رسالہ قشیریہ وغیرہ۔

اس جگہ چونکہ سرسید احمد خانی قلمکار نے خاص طور پر بچپن میں صدور کرامت پر اعتراض کیا ہے اس لیے ہم چند ایسی کرامتیں نقل کریں گے جن کا تعلق بچپن سے ہوگا ورنہ راقم سینکڑوں مثالیں پیش کرسکتا ہے۔ یہ بھی خیال رہے کہ سب سے بڑی کرامت اللہ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اطاعت کی توفیق اور معاصی ومخالفات شرعیہ سے بچنے کی توفیق ملنا ہے۔ چنانچہ رسالہ قشیریہ میں ہے، واعلم ان من اجل الکرامات التی تکون للاولیاء دوام التوفیق للطاعات والعصمة عن المعاصی والمخالفات ملاحظہ ہو۔

(رسالہ قشیریہ ص ۳۸۲، ۳۹۳ علمیہ بیروت)

اس بات کو یوں بھی تعبیر کیا جاتا ہے "الاستقامة فوق الکرامة"

اب سرسید خانی قلمکار سے میرا مطالبہ ہے کہ بچپن سے لے کر وصال مبارک تک ایڑی چوٹی کا زور لگا کر اعلیٰ حضرت امام اہلسنت سراپا کرامت کی کوئی ایک ادا بھی خلاف سنت دکھا دو:۔

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ

لِلْکٰفِرِیْنَ. (پارہ1 البقرہ24)

اب بتاؤ کہ اعلیٰ حضرت کی سب سے بڑی کرامت کیا یہ کم ہے کہ ان کا قدم کبھی خلاف سنت نہیں اٹھا بچپن ہو خواہ جوانی خواہ پیرانہ سالی، اسی باب سے اس کرامت کا بھی تعلق ہے جس پر وہابی نے اعتراض کیا ہے۔

(۱)۔اللہ کی ولیہ کا بچپن میں بے موسے پھل کھانا:۔

قرآن پاک کا ارشاد ہے:۔

کُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْهَا زَکَرِیَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقاً (پارہ۳ آل عمران،۳۷)

ترجمہ: "جب زکریا اس کے پاس اس کی نماز پڑھنے کی جگہ جاتے اس کے پاس نیا رزق پاتے۔" (اس آیت کے تحت مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ بے موسے پھل تھے جو جنت سے حضرتِ مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے اترتے تھے۔)

(۲) ولیہ کا بچپن میں گفتگو کرنا:۔

قَالَ یَا مَرْیَمُ اَنّٰی لَکِ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَاءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ

ترجمہ" کہا (حضرتِ زکریا نے) اے مریم یہ تیرے پاس کہاں سے آیا بولیں وہ اللہ کے پاس سے ہے بے شک اللہ جسے چاہے بے گنتی دے۔ (پ۳ س آل عمران آیت ۳۷)

اللہ اکبر حضرتِ مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے صغرسنی میں کلام فرمایا اور یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب آپ کی عمر مبارک دودھ پینے کی تھی، چونکہ آپ کی کفالت حضرتِ زکریا علیہ السلام کے ذمہ پر تھی۔ اور وہ بیت المقدس کے ایک حجرہ میں رہائش پذیر تھے۔

حضرت مریم کی والدہ نے آپ کو وقف کر دیا تھا۔ تو ماں کے دودھ کی جگہ اللہ تعالیٰ آپ کے لیے جنت سے میوے بھیجتا تھا انہیں دنوں میں حضرتِ زکریا علیہ السلام نے اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے وہ جواب عرض کیا۔ جس کا نص قرآنیہ نے بیان فرمایا سرسید خانیو! جواب دو کیا حضرتِ مریم کی کرامت بچپن میں ظاہر نہیں ہوئی۔

دودھ پیتے بچے کا حضرتِ یوسف علیہ السلام کی عصمت کی گواہی دینا:۔

(۳) ہر عام و خاص مسلمان اس بات سے واقف ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ یوسف کو "احسن قصص" فرمایا اس مبارک سورہ میں یہ بھی ہے کہ جب حضرتِ زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی برات ظاہر کی اور حضرتِ یوسف علیہ السلام پر الزام نسبت کر دیا تو اس موقعہ پر حضرتِ یوسف علیہ السلام نے عزیز مصر سے یہ فرمایا کہ گھر میں بچہ سے اس بارے میں دریافت کرنا چاہیے، چونکہ یہ بچہ چار مہینے کا تھا اور جھولے میں تھا اس لیے عزیز مصر نے کہا کہ چار مہینے کا بچہ کیا جانے اور کیسے بولے؟ اس پر حضرتِ یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کو گویائی دینے اور اس سے میری بے گناہی کی شہادت ادا کرا دینے پر قادر ہے عزیز مصر نے اس بچہ سے دریافت کیا، قدرتِ الٰہی سے وہ بچہ گویا ہوا اور اس نے حضرتِ یوسف علیہ السلام کی تصدیق کی اور حضرت زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قول کو باطل فرمایا چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ كَانَ قَمِیْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ وَاِنْ كَانَ قَمِیْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ. (پارہ۱۲ یوسف ۲۶،۲۷)

ترجمہ: "اور عورت کے گھر والوں میں سے ایک گواہ نے گواہی دی کہ اگر ان کا کرتا

آگے سے چرا ہے تو عورت سچی ہے اور انہوں نے غلط کہا۔ اور اگر ان کا کرتا پیچھے سے چاک ہوا تو عورت جھوٹی ہے اور یہ سچے۔"

سر سید خانی قلمکار سے میرا مطالبہ ہے کہ بتاؤ کیا یہ اس بچہ کی کرامت نہیں تھی؟ کہ اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کی عصمت کی گواہی دی؟ اگر نہیں تو پھر کرامت کس کو کہتے ہیں؟

اس پر تمہارا ایمان ہے یا پھر اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ۔ (البقرہ ۸۵)

ترجمہ:۔ تو کیا خدا کے کچھ حکموں پر ایمان لاتے ہو اور کچھ سے انکار کرتے ہو۔ کا مصداق بن گئے؟

چھوٹے بچے کا حیران کن حقیقت کشا جواب:۔

بخاری شریف میں حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ "ایک عورت اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھی کہ ایک سوار اس کے پاس سے گزرا۔ وہ عورت کہنے لگی۔ "اے اللہ مرنے سے پہلے میرے بیٹے کو اس سوار جیسا کردینا، اس پر اس بچے نے کہا۔ "اللهم لا تجعلنی مثله" اے اللہ مجھے اس جیسا نہ کرنا، پھر وہ اپنی ماں کا پستان چوسنے لگا (دودھ پینے لگا) پھر ایک عورت گزری جسے لوگ دھکیلتے تھے اور اس سے کھیل رہے تھے، وہ عورت کہنے لگی۔ اے اللہ میرے بیٹے کو اس عورت جیسا نہ بنانا، اس پر بچے نے کہا" اللهم اجعلنی مثلها" اے اللہ مجھے ایسا ہی بنانا۔ اللہ اکبر فرمایا کہ وہ سوار کافر ہے اور یہ عورت ایسی ہے کہ لوگ اس پر زنا کا الزام لگاتے ہیں تو کہتی ہے "حسبی اللہ" میرے لیے اللہ کافی ہے، اور لوگ اس کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ یہ عورت چوری کرتی تو وہ کہتی ہے "حسبی اللہ" میرے لیے اللہ کافی ہے۔ (بخاری ۱/۴۹۳، کتاب الانبیاء) سبحان اللہ،

صد سبحان اللہ، سچ ہے۔

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

سر سید خانی قلمکار سے مطالبہ ہے کہ کیا بخاری کی حدیث تمہارے نزدیک قابلِ اعتبار ہے یا نہیں؟

(۲) کیا اب بھی وہی اعتراض کر ڈالو گے جو امام احمد رضا پر کیا ہے؟

(۳) اگر حدیث معتبر ہے تو پھر امام احمد رضا کی کرامت پر کیوں اعتراض؟ اور اگر حدیث کا اعتبار نہیں تو پھر تم اہل حدیث کہاں سے ہو گئے؟

(۴) سچ یہ ہے کہ تم نے یہ لیبل انگریزوں سے بھیک مانگ کر صرف اس لیے لگایا تا کہ لوگوں کے ایمانوں پر ڈاکہ ڈالنے میں آسانی ہو۔

(۵) سچ یہ ہے کہ تم نہ صرف منکر حدیث ہو بلکہ منکر قرآن بھی ہے کیونکہ قرآن کا ارشاد ہے:

فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لاتعلمون۔ (پارہ 17 الانبیاء 7)

ترجمہ:۔ تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو۔

اور اہل ذکر سے پوچھنا تقلید ہے جبکہ تمہارے نزدیک تقلید آئمہ بدعت اور شرک ہے۔

(۶) نیز سارے آئمہ حدیث مقلد تھے یا پھر مجتہد تھے تو پھر آئمہ حدیث سے حدیث قبول کرنا جو کہ مقلد یا مجتہد تھے اور بقول تمہارے مشرک ہوئے تو پھر تم کیا ہو گے؟ بدعتی یا مشرک؟ فبهت الذى كفر. (پارہ 3 البقرہ 258) ترجمہ:۔ تو ہوش اُڑ گئے کافر کے۔

خیال رہے مسلم شریف میں جریج راہب کا واقعہ موجود ہے جس میں چھوٹے بچے کا کلام

کرنا اور عصمت کی گواہی دینا مذکور ہے ہم نے اختصار کی وجہ سے اس کو نقل نہ کیا اہل ذوق حضرات وہاں مطالعہ فرما کر ایمانوں کو تازہ کریں، کتاب الفضائل باب تقديم بر الوالدين على التطوع بالصلوة وغیرھا میں یہ واقعہ موجود ہے۔

اہلسنت کا عقیدہ:۔

(۱) کرامتِ اولیاء حق ہے، اس کا منکر گمراہ ہے، چنانچہ "منح الروض الازهر" کے ص ۷۹ پر ہے۔ والكرامات للاولياء حق اى ثابت بالكتاب والسنة ولا عبرة بمخالفة المعتزلة واهل البدعة فى انكار الكرامة (منح الروض الازہر ملا علی القاری الحنفی حنفی ۱۰۱۴ھ)

حدیقہ ندیہ میں ہے کرامات الاولياء باقية بعد موتهم ايضا كماانها باقية فى حال نومهم ومن زعم خلاف ذلک فى الكرامات فهو جاهل متعصب"

(الحدیقۃ الندیہ ص ۲۹۰۔ نیز دیکھیں فتاوی رضویہ شریف ج ۸ ص ۵۰۷، ج ۹ ص ۷۶، ج ۱۴ ص ۳۲۴)

(۲) صدر الشریعہ بدر الطریقہ خلیفہ اعلیٰ حضرت مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "مردہ زندہ کرنا مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو شفا دینا مشرق سے مغرب تک ساری زمین ایک قدم میں طے کر جانا غرض تمام خوارق عادات اولیاء سے ممکن ہیں، سوائے اس معجزے کے جس کی بابت دوسرے کے لیے ممانعت ثابت ہو چکی ہے۔ (بہار شریعت حصہ اول ص ۲۶۹۔ ۲۷ مکتبۃ المدینہ)

نوٹ: اولیاء کی عظمت اس کو پتہ ہو جس کے دل میں ایمان سچا ہو جس کے دل میں عشق رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی چاشنی ہو۔

ان لوگوں کو اولیاء کی عظمت کا کیا پتہ کہ جن کی ٹولی میں کبھی کوئی ولی ہوا ہی نہ ہو، بلکہ تمام

کے تمام پیشوا ایک سے ایک گمراہ ہوں مردود ہوں۔

احباب متوجہ ہوں، سر سید خانی گمنام قلمکار نے اپنے رسالہ غلیظہ کے ص ۹ پر یہ عنوان قائم کیا "مزہ بھی ثواب بھی" اس کے بعد جو تمسخر کیا اور اپنے خاندانی بے حیاء ہونے کا ثبوت دیا اس کا جواب راقم اپنی قلم کے بجائے صمصام اہلسنت مولانا حسن علی رضوی میلسی شریف والے کے قلم سے دے دیتا ہے، ملاحظہ ہو حضرت صمصام اہلسنت مولانا حسن علی رضوی لکھتے ہیں کہ "مصنف نے مسخرہ بن کر میراثیانہ انداز میں مذکورہ بالا عنوان قائم کر کے بھی محض تماشہ کرنا چاہا وہ لکھتا ہے کہ اعلیٰ حضرت...... فتوئی صادر فرماتے ہیں کہ "زن وشوہر کا باہم فرج وذکر کو بنیت صالحہ (چھونا یا ٹٹولنا) موجب اجر وثواب ہے،" (ص ۹)

پھر لکھتا ہے ہمیں بریلوی مکتبہ فکر سے اعلحضرت کی اس فکر پر تین سوالوں کے جوابات مطلوب ہیں۔ (۱) کیا اس فتوے سے اعلحضرت کا مادر زاد ولی ہونا ثابت ہوتا ہے؟ (۲) ان اعضاء خفیہ (فرج وذکر) کو چھونے یا ٹٹولنے سے نیت صالحہ (نیک نیت) کیسے ہو سکتی ہے؟ (۳) کیا کوئی بریلوی یہی عمل کر کے اس کا اجر وثواب بنیت صالحہ ایصال کے طور پر اعلحضرت کی روح کو بخش سکتا ہے؟ (ص ۹)

جواباً گزارش ہے۔ (۱) اعلیٰ حضرت امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمہ کو تم مادر زاد ولی تو کسی صورت میں مان ہی نہیں سکتے کیونکہ جب تم حضور پر نور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم الشان معجزات اور بے پناہ فیوض وبرکات اور امام الاولیاء سیدنا غوث اعظم سرکارِ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے شمار ولاتعداد کرامات وتصرفات کا شرک و

بدعت کہ کر کھلم کھلا علی الاعلان صاف انکار کرتے ہو تو تم سے کوئی توقع نہیں کہ تم امام اہلسنت کے ولی اللہ ہونے کا اقرار کرو۔ ویسے ہم تمہارے اس سوال پر خود تم سے چند سوالات کرتے ہیں۔

(۱) پہلا یہ کہ اس واقع میں کون سی بات ولایت کے منصب و عظمت کے منافی ہے۔ زبانی کلامی غلاظت نہ بکھیر بلکہ صحیح حدیث سے جواب دینا کہ یہ عبارت فلاں صحیح حدیث کے خلاف ہے اور منصب ولایت کے منافی ہے۔ (۲) دوسرا یہ کہ وہابی خود بتائے نکاح اور شادی بیاہ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ (۳) تیسرا یہ کہ نکاح سنت اور باعث ثواب ہے یا حرام و گناہ؟ بس اگر نکاح سنت ہے اور بسا اوقات فرض و واجب تو حقوق زوجین کی ادائیگی کی نیت سے میاں بیوی کا باہمی میل ملاپ حرام و گناہ ہے یا سنت و ثواب؟ (۴) چوتھا یہ کہ اگر حرام و گناہ ہے تو صحیح حدیث سے دلیل اور ثبوت دو؟۔ (۵) پانچواں یہ کہ اگر سنت ہے تو پھر سنت پر عمل مورد طعن و مورد الزام و مورد تمسخر کیوں؟ (۶) چھٹا یہ کہ جب خاوند اور بیوی باہمی ملاپ کے وقت ذکر و فرج کے مس کا حق شرعی رکھتے ہیں تو پھر چھونے اور ٹٹولنے میں کون سی شرعی قباحت ہے اور اس کی شرعی دلیل کیا ہے؟ صحیح حدیث سے اس کی ممانعت و حرمت ثابت کی جائے۔

ہمیں افسوس ہے کہ بے حیاء کی بے حیائی کا جواب دینے کے لیے عرض کرنا پڑ رہا ہے کہ؟۔

(۱) تمہارے نزدیک اپنی بیوی منکوحہ سے مجامعت حلال ہے یا حرام اگر حرام ہے تو کیا غیر مقلد بغیر مجامعت کے چھومنتر سے اپنی نسل بڑھا رہے ہیں؟ (۲) پھر یہ کام حرام و گناہ ہے تو حرام کار گناہ گار وہابی امام مسجد کیسے بن جاتے ہیں؟ (۳) اور اگر میاں بیوی کا باہمی میل ملاپ مجامعت حلال ہے اور سنت ہے تو کیا اس پر ثواب نہیں؟ اگر نہیں تو کیا دلیل ہے؟ (۴) اور اگر

ثواب ہے تو اعلیٰحضرت قدس سرہ کے واقع پر اعتراض کیسا؟ (۵) مجامعت کی صورت میں اپنے اجزائے مخصوصہ کا استعمال ہوتا ہے جب کہ ہاتھ سے چھونا یا ٹٹولنا اس کی نسبت کم ہے تو جب وہ کام ہی شرعاً جائز ہے تو یہ اس کی نسبت چھوٹا کام ناجائز و حرام اور گناہ کس دلیل سے ہو گیا؟ (۶) کیا وہابی مولوی اپنی بیویوں سے بغیر ہاتھ لگائے اور بغیر ذکر و فرج کے استعمال کیے مجامعت کرتے ہیں؟ (۷) میاں بیوی کے میل ملاپ مجامعت اور حقوق زوجین کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

الٹی کھوپڑی کے وہابیو!

کچھ تو جواب دو، اور ہاں یہ بھی بتا دینا کہ اگر تمہارے نزدیک نکاح جائز اور سنت ہے حقوق زوجین میاں بیوی کا باہمی میل ملاپ سنت ہے اور سنت کام پر یقیناً ثواب ہوتا ہے اگر تمہارے نزدیک یہ کام سنت اور ثواب ہے تو پھر کیا تم یہ ثواب۔

(۱) ابن تیمیہ (۲) محمد علی شوکانی (۳) محمد بن عبدالوہاب نجدی (۴) صدیق حسن بھوپالی (۵) ڈپٹی نذیر حسین دہلوی (۶) مولوی وحید الزمان (۷) مولوی ثناء اللہ امرتسری (۸) مولوی ابراہیم سیالکوٹی (۹) داؤد غزنوی (۱۰) اسماعیل غزنوی (۱۱) عبدالجبار غزنوی (۱۲) محمد حسین بٹالوی (۱۳) معید بنارسی کی روح کو پہنچا رہے ہو؟

چلو فاتحہ میں کھانے اور پھل فروٹ نہ رکھو محض میاں بیوی کے باہمی میل ملاپ و مجامعت کا اکیلا ثواب تو تمہیں اپنی دلیل کے مطابق ضرور ضرور اپنے اکابرین کو پہنچانا چاہیے۔ جو جواب تمہارا وہی جواب ہمارا۔ (حضرت صمصام اہلسنت مولانا حسن علی میلسی صاحب کا جواب پورا ہوا۔)

خدائی کا دعویٰ کس کا؟

احباب اہلسنت متوجہ ہوں سر سید خانی قلمکار نے اپنے رسالہ غلیظہ کے ص ۱۰ پر یہ عنوان قائم کیا کہ ”امام بریلویت اور خدائی کا دعوٰی اس کے بعد انوار رضا ص ۱۷۲ سے ایک نواب صاحب کی بیگم کے بیمار ہونے کا واقعہ جس میں اعلحضرت نے یہ جواب ارشاد فرمایا تھا کہ اگر رفض سے توبہ نہ کی تو اسی ماہ محرم میں رام پور کے اندر مر جائے گی، چونکہ وہ عورت رافضیہ تھی اور اس نے توبہ نہ کی لہذا اس کی اعلحضرت کے ارشاد کے مطابق موت واقع ہوگئی جو کہ آپ نے علم جفر کی رو سے ارشاد فرمایا تھا، غرض یہ واقعہ لکھ کر گمنام محرف قارئین کو یہ استدلال پیش کرتا ہے کہ ”قارئین کرام نے ملاحظہ فرمایا کہ اعلحضرت نے نواب صاحب کی بیگم کے مرنے کا مہینہ اور جگہ قبل از وقت بتا دی اس سے جو کچھ ثابت کرنا مقصود ہے وہ عوام الناس سے مخفی نہیں اس کے برعکس آپ قرآنی نظریہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ (ص ۱۰-۱۱)

اس کے بعد وہابی قلمکار سورہ لقمان کی آیت مبارکہ ان اللّٰہ عندہ علم الساعۃ لکھنے کے بعد یہ لکھتا ہے کہ ”اب آپ نے خوب ملاحظہ فرمایا کہ قرآن کا بیان یہ ہے کہ کسے کہاں مرنا ہے یہ بات اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا لیکن بریلویوں کے امام کہتے ہیں کہ میں بھی جانتا ہوں کیا یہ دعوی خدائی صفات سے متصف ہونے کا نہیں ہے اور قرآن پاک کی اس آیت کریمہ کے منافی نہیں۔ اور قرآن کی کسی آیت کی مخالفت انکار ہے اور انکار قرآن کفر سے خالی نہیں اب عوام الناس خود فیصلہ کریں کہ کیا ایسا شخص امام اہلسنت تو درکنار مسلمان کہلانے کا بھی حق رکھتا ہے؟ (رسالہ غلیظہ کا ص ۱۱)

(۱) جواباً گزارش ہے کہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی نے

اس عبارت میں کہاں کہا کہ ”میں بھی (غیب) جس شان سے اللہ کی صفت ہے۔ جانتا ہوں؟

پتہ چلا وہابی جھوٹ بول بول کر اپنے دلوں کو اتنا کالا کر چکے ہیں کہ اب احساس و شعور تک سے محروم ہو گئے ہیں۔

(۲) وہابی نے یہ جو کہا کہ ”قرآن کا بیان ہے کہ کسے کہاں مرنا ہے یہ بات اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا“

اس سے مراد علم ذاتی ہے نہ کہ علم عطائی اور اگر علم عطائی کو اس کے محبوبین کے لیے نہ مانا جائے تو کتنی آیتوں سے انکار کرنا ہوگا۔ آگے وہابی نے خود اقرار کر لیا کہ ”انکار قرآن کفر سے خالی نہیں“ اب نتیجہ بھی سمجھ لیں کہ وہابی انکار قرآن کرنے کی وجہ سے کافر ہے۔

(۳) تیسری بات اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام اہل سنت شاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے یہ بات علم جفر کی روشنی میں ارشاد فرمائی تھی اور علم جفر کے متعلق خود ارشاد فرماتے ہیں کہ ”جفر سے جواب جو کچھ نکلے گا ضرور حق ہوگا کہ (یہ) علم اولیائے کرام کا ہے۔ اہل بیت عظام کا ہے۔ امیر المومنین علی مرتضی کا ہے رضی اللّٰہ عنہم اجمعین مگر اپنی غلط فہمی کچھ اچنبا (یعنی عجیب) نہیں۔ (ملفوظات شریفہ)

امام اہلسنت جب خود اس بات کی تصریح فرما رہے ہیں کہ غلط فہمی کوئی عجیب بات نہیں تو اب بتاؤ کیا اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمہ خدائی دعوی کر رہے ہیں؟ کیا اللہ تعالی کے علم میں بھی غلطی کا احتمال ہوتا ہے؟ کیا فہم کا اطلاق اللہ جل شانہ کے علم ساتھ درست ہے؟

نوٹ: ممکن ہے وہابیوں دیوبندیوں کے جواب ہاں میں ہو کیونکہ ان حرماں نصیبوں کے ہاں تو اللہ جھوٹ بولنے پر بھی قادر ہے۔ والعیاذ باللّٰہ من ذلک

بدمذہبو! اب اللہ جل شانہ کا ارشاد سنو: ومن اظلم ممن افتری علی اللّٰہ کذبا"

ترجمہ:۔ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے۔ (پارہ 7 انعام 21)

(۷) چوتھی گزارش یہ ہے کہ وہابی محرف تو اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمہ کا رشتہ شیعہ سے ثابت کرنے چلا تھا مگر اس عبارت کو نقل کر کے خود اپنے مقصود کے خلاف لکھ ڈالا بالفاظ دیگر اپنی جھوٹی اور کچی بنیاد کو خود ہی راکھ کر ڈالا۔

اور اپنے جھوٹ کا خود پردہ چاک کر ڈالا، کیونکہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے یہاں رافضیت کا رد فرمایا جیسا کہ ادنی درجہ کا طالب علم بھی یہ بات بخوبی سمجھ لے گا، لیکن جن لوگوں نے اپنے آپ کو گمراہی کے اندھے کنویں میں ڈال دیا ان کو خود اپنے کیے پر رونا چاہیے سچ ہے۔ "من یضلل اللّٰہ فلا ھادی لہ"

اب ہم بتاتے ہیں کہ جس قاعدہ کے ذریعے وہابی نے یہ اتہام لگایا کہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمہ خدائی کا دعوی کر رہے ہیں اسی قاعدہ کے ذریعہ وہابیوں کے بڑوں نے بھی خدائی کا دعویٰ کیا ہے۔

وہابی مولوی کا خدائی دعویٰ موت کے متعلق خبر:۔

کراماتِ اہلحدیث میں سلیمان منصور پوری وہابی کی کرامات کے ذیل میں ہے کہ "پٹیالہ میں ایک گیندے شاہ نامی مستانہ فقیر تھا جو ہر وقت شراب میں مخمور رہتا تھا۔ ایک بار قاضی

جی کا ادھر سے گزر ہوا وہ احترام کے طور پر اٹھ بیٹھا۔ آپ نے فرمایا سائیں جی شراب حرام ہے اس سے تائب ہو جائے، اب آپ کے آخری دن ہیں، چنانچہ اس واقعہ سے تین دن بعد وہ انتقال کر گیا، اور شیرانوالہ گیٹ کے پاس مدفون ہوا۔" (کرامات اہل حدیث ص۲۲،۲۳)

احباب نے ملاحظہ فرمایا کہ اس کرامت میں وہابی مصنف نے جہاں قیام تعظیمی کو اپنے مولوی کے لیے تسلیم کیا وہاں اپنے مولوی کے متعلق بزعم خود خدائی دعوی بھی تسلیم کیا، اب وہابیوں سے مطالبہ ہے کہ خدائی دعوی امام اہل سنت شاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے کیا یا پھر سلیمان منصور پوری نے؟

حالانکہ یہ قاعدہ دعوی خدائی بھی تمہارا ہی گڑھا ہوا ہے۔

دوسرا یہ مطالبہ ہے کہ میلاد شریف کی محفل میں کھڑے ہو کر صلوۃ وسلام پڑھنا تم لوگ ناجائز قرار دیتے ہو تو اب بتاؤ یہاں قیام تعظیمی کیسے جائز ہو گیا؟۔

سچ ہے "وہابی شاطر اپنے منہ کے کافر"

وہابی کو ماں کے پیٹ کا علم:۔

"جب آپ حج کو جا رہے تھے تو فرمایا کہ عبدالعزیز کے ہاں لڑکا پیدا ہو گا (یعنی پوتا) اس کا نام معزالدین رکھنا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (یعنی لڑکا پیدا ہوا)" (کراماتِ اہل حدیث، ص۲۵)

غیر مقلد سر سید خانی بتاؤ! کیا اس کرامت میں تمہارے بڑوں نے خود تمہارے ہی قاعدہ کے مطابق خدائی کا دعوی نہ کیا؟

(۳) وہابی مولوی کا جنت کی خبر دینا:۔

وہابی مولوی سلیمان روڑوی کے متعلق کرامات اہل حدیث میں یوں لکھا ہے کہ "ایک روز علی الصبح آپ فرمانے لگے تو بھائی ہمارے پیر و مرشد (مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی) بہشت میں پہنچ گئے۔ چنانچہ بعد میں جو اطلاعات آئیں ان سے معلوم ہوا کہ ٹھیک اسی وقت اسی دن امام (مولوی عبدالجبار) کا انتقال ہوا جس دن مولوی (سلیمان روڑوی) صاحب نے علی الصبح ہم سے کہا تھا۔ (کراماتِ اہل حدیث ص ۳۶)

احباب آپ نے غور فرمایا کہ وہابی نے اپنی طرف سے گڑھے ہوئے قاعدہ کے مطابق یہ تاثر دینا چاہا تھا کہ امام اہل سنت شاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے خدائی کا دعوی کیا ہے، معاذ اللہ لیکن اسی قاعدہ کے مطابق اپنے مولوی کے متعلق کیوں نہیں لکھا کہ اس نے بھی خدائی کا دعوی کیا ہے؟ اس عبارت کو غور سے پڑھیئے کہ اس میں وہابیوں کے مولوی نے جس روز جس وقت اپنے پیر کے متعلق جنت میں پہنچنے کے متعلق بشارت دی بعینہ اسی وقت اور اسی دن ان کے پیر کا انتقال ہوا۔ اب وہابیوں سے پوچھیے کہ کیا تمہارے خود ساختہ عقیدہ کے مطابق یہاں خدائی کا دعوی نہیں پایا جا رہا؟ نیز اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے متعلق مسجد خیف میں مغفرت کی بشارت کے متعلق بحرف فلکار بنالاں تھا، جب کہ اپنے گھر کی کچھ خبر ہی نہیں کہ آن واحد میں ان کے ایک مولوی نے دوسرے کے بارے جنت میں پہنچنے تک کی بشارت دے دی۔

اب وہ آیتِ مبارکہ کیوں یاد نہ آئی کہ " ان اللّٰہ عندہ علم الساعة و ینزل الغیث ویعلم مافی الارحام وماتدری نفس ما ذا تکسب غدا ، وما تدری

نفس بای ارض تموت "(پارہ 21 لقمٰن 34)

اس جگہ اس طرح کی وہابیوں کی بناوٹی کرامتیں کئی درج کی جا سکتی ہیں مگر اختصار کے پیش نظر اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے ورنہ کراماتِ اہل حدیث ہماری لائبریری میں موجود ہے۔

سنتِ یوسفی پر اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کا عمل:۔

احباب اہلسنت متوجہ ہوں؟ آپ کو حضرتِ یوسف علیہ السلام کا مبارک قصہ تو یاد ہوگا۔ کہ جب حضرتِ یوسف علیہ السلام قید خانہ میں تشریف لے گئے تھے تو اس قید خانہ میں دو نوجوان بھی داخل ہوئے چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔ ودخل معه السّجن فتين.

ترجمہ کنز الایمان:۔ اور اس کے ساتھ قید خانہ میں دو جوان داخل ہوئے۔ (پارہ 12 یوسف 36)

ان میں سے ایک تو مصر کے شاہ اعظم ولید بن نروان عملیقی کا مہتمم مطبخ تھا جب کہ دوسرا اس کا ساقی، ان دونوں پر یہ الزام تھا کہ انہوں نے بادشاہ کو زہر دینا چاہا ہے، لہذا اس جرم میں یہ دونوں قید کیے گئے، اللہ کے نبی حضرتِ یوسف علیہ السلام جب قید خانہ میں تشریف لے گئے تو آپ نے اپنے علم کا اظہار شروع فرما دیا۔ (جس سے وہابیوں کو چڑ ہے)

چنانچہ آپ نے فرمایا کہ میں خوابوں کی تعبیر کا علم رکھتا ہوں، المختصر یہ کہ حضرتِ یوسف علیہ السلام کی بلند کرداری سے جیل میں قید لوگ بھی متاثر ہو چکے تھے اور ان دو جوانوں میں سے ایک نے کہا "انی ارانی اعصر خمرا" میں نے خواب دیکھا کہ شراب نچوڑتا ہوں، اور یہ ساقی تھا۔ جب کہ دوسرے نے کہا انی ارانی احمل فوق راسی خبزا تاکل الطیر منه میں نے خواب دیکھا کہ میرے سر پر کچھ روٹیاں ہیں جن میں سے پرندے کھاتے ہیں۔ (مہتمم مطبخ)

نَبِّئْنَا بِتَأْوِيلِهِ إِنَّا نَرَاكَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ. (پارہ۱۲ یوسف ۳۶)

ترجمہ کنزالایمان:۔ ہمیں اس کی تعبیر بتایئے بے شک ہم آپ کو نیکو کار دیکھتے ہیں۔

اللہ اکبر! حضرتِ یوسف علیہ السلام نے فرمایا:

لَا يَأْتِيكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقَانِهِ إِلَّا نَبَّأْتُكُمَا بِتَأْوِيلِهِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَكُمَا ذَٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِي رَبِّي. (پارہ 12 یوسف 37)

ترجمہ: ''جو کھانا تمہیں ملا کرتا ہے وہ تمہارے پاس نہ آنے پائے گا کہ میں اس کے آنے سے پہلے تمہیں بتادوں گا، یہ ان علموں میں سے ہے جو مجھے میرے رب نے سکھایا ہے۔

سبحان اللہ! یہ ہے نبی کا علم غیب جس سے وہابیوں کو دشمنی ہے، اب وہابی سے پوچھئے کہ یہ آیت قرآنی ہے یا نہیں؟ اس پر تمہارا ایمان ہے یا نہیں؟ اس کا انکار کفر ہوگا یا نہیں؟ احباب اہلسنت خوشیاں منائیں اور جتنا ہو سکے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ اس نے اپنے محبوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صدقے ہمارے اوپر اتنی نعمتیں فرمائیں جو احاطہ شمار سے باہر ہیں ان جملہ نعمتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے ہمیں غوث اعظم، داتا صاحب، خواجہ صاحب اولیاء کرام کی محبت عطا فرمائی اور ان کے سچے غلام امام احمد رضا محدث بریلوی کی بھی غلامی عطا فرمائی کہ جن کی ہر ادا سنت مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے اور وہابی نے امام احمد رضا محدث بریلوی کی جس کرامت پر یا اظہار علم پر اعتراض کیا اس میں بھی آپ نے سنتِ یوسفی کی پیروی کی کیونکہ حضرتِ یوسف علیہ السلام نے اپنے علم پاک کا اظہار فرمایا تاکہ لوگ آپ سے نفع حاصل کریں، اسی طرح امام احمد رضا محدث بریلوی نے اظہارِ علم فرمایا

تاکہ وہ رافضیہ عورت اپنے عقیدہ سے تائب ہو کر سنی عقائد کو اختیار کرلے، لیکن اس نے ایسا نہ کیا تو اپنے انجام کو پہنچی اب وہابی انکار و اعتراض اور گستاخی کا ارتکاب کر کے بھی اپنے گمراہ ہونے کا ثبوت فراہم کر رہا ہے؟

خیال رہے اس آیت سے معلوم ہوا کہ اگر عالم اپنی علمی منزلت کا اس لیے اظہار کرے کہ لوگ اس سے نفع اٹھائیں تو یہ صرف جائز ہی نہیں بلکہ عالم عامل ایسا ہی چاہیے تاکہ لوگ اس کی اقتداء کریں اس سے علمی نفع لیں چنانچہ تفسیر صاوی میں ہے۔ **ھکذا ینبغی العالم العامل ان یظھر نفسہ لیقتدی بہ ویوخذ عنہ وانما اخبرھما بذلک توطئۃ لدعائھما الی الایمان.** (ملاحظہ ہو تفسیر صاوی سورۃ یوسف مجلد اول الجزالثانی ص ۲۴۳)

اہلسنت کا عقیدہ علمِ غیب:۔

اللہ عزوجل نے انبیاء علیہم السلام کو اپنے غیوب پر اطلاع دی، زمین و آسمان کا ہر ذرہ ہر نبی کے پیش نظر ہے، مگر یہ علم غیب کہ ان کو ہے اللہ تعالیٰ کے دیئے سے ہے، لہٰذا ان کا علم عطائی ہوا اور علم عطائی اللہ عزوجل کے لیے محال ہے کہ اس کی کوئی صفت کوئی کمال کسی کا دیا ہوا نہیں ہوسکتا بلکہ ذاتی ہے جو لوگ انبیاء بلکہ سید الانبیاء صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مطلق علم غیب کی نفی کرتے ہیں وہ قرآن عظیم کی اس آیت کے مصداق ہیں۔

أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ (پارہ۱ البقرہ ۸۵)

یعنی قرآن عظیم کی بعض باتیں مانتے ہیں اور بعض کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔ (بہارشریعت حصہ اول)

اس باب میں آیات مبارکہ:۔

(۱) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا (پارہ۱ البقرہ۳۱)

ترجمہ: ”اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام (اشیاء کے) نام سکھائے۔“

(۲) وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ (پارہ۳ سورہ البقرہ آیت۲۵۵)

ترجمہ: ”اور وہ نہیں پاتے اس کے علم میں سے مگر جتنا وہ چاہے“

(۳) وَأُنَبِّئُكُم بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (پارہ۳ آل عمران:۴۹) ترجمہ: تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو، بے شک ان باتوں میں تمہارے لیے بڑی نشانی ہے اگر ایمان رکھتے ہو۔

(۴) وَكَذَٰلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ (پ۷، الانعام آیت۷۵)

ترجمہ: ”اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی“۔

(۵) وعلمناه من لدنا علما (پارہ۱۵ الکھف:۶۵) ترجمہ: ”اور اسے اپنا علم لدنی عطا کیا۔

(۶) وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِن رُّسُلِهِ مَن يَشَاءُ (پارہ۴ سورہ آل عمران آیت۱۷۹) ترجمہ: ”اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے“۔

(۷) وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا. (پ۵ النساء۱۱۳)

ترجمہ: ”اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے، اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔“

(۸) عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا. إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ. (پارہ۲۹ سورہ الجن۲۷)

ترجمہ: غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

(۹) وما هو على الغيب بضنين. (پارہ۳۰ التکویر۲۴) ترجمہ: اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں

عقیدہ علم غیب کے بارے میں چند حدیثیں:۔

(۱) حضرتِ طارق بن شہاب سے مروی ہے کہ میں نے حضرتِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنا کہ ”قام النبی صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم مقاما فاخبر ناعن بدء الخلق حتى دخل اهل الجنة منازلهم واهل النار منازلهم حفظ ذلك من حفظه ونسيه من نسيه“ حضور نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم منبر پاک پر ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور ہمیں ابتدائے آفرینش سے عالم سے خبر دینی شروع فرمائی یہاں تک کہ جنتی جنت میں داخل ہو گئے اور دوزخی دوزخ میں داخل ہو گئے اس بیان مبارک کو جس نے جتنا یاد رکھا یاد رکھا اور اسے جو بھول گیا وہ بھول گیا۔ (بخاری ۱/۲۷۵ کتاب بدء الخلق الحدیث۳۱۹۲)

(۲) حضرتِ حذیفہ سے مروی فرماتے ہیں کہ ”قام فينا رسول الله صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم مقاما ما ترك، شيأ يكون في مقامه ذلك الى قيام الساعة الا حدث به حفظه من حفظه ونسيه من نسيه (مسلم کتاب الفتن باب اخبار النبی فیما یکون الی قیام الساعۃ)

خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ سرکارِ دوعالم صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ایک جگہ پر کھڑے ہو کر قیامت تک واقع ہونے والی ہر چیز کے متعلق بیان فرمایا اس میں سے کسی چیز کو نہ چھوڑا۔

(۳) حضرتِ ثوبان سے مروی ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ”ان الله زوى لي الارض فرايت مشارقها و مغاربها“ بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین کو سمیٹ دیا تو میں نے زمین کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔

(مسلم شریف کتاب الفتن باب ہلاک ھذہ الامۃ بعضہم ببعض الحدیث ۲۸۸۹،ص ۱۵۴۴ دارالمغنی عرب شریف)

(۶) ایک روایت میں ہے آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا۔ ''رایت ربی فی احسن صورۃ قال فیم یختصم الملاء الاعلی فقلت انت اعلم یارب قال فوضع کفه بین کفی فوجدت بردھا بین ثدیی فعلمت ما فی السموات والارض"

(سنن الدارمی کتاب الرؤیا باب فی رؤیۃ الرب تعالیٰ فی النوم ج ۲ ص ۷۰ دارالکتب العربی بیروت)

خیال رہے اس عنوان پر درجنوں احادیث پیش کی جاسکتی ہیں اختصار کی وجہ سے صرف چار پر اختصار کیا گیا، تفصیلی دلائل درکار ہوں تو (۱) الدولة المكيه بالمادة الغيبية" (۲) خالص الاعتقاد (۳) انباء الحی (۴) ازاحۃ العیب بسیف الغیب (۵) انباء المصطفی بحال سر واخفی وغیرھا کتب مبارکہ کا مطالعہ کریں۔

ناموسِ رسالت پر ڈاکہ کس نے ڈالا؟

سر سید خانی گمنام قلمکار نے اپنے رسالہ غلیظہ کے ص ۱۲ پر یہ عنوان ''امام الانبیاء ہونے کا دعویٰ قائم کرکے ملفوظات شریف سے ایک واقعہ نقل کیا جس میں سرکارِ دوعالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنی زیارت سے شرف یابی عنایت فرمائی اور فرمایا کہ میں برکاتِ احمد کے جنازے کی نماز پڑھنے (جارہا ہوں) چونکہ یہ نماز جنازہ اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے پڑھائی اور آپ نے بمقتضائے واما بنعمة ربک فحدث یہ فرمایا کہ الحمدللہ یہ جنازہ مبارکہ میں نے پڑھایا۔

اس پر وہابی قلمکار نے اپنی طرف سے اختراعی تاثر یہ دیا کہ اعلیٰ حضرت امام الانبیاء بننے کا ادعا کررہے

ہیں معاذ اللہ، نیز اعلیٰ حضرت نے دیدہ دلیری کے ساتھ ناموسِ رسالت پر ڈاکہ ڈالا ہے۔ معاذ اللہ

(۱) راقم اوّلاً تو یہ بتانا چاہتا ہے کہ ناموسِ رسالت پر اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے نہیں بلکہ امام الوھابیہ رئیس المبتدعین نے ڈاکہ ڈالا ہے ملاحظہ ہو "تقوية الايمان" نامی کتاب ص ۶۰ پر گستاخوں کے گرو نے یہ حدیث ''ارایت لومررت بقبری اکنت تسجد له"

(ابن ماجہ کتاب النکاح باب فی حق الزوج علی المرأۃ الحدیث ۱۸۵۳ ج ۲ ص ۳۵۵ دارالمعرفۃ بیروت ۱۴۲۰ھ)

نقل کرکے ترجمہ کیا کہ ''بھلا خیال تو کر جو تو گزرے میری قبر پر کیا سجدہ کرے تو اس کو" اس کے بعد (ف) لکھ کر فائدہ یہ جڑ دیا۔ (یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ (تقویۃ الایمان ص ۵۷ میر محمد کتب خانہ کراچی) انا للہ وانا الیه راجعون

وہابی قلمکار! اپنے امام کی اس عبارت کو بار بار پڑھ اور اب جواب دے کہ ناموس رسالت پر ڈاکہ امام احمد رضا نے ڈالا یا پھر قتیل بالاکوٹ اسمٰعیل دہلوی نے؟

اور ساتھ یہ حدیث بھی پیش نظر ہے'' ان اللہ حرّم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء علیہم السلام کے اجسام کھانا زمین پر حرام کردیا ہے۔

(ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ذکر وفاته ودفنه صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم الحدیث ۱۶۳۷ ج ۲ ص ۲۹۱)

"فنبی اللہ حی یرزق " تو اللہ کے نبی زندہ ہیں روزی دیے جاتے ہیں۔ (ایضا)

(۲) محرف قلمکار! کلیجہ تھام کر رکھنا اور اگر کچھ بھی حیاء باقی ہو تو سچ سچ بتانا کہ امام احمد رضا نے ناموسِ رسالت پر ڈاکہ ڈالا یا پھر اسمٰعیل دہلوی نے۔

امام احمد رضا تو یہ کہہ رہے ہیں کہ

سب سے اولیٰ واعلیٰ ہمارا نبی   سب سے بالا و اعلیٰ ہمارا نبی ،
خلق سے اولیاء اولیاء سے رُسل   اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

جب کہ قتیل بالاکوٹ نبی کو "چوہڑے چمار" سے تعبیر کررہا ہے معاذ اللّٰہ نقل کفر کفر نباشد ملاحظہ ہو تقویۃ الایمان ص ۲۸ میر محمد کتب خانہ کراچی میں ہے۔ ہمارا جب خالق اللہ ہے اور اس نے ہم کو پیدا کیا تو ہم کو بھی چاہیے کہ اپنے ہر کاموں پر اسی کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام؟ جیسے کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے رکھتا ہے دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا اور کسی چوہڑے چمار کا تو کیا ذکر ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون.

(۳) ناموسِ رسالت پر ایک اور ڈاکہ قتیل بالاکوٹ لکھتا ہے۔ "بمقتضائے ظلمت **بعضها فوق بعض** "از وسوسہ زنا" خیال مجامعت زوجہ خود بہتر است و صرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ و خر خود ست " **معاذ اللّٰہ ثم معاذ اللہ**.....

مسلمانو! یہ ہیں گمنام قلمکار کے گروہ قتیل بالاکوٹ اسمٰعیل دہلوی کی چند گستاخیاں جو بطور نمونہ نقل کی گئیں اب انصاف سے بتاؤ کہ امام احمد رضا نے ناموسِ رسالت پر ڈاکہ مارا ہے یا پھر وہابیوں نے؟

امام الوھابیہ کے یہ کلمات خبیثات کس کی شان میں ہیں؟ اب جس کے دل میں رائی برابر بھی ایمان ہے وہ ضرور یہ کہے گا کہ اس قول میں گستاخی ہے۔

(۲) ثانیاً حضرت برکات احمد علیہ الرحمہ کے نماز جنازہ میں سرکار دو عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تشریف آوری کا معاملہ ایسا ہے جس کی نظیر دورِ صحابہ میں بھی موجود ہے،

چنانچہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خواب میں سرکار دو عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: "آج رات فتح ہوگی" کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا۔ "حضور میں آپ کو جلدی کی حالت میں دیکھ رہا ہوں" فرمایا:

"لاحضر جنازۃ ابی بکر الصدیق" تاکہ میں ابوبکر صدیق کے جنازہ میں شرکت فرماؤں ملاحظہ ہو۔ (فتوح الشام ج ا ص ۲۷ علمیہ بیروت)

خیال رہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ حضرتِ عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی تھی۔ ملاحظہ ہو۔ (تاریخ الخلفاء ص ۶۵ مطبوعہ کراچی)

اب گمنام قلمکار سے مطالبہ ہے کہ حضرتِ سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں کیا خیال ہے؟ کیا امیر المومنین نے بھی ناموسِ رسالت پر ڈاکہ ڈالا ہے۔

(۳) ثالثاً یہ کہ امام جلال الدین سیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "امت کے نیک لوگوں کے جنازہ میں تشریف لے جانے وغیرہ ایسے امور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے افعال برزخیہ میں سے ہیں جیسا کہ احادیث وآثار میں وارد ہوا۔ (الحاوی للفتاوی ۲/۱۸۵ رقم: ۲۷۹۶)

یہاں سے واضح ہوا کہ غیر صحابی اگر سرکارِ دو عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خواب میں زیارت سے شرف یاب ہو جائے تو وہ اس زیارت سے درجہ صحابیت کو نہیں پہنچے گا، اور زیارت خواب والے کے لیے ایک عظیم بشارت وفضیلت کی بات ہوگی۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

لیکن وہابی اس سعادتِ عظمیٰ سے قطعاً محروم ہیں۔

(۴) رابعاً یہ کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت برحق ہے اور کئی احادیث سے

اس کا ثبوت ہے، اب ہم ذیل میں زیارت سے متعلق احادیث اور وہ صحابہ جن سے یہ احادیث مروی ہیں ان کا نام ذکر کرتے ہیں تا کہ گمنام قلمکار کا منکر حدیث ہونا دلائل سے خوب روشن ہو جائے۔

خواب میں زیارت:۔

سرکارِ دو عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خواب میں زیارت کے مضمون پر امام بخاری نے کتاب التعبیر میں چار صحابہ کرام سے حدیثیں روایت فرمائی ہیں وہ چار صحابہ یہ ہیں (۱) حضرت ابو ہریرہ، (۲) حضرتِ انس (۳) حضرتِ ابو قتادہ (۴) حضرتِ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم اجمعین ان حضرات سے مروی حدیث کے الفاظ بالترتیب ملاحظہ ہوں۔

(۱) من رانی فی المنام فسیرانی فی الیقظة ولا یتمثل الشیطن بی

ترجمہ: جو مجھ کو خواب میں دیکھے گا وہ بہت جلد مجھ کو بیداری میں دیکھے گا اور شیطان میری شکل نہیں اختیار کر سکتا۔ (بخاری ۲/۱۰۳۵ کتاب التعبیر باب من رای النبی ﷺ)

(۲) من رانی فی المنام فقد رانی فان الشیطان لا یتخیل بی

ترجمہ: جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے ضرور مجھ کو دیکھا اس لیے کہ شیطان میری صورت نہیں اختیار کر سکتا۔ (بخاری ۲/۱۰۳۶ کتاب التعبیر باب من رای النبی ﷺ)

(۳) من رانی فقد رای الحق ''جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا۔
(بخاری ۲/۱۰۳۶ کتاب التعبیر باب من رای النبی ﷺ)

(۴) من رانی فقد رای الحق فان الشیطان لا یتکوننی

ترجمہ: جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے حقیقت میں مجھے دیکھا اس لیے کہ

شیطان مجھ جیسا نہیں بن سکتا۔ (بخاری ۲/۱۰۳۶ کتاب التعبیر باب من رای النبی ﷺ فی المنام)

ابن ماجہ ص ۲۷۸ کے ابواب تعبیر الرؤیا میں باب رویۃ النبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں چھ مختلف صحابہ کرام سے حدیثیں اس مضمون پر لائی گئی ہیں وہ صحابہ یہ ہیں۔ (۱) عن ابی الاحوص عن عبداللہ (۲) حضرتِ ابو ہریرہ (۳) حضرتِ جابر رضی اللہ عنہ (۴) حضرتِ ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۵) حضرتِ ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۶) حضرتِ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ ابوداؤد شریف کے باب ما جاء فی الرویا میں حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی مضمون پر ایک حدیث مروی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

من رانی فی المنام فیسرانی فی الیقظة اولکا نما رانی فی الیقظة ولا یتمثل الشیطان بی " (ابوداؤد شریف ج ۲ ص ۳۲۷ مکتبہ حقانیہ ملتان پاکستان)

امام ترمذی نے اپنی سنن میں روایت فرمایا کہ حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ارشاد فرماتے ہیں: **من رانی فانی اناهو فانه لیس للشیطان ان یتمثل بی** ''جس نے خواب میں ہماری زیارت کی تو ہم ہی وہ ہیں اس لیے کہ شیطان کے بس میں یہ بات نہیں کہ ہماری صورت اختیار کرے۔ (ترمذی ج ۲ ص ۴۱ قدیمی کتب خانہ)

اسی طرح مسلم شریف میں بھی اسی عنوان پر روایتیں ہیں۔

اب وہابی قلمکار سے میرا مطالبہ ہے کہ کیا ان احادیث پر ایمان ہے یا پھر عناد میں انکاری ہو گئے؟ بصورت ثانی تم اپنے آپ کو اہلحدیث کہلانے کے حق دار کیسے بنے جب کہ حقیقت تو یہ ہے کہ تم لوگ منکرین حدیث ہو۔

(۵) اولیاء کرام کے حق میں اس فضیلت کا انکاری دو حال سے خالی نہیں ہوگا، (۱) یا تو وہ کرامات اولیاء کی تصدیق کرنے والا ہوگا یا پھر تکذیب، بصورت ثانی ایسے حرماں نصیب سے بحث کرنا ہی ساقط ہے کیونکہ وہ ایسی بات کو جھٹلا رہا ہے جس کا ثبوت سنت نے دلائل واضحہ سے فراہم فرمایا ہے۔ بصورتِ اوّل اس فضیلت کو بھی ماننا ہوگا کیونکہ یہ بھی از قبیل کرامات ہے کیونکہ اولیاء کرام کے لیے خرق عادت عالمین علوی و سفلی سے ایسی اشیاء منکشف ہوجاتی ہیں جن کا انکار مصدق کرامت نہیں کرسکتا۔ (الحاوی للفتاوی ۲/۲۵۶ فیصل آباد پاکستان)

(۶) سادساً یہ کہ سر سید خانی قلمکار نے یہ لکھا "شب معراج بیت المقدس میں انبیاء علیہم السلام کے مقدس مجمع میں امامت کے مصلی پر آپ ہی کو کھڑا کیا گیا۔" (ص ۱۲) اس پر گزارش ہے کہ قتیل بالاکوٹ نے تو یہ لکھا "میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔"

والعیاذ باللّٰہ من ذلک العقیدہ الفاسدہ جب تمہارے نزدیک نبی مر کر مٹی میں مل جاتا ہے تو پھر عقیدہ معراج تمہارے نزدیک کہاں درست رہا؟

(۷) سابعاً یہ کہ کیا حضرتِ جبرئیل نے ابتداء میں نماز نہ پڑھائی؟ اب بتاؤ کیا حضرت جبرئیل بھی ناموس رسالت پر ڈاکہ مار رہے تھے؟ نیز جن محدثین نے یہ روایت ذکر فرمائی ان کے بارے میں کیا خیال ہے؟

(۸) ثامناً حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت میں حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نماز ادا فرمائی ان کے بارے میں وہابیوں کا کیا خیال ہے۔

سیدی موسیٰ سہاگ علیہ الرحمۃ:۔

سر سید خانی قلمکار نے اپنی رسوائے زمانہ کتاب کے ص ۱۳ پر ملفوظاتِ شریفہ سے سیدی موسیٰ سہاگ علیہ الرحمہ کا واقعہ نقل کیا، اس کے بعد لکھا کہ "بتایئے اس واقعہ سے دین کی کون سی خدمات مراد ہے۔" جواباً گزارش ہے کہ سابقاً ہم نے کرامات اھل حدیث" نامی کتاب سے ایک واقعہ جو "مستانہ فقیر کے شراب پینے کے" متعلق تھا اس کو نقل کیا اب یہی سوال تم سے ہمارا ہے کہ بتاؤ اس واقعہ میں کون سی دین کی خدمت ہے۔

(خیال رہے یہ ہم نے بطورِ الزام کے کہا ہے ورنہ وہابی تو ویسے بھی دین کی خدمت نہیں کرتے کیونکہ یہ لوگ تو دین کے دشمن، دین متین کو بگاڑنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے جیسا کہ کتابچہ "تین خونی رشتے" میں احباب نے بھی ملاحظہ کیا۔

نیز رسوائے زمانہ کتاب "تقویۃ الایمان" نے تو دین کو مسخ کرنے میں دیگر گمراہ کن کتابوں کا بھی ریکارڈ توڑ دیا ہے، جیسا کہ اھل شعور سے یہ بات ہرگز چھپی ہوئی نہیں ہے۔

احباب متوجہ ہوں! حضرتِ معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا "**ذکر الانبیاء من العبادات وذکر الصالحین کفارۃ**" یعنی انبیاء کرام علیہم التسلیمات کا ذکر عبادت ہے اور اولیاء کرام کا ذکر گناہوں کا کفارہ، ملاحظہ ہو (کشف الخفاء ومزیل الالباس العجلونی حرف الذال تحت ۱۳٤٥ ۔ ۱/٤٧٦) جب کہ وہابی کے نزدیک صالحین کا ذکر دین کی خدمت نہیں ہے۔

حلیہ میں عمرو بن جموح رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: "**ان اولیائی من عبادی واحبائی من خلقی الذین**

یذکرون بذکر واذکرھم بذکرھم بے شک میرے بندوں سے میرے ولی اور میری خلق سے میرے محبوب وہ ہیں کہ میرے ذکر سے ان کا ذکر ہوتا ہے، اور ان کے ذکر سے میرا ذکر، ملاحظہ ہو۔ (حلیہ الاولیاء مقدمہ المصنف عمرو بن جموح (۳۶/۱۰۵)

یہ حدیث نص صریح ہے کہ محبوبانِ خدا کی یاد خدا کی یاد ہے۔ اور اللہ کی یاد کرنا دوسروں کو اس کی طرف رغبت دینا دین کی خدمت نہیں ہے تو پھر کیا ہے، نجانے وہابیوں کے نزدیک "دین کی خدمت" کس کا نام ہے۔

ناراض نہ ہوں تو وہابیوں کے نزدیک دین کی خدمت یہ ہے کہ انبیاء کرام و اولیاء عظام کی توہین کی جائے، اولیاء کرام کے مزارات کو بت خانہ قرار دیا جائے جیسا کہ ان کی کتابوں سے عیاں ہے۔ والعیاذ باللہ من ذلک۔

میں کیا کہوں گمنام قلمکار نے اپنی گندی ذہنیت کا خود ہی یوں اظہار کر ڈالا کہ اپنے رسالہ غلیظہ کے ص ۱۳ پر "سیدی موسیٰ سہاگ علیہ الرحمہ جو کہ مجاذیب میں سے ہیں ان کا واقعہ ملفوظات سے نقل کیا اور اس کا عنوان یہ قائم کیا" خدا کی شادی کی کہانی اعلحضرت کی زبانی" معاذ اللہ یہ جہاں خبیث باطن کا اظہار ہے وہاں ہی اعلحضرت پر ایک عظیم بہتان ہے کیونکہ اعلحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو کوئی ایسی بات نہیں کہی اور نہ ہی وہ اس کے قائل۔

اے کاش!

"سرسید خانی" اپنا نام چھپانے سے شرم نہ کرتا تو "طمغہ بے حیائی" حاصل کرنے میں اوّل درجہ میں کامیاب ہو جاتا۔

محبوبانِ خدا کا مقام:۔

سرسید خانی قلمکار لکھتا ہے کہ "سوائے اس کے کیا ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجبور محض ہے۔ (ص ۱۳) معاذ اللہ یہ بھی وہابی استدلال کا کرشمہ ہے کہ اس نے خدا کو مجبور محض تک لکھ ڈالا۔ ان بدنصیبوں سے محبوبانِ خدا کو مجبور ماننے کا کیا گلہ انہوں نے تو خدا تک کو "مجبور محض" بنا ڈالا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ع......بھیڑ میں حاتم سے کمبخت کے ایمان گیا

اب سنو! محبوبان خدا کا بارگاہ الٰہ میں کیا مقام و مرتبہ ہے، ملاحظہ کرتے ہیں مشکوٰۃ باب فضل الفقراء فصل اول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ رب اشعث مدفوع بالابواب لو اقسم علی اللہ لا برّہ "بہت سے پراگندہ بال دروازوں سے نکالے ہوئے اگر اللہ پر قسم کھالیں تو اللہ انہیں بری کردے گا۔" (مشکوٰۃ ۲/۴۵۲ باب فضل الفقراء فصل اول رقم: ۵۲۳۳)

(۳) ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں "ھل تنصرون وترزقون الا بضعفائکم "تم لوگ اپنے کمزوروں کی برکت سے ہی مدد کیے جاتے ہو اور روزی دیے جاتے ہیں۔ (مشکوٰۃ ۲/۴۵۲ شریف فضل الفقراء فصل اوّل)

وہابی قلمکار سے مطالبہ ہے کہ جواب دیں کیا سیدی موسیٰ سہاگ علیہ الرحمہ کا ان محبوبین اولیاء کرام میں شمار نہیں کہ جب وہ کسی چیز پر قسم فرمادیں تو اللہ اس کو ایسا ہی کر دے؟ کیا اس سے اللہ جل شانہ کے بارے میں یہ استدلال ہوگا کہ وہ مجبور محض ہے؟

نیز اس حدیث کے بارے میں کیا خیال ہے؟

کیا حضرت سیدی موسیٰ سہاگ علیہ الرحمہ کا ان بندوں میں شمار نہ ہوگا جن کو حدیث نے "ضعفاء" سے بیان فرمایا؟ اگر نہیں تو دلیل ان کنتم صادقین.

نیز مجاذیب پر شرع کا قلم نہیں چلتا اسی بات کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ فرمارہے ہیں اور تم اسی واقعہ سے اپنا فاسد استدلال کر رہے ہو، بتاؤ اب تمہیں کون سا نام دیا جائے مفسد بہتان تراش، دین کا ڈاکو یا پھر کیا......؟ نیز اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ جس مجذوب بزرگ کا ذکر فرمارہے ہیں۔ان کا نام مبارک "موسیٰ" ہے چونکہ مجذوب ہونے کی وجہ سے ان کی وضع زنانہ تھی اس وجہ سے لوگ ان کو عرف میں "سہاگ" کہ دیتے تھے جیسا کہ آج بھی لوگ اپنے چھوٹے بچوں کو نیز بڑوں کو بھی "گڈو" وغیرہ کہتے ہیں اس پر کون سی قباحت شرعی ہے اس کو بیان کرنا تمہارے ذمہ ہے۔

تو پھر سیدی موسیٰ سہاگ کے اس قول میں جو بطور عرض کہا "مینہ بھیجئے یا اپنا سہاگ لیجئے کون سی شرعی برائی ہے؟

کیا یہ ایسا ہی نہیں ہے کہ جیسے ایک شخص کو لوگ "گڈو" سے یاد کرتے ہوں۔اور وہ درجہ ولایت پر فائز ہو اور اپنے رب کی بارگاہ میں وہ یوں کہے "مولی مینہ بھیجئے یا اپنا گڈو لیجئے۔کیا اس میں بھی کوئی وہابی یہ استدلال کرے گا کہ اس سے تو اللہ کے لیے اولاد ثابت کی جارہی ہے معاذ اللہ۔

اصل میں وہابیوں کے اذہان میں خباثت وخیانت راسخ ہو چکی ہے اس وجہ سے وہ اس طرح کے استدلال خبیثہ کا ارتکاب کرتے رہتے ہیں اور یہ ان کی کوئی نئی بات نہیں بلکہ پرانی روش ہے۔اللہ عزوجل کا ارشاد ہے۔ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَ الْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ.

ترجمہ:۔گندیاں گندوں کے لیے اور گندے گندیوں کے لیے۔(پارہ 18 النور 26)

اللہ جل شانہ کی توہین کرنے کا عالمی ریکارڈ کس نے قائم کیا؟

سرسید خانی گمنام قلمکار نے ص ۱۳، ۱۴، پر بھی ملفوظات اعلیٰحضرت سے سیدی موسیٰ سہاگ علیہ الرحمہ کا واقعہ نقل کیا جس میں آپ علیہ الرحمہ کے حالات جذب میں کیے جانے والے کلمات جو یہ ہیں۔اللہ اکبر میرا خاوند جی لایموت ہے کہ کبھی نہ مرے گا۔یہ مجھے بیوہ کیے دیتے ہیں، اتنا کہنا تھا کہ سر سے پاؤں تک وہی سرخ لباس تھا اور وہی چوڑیاں (ملفوظات شریف، حصہ دوم ص ۲۰۸ لاہور) جس پر یہ تبصرہ لکھا کہ "آج تک ہم یہودیوں سے شکوہ کرتے رہے کہ انہوں نے حضرت عزیر کو اللہ کا بیٹا بنالیا الخ، پھر یہ لکھا کہ "لیکن ان عقل کے اندھوں کو کون سمجھے کہ تم نے خدا کی بیوی بنا ڈالی وہ بھی ایک مرد کو الخ" (رسالہ غلیظہ ص ۱۴)

جواباً گزارش ہے کہ تم یہودیوں وعیسائیوں سے گلہ کیوں کرتے تم تو خود یہود ونصاری کی اندھی تقلید کرتے ہوئے انبیاء واولیاء کی بارگاہ کی گستاخیاں کرتے ہو۔ بلکہ ان سے بھی چار ہاتھ آگے ہو بلکہ یہود ونصاریٰ وہنود کی معنوی اولاد ہو۔(۲) ثانیاً یہ کہ ایک مجذوب کے حالات جذب میں کہے ہوئے کلمات پر اللہ تعالیٰ کے حق میں خاوند اور بیوی والا استدلال تم نے اپنی باطنی خباثت کی وجہ سے کیا جو تمہارے ہی حصہ ہے اور بارگاہ الوہیت کے تقدس کی توہین کا یہ وہ عالمی ریکارڈ ہے جو تمہارے ہی ماتھے پر ایسا ان مٹ داغ ہے کہ دنیا بھر کے سمندروں سے بھی نہ دھل سکے گا، انا للہ وانا الیہ راجعون.

کیا حالت وجد وجذب میں شرع کا حکم لاگو ہوگا؟

اس سلسلہ میں ہم تحصیل التعرف فی معرفۃ الفقہ والتصوف کا حوالہ پیش کرنا چاہتے ہیں، ملاحظہ ہو" شیخ زروق فرماتے ہیں کہ اگر حالت وجد میں انسان کا اختیار اور ضبط ہاتھ سے جاتا رہے اور یہ حالت تکلف کے بغیر پائی جائے تو اس شخص کا حکم وہی ہے جو مجنون کا ہے۔ (یعنی اس پر شرع کا قلم نہیں چلے گا جیسا کہ مجنون پر نہیں چلتا) اس حالت میں اگر فرض ادا کرنے سے رہ گیا تو اس کی قضا لازم ہے۔" نیز فرماتے ہیں اس حالت میں اگر اس سے کوئی غیر مشروع فعل سرزد ہو جائے تو وہ لائق اتباع نہیں۔" اور اس سلسلے میں چند بزرگوں کے واقعات پیش کیے ہیں۔ مثلاً (۱) حضرت شیخ ابوالحسن نوری نے اپنی گردن جلاد کے سامنے پیش کردی تھی۔ (۲) حضرت ابوحمزہ حج کے لیے جاتے ہوئے کنویں میں گر گئے انہوں نے امداد کے لیے کسی مخلوق کو نہیں پکارا۔ (۳) شیخ شبلی نے خاص حالت میں اپنی ڈاڑھی صاف کردی اور مال دریا میں پھینک دیا۔

حصولِ برکت کے لیے سیدی شیخ شبلی علیہ الرحمہ کا واقعہ پیش ہے، ملاحظہ ہو۔

داڑھی شریف صاف کرنے کا واقعہ:۔

بیان کیا جاتا ہے کہ سیدی شیخ شبلی علیہ الرحمہ کا ایک بیٹا فوت ہو گیا تو انہوں نے داڑھی پر چونا لگالیا جس کی وجہ سے داڑھی کے ساتھ مونچھیں بھی غائب ہو گئیں لوگوں نے کہا کہ بیٹے کی وفات پر انہیں صدمہ ہوا ہے۔ ان کی اس حالت پر اعتراض کیا گیا اور کسی نے بھی ان سے تعزیت نہیں کی، کچھ عرصہ کے بعد جب داڑھی کے بال اُگ گئے تو لوگوں نے اس سلسلے میں ان سے سوال کیا۔ انہوں نے کہا مجھے معلوم تھا کہ لوگ میرے پاس آئیں گے، تعزیت کریں گے اور خود غافل ہونے کے باوجود مجھے اللہ تعالیٰ کی یاد دلائیں گے، مجھے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی

عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی حدیث پہنچی ہے کہ جو شخص غافل ہونے کے باوجود کسی کو اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی نظر سے گر جاتا ہے اور اس کی طرف اللہ تعالیٰ کی لعنت متوجہ ہوتی ہے۔ میں نے اپنی داڑھی کی قربانی دے دی تا کہ نہ تو کوئی میرے پاس تعزیت کرے نہ غفلت کے باوجود مجھے اللہ تعالیٰ کی یاد دلائے اور نہ ہی میری وجہ سے کوئی نقصان اٹھائے، میں نے ایسا کام کیا کہ لوگ مجھ سے متنفر ہو گئے۔

سیدی شیخ شبلی کا یہ فعل غلبہ حال اور سکر کی شدت کی بنا پر جنون کی ایک قسم تھا۔ ان کی نیت اگرچہ صحیح تھی، جس میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر شفقت تھی، تاہم ایسا خلاف شریعت کام کرنا جائز نہیں ہے۔ (تحصیل التعرف فی معرفۃ الفقہ والتصوف مترجم ص ۱۷۶، ۱۷۷، مطبوعہ قادریہ لاہور)

اسی قسم سے رقص وغیرہ ہے مثلاً کپڑوں کا پھاڑنا۔ سینوں پر ہاتھ مارنا، زمین پر گر جانا اور لوٹ پوٹ ہونا، جو شخص کسی طرح بھی شریعت کی مخالفت کا ارادہ نہ کرے اور جو کچھ وہ کرے اس کے علاوہ کچھ کرنا اس کے بس میں نہ ہو، بلکہ اس سے غیر اختیاری طور پر افعال سرزد ہوں، اس کی حرکت (رقاصاؤں کی طرح) منضبط نہ ہوں تو وہ معذور ہے، اور معذور پر نہ مواخذہ ہے اور نہ ہی عتاب ہے۔ (ایضاً ص ۱۷۸)

امام اہلسنت کا ارشاد:۔

اعلیٰحضرت امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کے ملفوظات کو گمنام قلمکار نے طعن و تشنیع کا نشانہ بنانے کی ناپاک و ناکام کوشش کی وہ بھی یہ فرمار ہے ہیں۔ ملاحظہ ہو فرماتے ہیں۔" ارشاد" اگر وجد صادق (سچا) ہے اور حال غالب اور عقل مستور اور اس عالم سے دور تو اس پر تو قلم (شرع) ہی جاری نہیں۔ ع ...... کہ سلطان نگیرد خراج از خراب

یعنی بادشاہ تباہ حال لوگوں سے خراج نہیں لیتا۔ (ملفوظات شریفہ حصہ دوم ص۱۲۶ حامد اینڈ کمپنی)

اعلحضرت سے عرض کیا گیا سچے وجد کی کیا پہچان ہے؟ اس پر فرمایا۔ "یہ کہ فرائض وواجبات میں مخل (یعنی رکاوٹ ڈالنے والا) نہ ہو۔ (ملفوظات شریف حصہ دوم ص۲۰۸ حامد اینڈ کمپنی)

عرض کیا گیا کہ "مجذوب کی کیا پہچان ہے؟ فرمایا" سچے مجذوب کی یہ پہچان ہے کہ شریعت مطہرہ کا کبھی مقابلہ نہ کرے گا۔

اس کے بعد سیدی موسیٰ سہاگ علیہ الرحمہ کا وہ والا واقعہ بیان فرمایا جس پر وہابی محرف نے تنقید کی جسارت کی اور اپنی آخرت برباد کرنے کی کوشش کی۔

پھر چونکہ مجذوب سے حالت جذب میں جو حرکات سرزد ہوں ان کی اتباع نہیں کر سکتے لہٰذا اعلحضرت نے سیدی موسیٰ سہاگ علیہ الرحمہ کے واقعہ کے آخر میں شرعی حکم بیان فرمایا کہ۔ "اندھی تقلید کے طور پر ان کے مزار کے بعض مجاوروں کو دیکھا کہ اب تک بالیاں کڑے جوشن پہنتے ہیں یہ گمراہی ہے، صوفی صاحب تحقیق (ہے) اور ان کا مقلد (یعنی اندھی تقلید کرنے والا) زندیق (یعنی بے دین ہے) (ملفوظات اعلحضرت حصہ دوم ص۲۰۸ حامد اینڈ کمپنی لاہور)

اعلحضرت فرماتے ہیں کہ "حضرتِ سید ابوالحسین احمد نوری علیہ الرحمہ پر وجد طاری ہوا تین شبانہ (یعنی تین دن رات) گزر گئے، حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم عصر تھے، کسی نے حضرتِ سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حالت عرض کی فرمایا نماز کا کیا حال ہے؟ عرض کی نمازوں کے وقت ہوشیار ہو جاتے ہیں اور پھر وہی کیفیت طاری ہو جاتی ہے فرمایا الحمد للہ ان کا وجد سچا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ (تذکرۃ الاولیا حصہ دوم ذکر ابوالحسن نوری باب چہل و ششم ص۱۴۲)

احباب نے ملاحظہ فرمایا کہ اعلحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس عمدگی کے ساتھ تصوف کی باریکیاں بیان فرمارہے ہیں اور ساتھ ساتھ شریعت مطہرہ کے احکام بھی بیان کرتے چلے جارہے ہیں اور یہ سبق دینا چاہ رہے ہیں کہ تصوف وطریقت دو الگ الگ راستے نہیں ہیں بلکہ ایک ہی دریا کی دو عظیم نہروں کا نام ہے۔ قسم اللہ کی اعلحضرت امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ کلمات طیبات اگر سونے کی تاروں سے بھی لکھے جائیں جب بھی ان کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔

دوسری طرف انگریزی اہل حدیث سر سید خانی نے اپنی خباثت باطنیہ سے مجبور ہو کر وہ مطالب غلیظہ بیان کیے جن کے متعلق ایک ایمان دار ہرگز سوچ بھی نہیں سکتا، والی اللہ المشکی.

ایک حدیث شریف سے استدلال:۔

جس مغلوب الحال کا اپنے افعال پر قابو نہ ہو اور نہ ہی انہیں منضبط کرنے پر قدرت رکھتا ہو وہ شرعاً معذور ہوتا ہے، اس بات پر استدلال کرتے ہوئے سیدی شیخ زروق علیہ الرحمہ نے یہ حدیث مبارک پیش فرمائی ہے کہ "ایک عورت بے ہوش ہوجایا کرتی تھی، وہ حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی، اور اس نے شکایت کی کہ وہ بے ہوش ہوجاتی ہے اور برہنہ ہوجاتی ہے۔ اس نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے درخواست کی کہ میرے لیے دعا فرمائیں اور مجھے اس مصیبت سے نجات دلائیں۔ یا ایسے ہی کچھ الفاظ کہے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا، اگر تو چاہے تو صبر کر، تو تیرے لیے جنت ہے یا میں تیرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ تجھے شفا عطا فرمائے، وہ عورت راضی ہوگئی کہ اسے جنت منظور ہے۔" رسول اللہ صَلَّی

اللہ تعالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا اس عورت کو صبر کرنے اور اس حالت کے برداشت کرنے کی تلقین کرنا جس میں وہ برہنہ ہو جاتی تھی اس بات کی دلیل ہے کہ بے اختیار شخص کا عذر مقبول ہے، ایک روایت میں آیا ہے کہ نبی کریم صَلّی اللہ تعالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے اس کے لیے دعا فرمائی تو وہ صحت مند ہو گئی۔ واللہ اعلم (تحصیل التعرف فی معرفۃ الفقہ والتصوف مترجم ص ۱۷۸، ۱۷۹)

یہاں سے واضح ہو گیا کہ غیر مقلدین جو اپنے آپ پر اہل حدیث کا لیبل لگائے ہوئے ہیں تا کہ عوام الناس کو اپنے جھانسے میں آسانی سے پھانسا جا سکے۔ ان کا حدیث دانی سے دور دور تک کوئی واسطہ و تعلق نہیں، ورنہ اس طرح کی اولیاء کرام کے حق میں توہین کا ارتکاب ہرگز نہ کرتے۔

احباب متوجہ ہوں، سرسید خانی وہابی قلمکار نے اپنے رسالہ غلیظہ کے ص ۱۳ پر یہ عبارت لکھی کہ موسی سہاگ کو خدا کی بیوی کہہ کر اور ان کی زبانی اللہ کو سہاگ توڑنے کی دھمکی دے کر بارش برسوالی، سوائے اس کے کیا ثابت ہوتا ہے کہ اللہ مجبور محض ہے اور کائنات کی باگ دوڑ سڑکوں پر مارے مارے پھرنے والے زنانہ وضع قطع رکھنے والوں کے ہاتھ میں ہے۔ (ص ۱۳)

سابقاً ہم تفصیل کے ساتھ وہابی کی توہین کرنے کا جواب دے چکے ہیں، یہاں صرف اتنا بتانا مقصود ہے کہ اہل انصاف حضرات خود ملاحظہ کریں کہ آخر الذکر عبارت ''اور کائنات کی باگ دوڑ الخ'' میں کس قدر محبوبان خدا اولیاء کرام کی گستاخی کی گئی ہے؟ اور وہابی قلمکار کی اس عبارت میں کس قدر تکبر کا مظاہرہ ہے۔ شاید وہابی قلمکار اس عبارت کو لکھتے ہوئے اپنی اصلیت کو بھلا بیٹھا تھا۔

آہ......یا ایھا الانسان ما غرک بربک الکریم. (پارہ 30 الانفطار 6)

ترجمہ:۔ اے آدمی تجھے کس چیز نے فریب دیا اپنے کرم والے رب سے۔

سیدی موسیٰ سہاگ کا واقعہ شاہ ولی اللہ کی زبانی:۔

احباب نے ملاحظہ فرمایا کہ ملفوضات اعلیٰ حضرت میں سیدی موسیٰ سہاگ مجذوب علیہ الرحمہ کے ذکر کردہ واقعہ کے ساتھ وہابی قلمکار نے کس قدر تمسخر کیا' اب ہم وہی واقعہ شاہ ولی اللہ صاحب کی زبانی نقل کر دیتے ہیں تا کہ وہابیوں کو اندرون خانہ کا آئینہ دکھایا جائے تو لیجیے ''شاہ ولی اللہ صاحب کے حالات و واقعات اور ملفوظات پر مشتمل کتاب ''القول الجلی فی ذکر آثار الولی'' جو شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ کی تصدیق شدہ ہے اور جس کے مولف ہیں ''مولانا محمد عاشق پھلتی صاحب جو کہ شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ کے خلیفہ تھے'' اس کتاب میں ہے:۔

حضرت موسیٰ سہاگ کا واقعہ:۔

فرمایا کہ احمد آباد سے گزرتے وقت موسیٰ سہاگ کی قبر پر جانا ہوا جو ایک مشہور مجذوب تھے ان کے تمام متبعین عورتوں کی شکل میں تھے اور اس تشبہ میں انہیں کے مقتدی تھے انہوں نے بیان کیا کہ ایک بار احمد آباد میں شدید قحط پڑا اور عوام و خواص نے موسیٰ سہاگ کی طرف رجوع کیا اور وہ پانی کی طلب کرنے (دعا) کے لیے نکلے اور اسی مقام پر جہاں نماز استسقاء پڑھی جاتی تھی اس طرح پر جو ادب کے منافی تھا آسمان کی طرف منہ اٹھایا۔ اور ایک ڈھیلا لے کر آسمان کی طرف مخاطب ہو کر یہ کہا کہ اگر آج بارش نہ ہوئی تو میں یہ لباسِ سہاگ اتار پھینکوں گا اور اس کو اس پتھر سے ریزہ ریزہ کر ڈالوں گا لوگ بیان کرتے تھے کہ اسی دن بارش ہوئی اور لوگوں نے قحط سے نجات پائی۔ (القول الجلی فی ذکر آثار الولی ص ۴۲۸ مسلم کتابوی لاہور)

وہابیوں سے میرا سوال ہے کہ اب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی صاحب اور مولانا محمد عاشق پھلتی صاحب اور ان کی کتاب میں ذکر کردہ واقعہ موسیٰ سہاگ مجذوب کے بارے کیا خیال و جذبات اور تبصرہ ہے؟

سیدی شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ:۔

خیال رہے ہم نے "تحصیل التعرف فی معرفۃ الفقه والتصوف" کا حوالہ اس لیے پیش کیا تا کہ وہابی قلمکار کو اس سے انکار کرنے کی گنجائش نہ رہے کیونکہ گمنام قلمکار کی ٹولی کا مسلّم پیشرو بھوپالی" سیدی شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ کو خراجِ تحسین پیش کر چکا ہے، چنانچہ صدیق حسن بھوپالی لکھتا ہے۔ اعلم ان ادلهندلم یکن بهاعلم الحدیث منذفتحها اهل الاسلام (الی ان قال) حتی من اللّٰه تعالیٰ علی الهندبافاضة لهذا العلم علی بعض علمائها کالشیخ عبدالحق بن سیف الذین الترك الدهلوی المتوفی سنته اثنتین وخمسین والف وامثالهم وهو اوّل من جاء به هذا الاقلیم وافاضه علی مکانه فی احسن تقدیم" (صدیق حسن خان بھوپالی، الحطہ (اسلامی اکادمی لاہور۔ص ۱۶۰)

"جب سے مسلمانوں نے ہندوستان فتح کیا، یہاں علم حدیث کا چرچا نہیں تھا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہندوستان پر احسان فرمایا اور یہ علم وہاں کے علماء کو عطا فرمایا جیسے شیخ محقق عبدالحق ابن سیف الدین ترک دہلوی (متوفی ۱۰۵۲ھ) وغیرہ علماء اور وہ اس علم کو اس خطے میں لانے اور یہاں کے باشندوں میں بہترین طریقوں پر پھیلانے والے پہلے بزرگ ہیں۔" (تحقیق وتنقیدی جائزہ ص ۱۵۷، ۱۵۸ طبع لاہور رضا دارالاشاعت ۲۵ نشتر روڈ)

زندیق ہونے کا ثبوت فراہم کیا:۔

احباب اہلسنت متوجہ ہوں، متذکرہ بالا توضیحات سے یہ بات خوب روشن وعیاں ہوگئی کہ "مجذوب" کی حالت جذب میں سرزد ہونے والے افعال واقوال پر شرعی مواخذہ نہیں ہوتا، اور نہ ہی ایسے امور کی اتباع کرنے کی دیگر لوگوں کو اجازت ہوتی ہے، اور جو کرے گا وہ زندیق ہوگا۔

جب کہ وہابی قلمکار نے سیدی موسی سہاگ علیہ الرحمہ کے حالت جذب میں کہے گئے کلمات سے خدا کے حق میں ایک مرد کو بیوی بنانے، کا فاسد استدلال کیا۔ معاذاللہ صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کو اہلسنت پر اتہام بھی کردیا۔ انا للّٰه وانا الیه راجعون، پتہ چلا وہابی نے حالت جذب میں کہے گئے کلمات سے استدلال فاسد کر کے اپنے آپ کے زندیق ہونے کا ثبوت فراہم کیا جب کہ اتہام لگا کر اپنے ظالم ہونے کا بھی اعتراف کر لیا کیونکہ یہ وضع الشئ فی غیر محلہ کے قبیل سے ہے۔ یہاں سے یہ بھی ظاہر و باہر ہو گیا کہ عقل کا اندھا کون ہے ابلیسی استدلال کرنے والا یا اہلسنت؟

نیز "اولئک کالا نعام بل هم اضل". (پارہ 9 الاعراف 179)

ترجمہ:۔ وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بڑھ کر گمراہ۔

کے صحیح مصداق اہلسنت ہیں یا پھر اولیاء کرام کی گستاخ ٹولی جس سے گمنام قلمکار کا بھی تعلق ہے۔

اعلیٰ حضرت کی قرآن دانی:۔

وہابی قلمکار نے لکھا کہ "کاش اعلحضرت پورے قرآن مجید میں صرف اور صرف سورہ اخلاص کو ہی اگر اخلاص کے ساتھ پڑھ لیتے تو یہ ایک سورۃ بھی ان پر توحید کے دروازے کھول دیتی۔" (ص ۱۴)

جواباً گزارش ہے تم جس ابلیسی توحید کی بات کرتے ہو اس کی چند جھلکیاں ہم ابھی پیش کریں گے، فانتظرہ رھی اعلیٰ حضرت کی قرآن دانی تو کاش وہابی ٹولہ کو تعصب کی عینک اتار کر "کنزالایمان شریف" مکمل نہیں بلکہ فقط "بسم اللّٰہ" کا ترجمہ پڑھنا ہی نصیب ہو جاتا تو دل کے پردے ہٹ جاتے اور محبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جیسی نعمت عظمیٰ حاصل ہو جاتی۔

خاوند کے معنی لغت میں:۔

(راقم کے پاس اس وقت علمی اردو لغت (جامع) موجود ہے۔ جس کے صفحہ نمبر ۶۶۶ پر لفظ "خاوند" کے متعلق یہ لکھا ہوا ہے کہ "خداوند کا مخفف" (۱) مالک، آقا (۲) شوہر، ملاحظہ ہو (علمی اردو لغت، علمی کتاب خانہ کبیر، اسٹریٹ اردو بازار لاہور) یہاں سے واضح ہو گیا کہ "خاوند" خداوند کا مخفف ہے، اور "خداوند" کا لفظ اللّٰہ جل شانہ کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے، جیسا کہ فارسی دان حضرات سے مخفی نہیں، اور اس کا معنی (۱) مالک، آقا (۲) شوہر کے ہیں اب ہم سیدی موسیٰ سہاگ علیہ الرحمہ کا وہ کلام جو حالت جذب میں آپ کی زبان پر جاری ہوا، اس کو ملاحظہ کرتے ہیں تاکہ لغت کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں معنی متعین کرنے میں آسانی ہو۔ "اعلحضرت فرماتے ہیں۔ جب جماعت قائم ہوئی اور امام نے تکبیر تحریمہ کہی، اللہ اکبر، سنتے ہی ان کی حالت بدلی اور فرمایا۔ اللہ اکبر میرا خاوند حی لایموت ہے کہ کبھی نہ مرے گا۔ (ملفوظات)

احباب غور فرمائیں کہ! سیدی موسیٰ سہاگ علیہ الرحمہ نے لفظ خاوند کے ساتھ صفت "حی لایموت" استعمال فرمائی جس سے یہ معنی متعین ہو گیا کہ آپ اس جگہ لفظ خاوند سے مراد

مالک و آقا لے رہے ہیں نا کہ شوہر، نیز شوہر و بیوی میں ہم جنسیت ہوتی ہے، اور سیدی موسیٰ سہاگ سمیت ہم سب مخلوق ہیں اللہ ہمارا خالق ہے اللہ تعالیٰ جنس وغیرہ وہ اوصاف کہ جو شائبہ نقص رکھتے ہیں ان سے بھی پاک ہے، اب سیدی موسیٰ سہاگ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام کا یہ معنی ہوا کہ "میرا مالک میرا آقا اللہ جل شانہ آپ زندہ ہے اس پر موت طاری نہیں ہو سکتی۔

سُبْحَانَ اللّٰہ۔ سیدی موسیٰ سہاگ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حالتِ جذب میں بھی رمز والی بات ارشاد فرمائی کہ میں تو ایسے مالک کا بندہ ہوں ایسے آقا بے نیاز کا پروردہ ہوں کہ وہ آپ زندہ ہے اور مخلوق اس کے زندہ کرنے سے زندہ ہے۔ جس پر موت نہیں آ سکتی، باقی دنیاوی آقاؤں پر موت طاری ہوتی ہے۔ سبحان اللہ، اب یہ آیت پڑھیں۔

کل من علیھا فان ویبقی وجه ربک ذوالجلال والاکرام. (پارہ 27، الرحمٰن 26،27)

ترجمہ:۔ زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات عظمت اور بزرگی والا۔

"اور وہابی قلمکار سے پوچھئے کیا سیدی موسیٰ سہاگ علیہ الرحمہ نے حالت جذب میں بھی قرآنی حکم کی ترجمانی نہیں فرمائی۔؟

مگر یہ رمزیں وہابیوں کو کہاں نصیب؟ جن کی رٹ ہی شرک و بدعت ہے اور بس۔

اسی طرح کلام کے اگلے حصے کو بھی سمجھ لو کہ "یہ مجھے بیوہ کیئے دیتے ہیں۔"

یعنی بیوہ تو وہ ہو جو کسی دنیاوی مالک و آقا سے لو لگائے اور وہ آقا وہ مالک داغ فرقت دے کر چل بسے اور میں نے لو کسی دنیاوی مالک و آقا سے نہیں لگائی ارے میری لو اور تعلق تو دو جہانوں کو پیدا کرنے والی ذات سے ہے اور وہ ذات باقی ہے لہذا میں بھی باقی باللہ ہو گیا

ہوں۔ کیونکہ جو اپنے آپ کو فنا کر دیتے ہیں ان کو ہمیشہ ہمیشہ کی بقا مل جاتی ہے۔

وہابیوں کی خودساختہ توحید:۔

(۱) اللہ تعالیٰ کو غیب کا علم ہر وقت نہیں ہوتا بلکہ جب چاہتا ہے غیب کی بات دریافت کر لیتا ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۲۹) (۲) ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا (نبی ہو یا ولی) وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۲۵) (۳) رسول اللہ کو غیب کی کیا خبر۔ (تقویۃ الایمان ص ۷۵) (۴) رسولِ خدا مر کر مٹی میں مل گئے۔ (تقویۃ الایمان ص ۷۹) (۵) رسول اللہ کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ (تقویۃ الایمان ص ۱۹) (٦) اللہ کے سوا کسی کو نہ مان۔ (تقویۃ الایمان ص ۲۸) (۷) سب انبیاء اور اولیاء اللہ کے سامنے ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ (تقویۃ الایمان ص ۳۳) (۸) جن کے دل میں تھوڑا سا بھی ایمان تھا مر گئے اور اب کوئی مسلمان باقی نہ رہا۔ (تقویۃ الایمان ص ۲٦) (۹) اپنی اولاد کا نام عبد النبی، امام بخش، علی بخش، حسین بخش، پیر بخش، غلام محی الدین۔ غلام معین الدین رکھنا شرک ہے۔ (ایضاً ص ۱۹) (۱۰) رسول اللہ کا نماز میں خیال لانا اپنے بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے برا ہے۔ (صراط مستقیم ص ۹۷ مترجم اردو)

(۱۱) انبیاء اور اولیاء سب ہمارے بڑے بھائی کی طرح ہیں۔ (تقویۃ الایمان ص ۷۸)

احباب آپ نے ملاحظہ کیا وہابیوں کی توحید کی چند جھلکیاں جس پر ان کو بڑا ناز ہے، ان کفریہ عبارتوں کو جسے یہ لوگ توحید قرار دیتے ہیں، سن کر کلیجہ منہ کو آتا ہے روح کانپنے لگتی ہے کہ ان لوگوں نے اللہ اور اس کے محبوبین کی گستاخیوں کو توحید قرار دے دیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون.

وہابیوں کی توحید قرآن وحدیث کے مقابلے میں:۔

(۱) وہابی نے لکھا: کہ اللہ جھوٹ بول سکتا ہے۔" جب کہ قرآن یہ فرماتا ہے:۔

سبحان ربک رب العزة عما یصفون. (پارہ 23 الصفت 180)

ترجمہ: تمہارا رب عزت والا رب ان تمام باتوں سے پاک ہے جو یہ بیان کرتے ہیں۔

(۲) وہابی کہتا ہے کہ اللہ کو غیب کا علم ہر وقت نہیں ہوتا۔ الخ۔ جب کہ قرآن فرماتا ہے

عالم الغیب والشهادة هو الرحمن الرحیم. (پارہ 28 الحشر 22)

ترجمہ:۔ وہ ہر چھپی اور ظاہر چیز جاننے والا ہے وہی بے حد مہربان بہت رحم والا ہے۔

(۳) وہابی نے " نبی ولی کو اللہ کے سامنے چمار سے بھی زیادہ ذلیل لکھا۔ جب کہ قرآن کا اعلان ہے: **وَلِلّٰہِ العزة ولرسوله وللمؤمنین ولکن المنافقین لا یعلمون** (پارہ 28 المنفقون 8) ترجمہ:۔ عزت تو اللہ کے لیے اور اس کے رسول کے لیے اور ایمان والوں کے لیے ہی ہے۔ لیکن منافق نہیں جانتے۔

(۴) وہابی کہتا ہے: کہ رسول اللہ کو غیب کی کیا خبر" جب کہ قرآن کہتا ہے: **وما هو علی الغیب بضنین.** (پارہ 30 التکویر 24) ترجمہ:۔ اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

(۵) وہابی کہتا ہے کہ "رسول اللہ مر کر مٹی میں مل گئے" جب کہ حدیث شریف میں یہ اعلان فرما رہی ہے۔ **ان اللّٰہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللّٰہ حی یرزق** " بے شک اللہ نے زمین پر انبیاء کرام کے جسموں کو کھانا حرام فرما دیا ہے لہٰذا اللہ کا نبی زندہ ہے اس کو رزق دیا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ ۲/ ۲۹۱ کتاب الجنائز باب ذکر وفاتہ ودفنہ ﷺ رقم: ۱٦۳۷)

(٦) وہابی یہ کہتا ہے کہ "اللہ کو مان اس کے سوا کسی نہ مان" جب کہ قرآن کہتا ہے:۔

کل اٰمن باللہ و ملا ئکتہ و کتبہ ورسلہ.(پارہ3 البقرہ285)

(۷)وہابی یہ کہتا ہے کہ انبیاء واولیاء ہمارے بڑے بھائی کی طرح ہے، جب کہ حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں" ایکم مثلی" تم میں میری مثل کون ہے؟ یعنی کوئی نہیں۔

(۸)وہابی کہتا ہے کہ" رسول اللہ کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا" جب کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اگر میں چاہوں تو یہ پہاڑ میرے ساتھ سونے کے بن کر چلیں۔"

(۹)وہابی نے یہ کہا کہ" سب انبیاء واولیاء اللہ کے سامنے ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں، جب کہ قرآن یہ کہتا ہے:۔ تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض منھم من کلم اللہ ورفع بعضھم درجات.(پارہ3 البقرہ253)

(۱۰)وہابی نے یہ لکھا کہ رسول اللہ کا نماز میں خیال لانا اپنے بیل اور گدھے الخ معاذ اللہ جب کہ حدیث یہ فرماتی ہے صلوا کما رائیتمونی اصلی ترجمہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ویسے ہی نماز پڑھو جیسے مجھے نماز پڑھتے دیکھو۔ (مشکوٰۃ ۱/۱۳۳ کتاب الصلوات باب تاخیر الاذان ۶۸۳)

اب اہل انصاف حضرات سے میری اس بات کا ایمانداری کے ساتھ جواب دیں کہ کیا وہابیوں نے جس بات کو توحید قرار دیا وہ واقعی توحید ہے یا پھر کفر اللہ تعالیٰ، انبیاء کرام اور اس کے اولیاء کرام کی توہین وگستاخی؟

(۱)ان کفریات کے ہوتے ہوئے کیا وہابی اپنے آپ کو مسلمان کہلانے کے حق دار ہیں؟

(۲) کیا صحابہ کرام وآئمہ محدثین کے یہی عقائد تھے۔

(۳)ان گمراہ کن وکفریہ عقائد کے ہوتے ہوئے بھی وہابیوں کو اہل حدیث کہا جائے گا؟

(۴) کیا قرآن وحدیث کے انکار کا نام توحید ہے؟

(۵)سچ تو یہ ہے کہ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَأَنسَاهُمْ ذِكْرَ اللَّهِ أُولَٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ O(پ۲۸ سورہ المجادلہ آیت ۱۹)

شیطان نے ان پر غلبہ پالیا تو انہیں اللہ کی یاد بھلادی وہ شیطان کا ٹولہ ہیں خبردار بے شک شیطان ہی کا ٹولہ نقصان اٹھانے والا ہے۔

(۷)واضح رہے حضور نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم اور صحابہ کرام کو ذلیل رئیس المنافقین عبداللہ ابن ابی نے کہا تھا چنانچہ قرآن پاک پارہ ۲۸ المنافقون ۸ میں ہے:۔

يَقُولُونَ لَئِن رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ

منافق (عبداللہ ابن ابی وغیرہ) کہتے ہیں قسم ہے اگر ہم اس (غزوہ بنی مصطلق کے سفر سے) مدینہ کی طرف لوٹ کر گئے تو جو بڑی عزت والا ہے(یعنی وہ خود) مدینے سے اسے ضرور نکال دے گا جو بڑا ذلیل ہے۔(یعنی نبی صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم اور ایمان والوں کو)۔

اس کے بعد احباب اہلسنت نتیجہ خود ہی اخذ فرمالیں کہ وہابیوں کے گروہ نے گستاخانہ عبارتیں لکھ کر اپنے آپ کو کیا ثابت کیا ہے، نیز قتیل بالاکوٹ کے پیروکار اہل حدیث ہوئے یا پھر قرآن وحدیث سے انکاری ہو کر رئیس المبتدعین کی اندھی تقلید میں منافقین......؟

مسلمانوں کا عقیدہ:۔

سر سید خانی گمنام قلمکار نے ص ۱۵ پر ملفوظات اعلیٰ حضرت سے یہ عبارت نقل کی کہ" سیدی محمد بن عبدالباقی فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش

کی جاتی ہیں اور وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں۔ (ملفوظات) اس کے بعد گمنام قلمکار لکھتا ہے کہ ''العیاذ باللہ کیا یہ عقیدہ کسی مسلمان کا ہوسکتا ہے؟ قطعاً نہیں لیکن اھل پاکستان دیکھ لیں کہ ہمارے اپنے ملک میں سلیمان رشدی موجود ہے لیکن ہم صرف برطانوی رشدی کا ڈھنڈورہ پیٹ رہے ہیں۔ (ص ۱۵)

جواباً گزارش ہے کہ برطانوی سلمان رشدی کا پردہ چاک کرنے سے تمہیں موت اس وجہ سے آتی ہے کہ تم خود انگریزوں کے نذرانے پر پلنے والے ہو نیز انگریزوں کی نیابت میں مسلمانوں کے عقائد میں زہر گھول رہے ہو جس کا وبال بھی تمہارے اوپر پڑے گا۔

اور رہی مسلمانوں کے عقیدہ کی بات تو یقیناً مسلمانوں کا یہی عقیدہ ہے کہ نبی زندہ ہوتے ہیں، انبیاء کو صرف ایک لحظہ کے لیے وعدہ الٰہیہ پورا ہونے کے لیے موت طاری ہوتی ہے پھر وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حیات حقیقی حسی، دنیاوی کے ساتھ زندہ ہوتے ہیں۔

(۱) حضرتِ ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے جسموں کو کھانا حرام فرمایا ہے پس اللہ تعالیٰ کا نبی زندہ ہے اسے رزق دیا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ ص ۱۱۸ کتاب الجنائز باب ذکر وفاتہ ودفنہ ﷺ رقم: ۱۶۳۷)

(۲) حضرتِ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ''مررت علی موسٰی لیلۃ اسری بی عند کثیب الاحمر وھو قائم یصلی قبرہ'' شب معراج سرخ ٹیلے کے پاس میرا حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزر ہوا وہ اپنی قبر (مبارک) میں کھڑے نماز ادا فرمارہے تھے۔ (مسلم شریف رشیدیہ دہلی ج ۲ ص ۲۶۸)

(۳) امام ابومحمد عبدالرحمٰن دارمی راوی ہیں کہ حضرتِ سعید بن عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ واقعہ حرہ کے دنوں میں تین دن مسجد نبوی شریف میں نہ تو اذان کہی گئی اور نہ تکبیر، حضرتِ سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو اجلہ تابعین میں سے ہیں) مسجد نبوی میں تھے: وکان لا یعرف وقت الصلوۃ الا بھمھمۃ یسمعھا من قبر النبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ''انہیں نماز کا وقت صرف اس دھیمی آواز سے معلوم ہوتا تھا جو انہیں حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مزار پر انوار سے سنائی دیتی تھی۔ (دارمی ۱/۴۴، مشکوۃ ۳/۴۰۰ کتاب احوال القیامۃ وبدء الخلق فصل ثانی رقم: ۵۹۵۱)

(۴) امام المفسرین فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں۔ حضرتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک کرامت یہ ہے کہ جب آپ کا جنازہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ اقدس کے دروازے پر حاضر کیا گیا اور عرض کیا گیا ''السلام علیک یارسول اللہ'' یہ ابوبکر دروازے پر حاضر ہیں، تو دروازہ کھل گیا، اور قبر اطہر سے آواز آئی، کہ حبیب کو حبیب کے پاس لے آؤ۔''

الفاظ ملاحظہ ہوں ''فاما ابوبکر فمن کراماتہ انہ لما حملت جنازتہ الی باب قبر النبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ونودی السلام علیک یارسول اللہ ھذا ابوبکر بالباب قد الفتح واذا بھاتف یھتف من القبر ' ادخلو الحبیب الی الحبیب'' (تفسیر کبیر ج ۲۱ ص ۸۷ مصر الامام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ)

دراصل بات یہ تھی کہ وہابیوں کے نزدیک ''نبی مرکر مٹی میں مل جاتا ہے'' معاذ اللہ جیسا کہ ان کے گرو نے لکھا اور وہابی یہودیوں کی طرح اپنے گرو کے اندھے مقلد ہیں، اور مسلمانوں کا وہ عقیدہ ہے جو کئی احادیث طیبات سے آشکارا ہے اور علماء اسلام نے اس کی

ترجمانی فرمائی خاص طور پر امام جلال الدین سیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز علامہ سید محمد بن عبدالباقی وغیرہ زعماء اسلام نے اور اعلیٰ حضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے تمام بدمذہبوں کا پردہ چاک فرمایا لہٰذا تمام وہابی دیوبندی اپنے بغض کی بھڑاس اعلیٰ حضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ پر نکالتے ہیں احباب اہلسنت متوجہ ہوں، علامہ قسطلانی جن کا نام مبارک یوں ہے حافظ شہاب الدین ابوالعباس احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبدالملک بن احمد بن محمد بن حسین بن علی قسطلانی مصری شافعی علیہ الرحمہ امام علامہ، حجت، فقیہ ہیں آپ نے اپنی کتاب ''المواہب اللدنیہ'' میں یہ عبارت لکھی کہ''

ونقل السبکی فی طبقاته عن ابن فورک انه قال انه علیه السلام حی فی قبره رسول الله ابر الاباد علی الحقیقة لا المجاز

یعنی امام سبکی نے اپنی کتاب طبقات میں ابن فورک سے نقل فرمایا کہ آپ نے فرمایا: بے شک حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں، اور آپ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اللہ کے رسول ہیں اور یہ بات حقیقۃً ہے نا کہ مجازاً۔

اس پر علامہ زرقانی نے شرح میں لکھا ''الی فی جمیع الازمنة، الصادق بما بعد موته الی قیام الساعة '' یعنی تمام زمانوں میں اور یہ صادق ہے آپ کی وفات مبارک کے بعد قیامت کے قائم ہونے تک، آگے لکھتے ہیں ''لحیاته فی قبره یصلی فیه باذان وقامة'' کیونکہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم زندہ ہیں اپنی قبر اطہر میں اس میں نماز ادا فرماتے ہیں اذان واقامت کے ساتھ نیز لکھتے ہیں۔'' قال ابن عقیل الحنبلی

ویضاجع ازواجه ویستمتع بهن اکمل من الدنیا وحلف ذلک و هو ظاهر ولا مانع منه'' یعنی ابن عقیل حنبلی نے فرمایا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنی ازواج پاک سے مضاجعت فرماتے ہیں اور دنیا سے بدرجہ اکمل ان سے استمتاع فرماتے ہیں۔ اور یہ بات انہوں نے حلفیہ فرمائی، اور یہی ظاہر اور اس سے کوئی مانع بھی نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو۔

(شرح العلامة الزرقانی المتوفی ۱۱۲۲ھ علی المواهب اللدنیه بالمنح المحمدیه للعلامة القسطلانی المتوفی ۹۲۲ھ دار الکتب العلمیه بیروت ج ۸ ص ۳۵۸، النوع الثالث وفی صفه تعالیٰ له بالشهادة وشهادة له بالرسالة)

علامہ زرقانی علیہ الرحمہ:۔

آپ کا نام محمد بن عبدالباقی بن یوسف بن احمد بن علوان مصری ازھری مالکی ہے آپ امام ہیں، محدث ہیں فقیہ ہیں علامہ ہیں، علامہ زرکلی نے فرمایا کہ آپ دیار مصریہ میں خاتمۃ المحدثین ہیں۔ جائے ولادت ووفات قاہرہ ہے، کحالہ نے کہا کہ آپ محدث ہیں فقیہ ہیں اصولی ہیں۔

آپ کی تالیفات:۔

(۱) موطا امام مالک کی شرح جس کا نام کحالہ نے یہ ذکر کیا ''ابھج المسالک بشرح موطا الامام مالک (۲) المواہب اللدنیہ کی شرح، اس کا نام کحالہ نے یہ ذکر کیا،

''اشراق مصابیح السیرة المحمدیة بمزج اسرار المواهب اللدنیه''

اس مبارک کتاب میں سرکارِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سیرت پاک، صفات مبارکہ، شمائل مصطفیٰ کے متعلق اکثر احادیث مرویہ جمع کردی گئی ہیں۔

خیال رہے اسی کتاب کی عبارت ہے جس کی ترجمانی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت الشاہ امام

احمد رضا خان علیہ الرحمہ کے ملفوظات شریفہ میں ہے جس پر وہابی قلمکار نے طعن و تشنیع کر کے اپنی گندی ذہنیت کا اظہار کیا و الی اللّٰہ المشتکی.

(۳) شرح منظومہ بیقونیہ:۔

احباب نے غور فرمایا کیسے دو عظیم الشان اماموں کی بابرکت کتابوں، جن کی ترجمانی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کے ملفوظات میں ہے، وہابی نے تمسخرہ کیا اور اپنی آخرت خراب کرلی کیونکہ ان آئمہ نے حیات انبیاء والا عقیدہ اپنی طرف سے اختراع نہیں کیا بلکہ صریح احادیث مبارکہ سے بیان فرمایا۔

تعجب ہے وھابیوں کی خرابی عقل پر کہ ان لوگوں نے صراطِ مستقیم جس کو قرآن مبارک نے یوں بیان فرمایا "صراطِ الذین انعمت علیھم" سے عدول کیا، احادیث مبارکہ کو پس پشت ڈالا اس کے باوجود اپنے آپ کو اھل حدیث کہتے ہیں۔

ان لوگوں نے "اتبعوا السواد الاعظم" بڑے گروہ کی پیروی کرو (مشکوٰۃ ۱/۵۵ کتاب الایمان باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ فصل ثانی رقم ۱۷۴) سے اعتزال کر کے "فمن شذ شذ فی النار" جو الگ ہوا وہ الگ ہی آگ میں جائے گا۔

والا طریقہ اختیار کرلیا، اس کے باوجود اپنے آپ کو توحیدی اور پوری دنیا کے مسلمانوں کو مشرک قرار دیتے ہیں یہ ہے ایک تو چوری اوپر سے سینہ زوری۔

مجھے بڑے افسوس سے لکھنا پڑھ رہا ہے کہ بغض و عناد میں وہابیوں نے وہ مقدس تعلقات جن کو قرآن پاک نے "ھن لباس لکم وانتم لباس لھن". (پارہ 1 البقرہ 187)

ترجمہ:۔ وہ تمہارے لباس ہیں اور تم ان کے لباس۔

سے تعبیر فرمایا ان سے بھی تمسخر کرنے کی کوئی کسر نہیں چھوڑی پھ مسخرہ پن بھی کن ذوات قدسیہ کے ساتھ۔ اللّٰہ اکبر جن کو قرآن نے فرمایا:

النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ (پارہ ۲۱ الاحزاب آیت ۶)

ترجمہ: یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں

دعوتِ فکر:۔

مسلمانو! سوچو کیا ایسے لوگ، جو سرکار دو عالم صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اور ان کی ازواج پاک جو مومنوں کی مائیں ہیں، کے مقدس تعلقات پر طعن کریں مسلمان کہلانے کے حق دار ہیں؟

عرب شیوخ کی شب باشی کا انتظام:۔

غیر مقلدین وہابیہ کا ہفت روزہ ترجمان "الاسلام" لاہور اپنے مہمان نجدی شیوخ کے متعلق لکھتا ہے کہ "عرب شیوخ کی شب باشی کا انتظام ملتان روڈ پر کیا گیا تھا۔" (ہفت روزہ الاسلام لاہور ۱۳ ربیع الاول سن ۱۴۰۴ھ) راقم اس عبارت پر تبصرہ نہیں کرنا چاہتا۔ البتہ اتنا ضرور پوچھنا چاہتا ہے کہ وہابیوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کا راز تو کہیں ہفت روزہ الاسلام نے فاش نہیں کردیا؟ آپ ہی اپنی اداؤں پر ذرا غور کریں، ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی۔

حقہ پینے کا حکم شرعی:۔

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا قادری فرماتے ہیں کہ "حق یہ ہے کہ معمولی

حقہ جس طرح تمام دنیا کے عامہ بلاد کے عوام وخواص یہاں تک کہ علماء وعظمائے حرمین شریفین زادھما اللہ شرفاو تکریما میں رائج ہے، شرعاً مباح وجائز ہے، جس کی ممانعت پر شرع مطہر سے اصلاً دلیل نہیں۔(احکام شریعت مطبوعہ کراچی ص ۲۵۶)

اس کے بعد علامہ سید احمد حموی علامہ نابلسی، علامہ الدین دمشقی، علامہ طحطاوی اور شامی کے ارشادات نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں "الحاصل معمولی حقہ کے حق میں تحقیق یہی ہے کہ وہ جائز ومباح و صرف مکروہ تنزیہی ہے، یعنی جو نہیں پیتے بہت اچھا کرتے ہیں، جو پیتے ہیں کچھ برا نہیں کرتے۔

البتہ وہ حقہ جو بعض جہال بعض بلاد ھند ماہ رمضان المبارک شریف میں وقت افطار پیتے ہیں، اور دم لگاتے اور حواس ودماغ میں فتور لاتے ہیں اور دیدۂ ودل کی عجب حالت بناتے ہیں، بے شک ممنوع وناجائز وگناہ ہے، اور وہ بھی معاذ اللہ ماہِ مبارک میں (احکام شریعت ص ۲۶۵)

علامہ عبدالغنی نابلسی فرماتے ہیں "ولهذا يظهران شرب التتن ليس بحرام كما يزعمه بعضهم بالقياس على اكل الثوم بجامع الخبث......الخ

ترجمہ: اس تقریر سے ظاہر ہوگیا کہ تمباکو نوشی حرام نہیں ہے، جیسا کہ بعض علماء نے خبث کو علتِ مشترکہ قرار دیتے ہوئے لہسن پر قیاس کرکے کہا ہے۔(اوّل تو یہ خبث اور قیاس مسلم ہی نہیں ہے) اور اگر تسلیم بھی کرلیں تو جب کہ لہسن کا کھانا حرام نہیں ہے۔ تو تمباکو نوشی بھی حرام نہ ہوگی، اگر مسجد وغیرہ میں مجتمع افراد کو تمباکو کی بو پسند نہ ہو، تو یہ بو لہسن اور پیاز کی بو کی طرح ہوگی اور اگر انہیں ناپسند نہ ہو تو یہ بو لہسن اور پیاز کی بو کی طرح بھی نہ ہوگی، آج لوگوں کی اکثریت، علماء وعوام کی مجالس میں عموماً تمباکو نوشی کرتی ہے اور اس کی بو کو ناپسند نہیں کیا جاتا۔ ہاں بہت کم

لوگ اس بو کو ناپسند کرتے ہیں جو خود تمباکو استعمال نہیں کرتے۔ لہذا تمباکو، پیاز اور لہسن کی طرح نہ ہوگا کیونکہ۔ پیاز، اور لہسن کی بو کو اکثر لوگ ناپسند کرتے ہیں۔ جب کہ تمباکو کی بو کو اکثریت ناپسند نہیں کرتی۔ لہذا یہ قیاس درست نہ ہوگا۔" (الحدیقۃ الندیہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ج۱ ص۵۹۶ عبارت کا ترجمہ شرف ملت صاحب کا ہے۔ (تحقیقی وتنقیدی جائزہ سے ماخوذ ص۱۷۹ تا ۱۸۰ مطبوعہ رضا دار الاشاعت لاہور)

علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ طویل بحث کے بعد فرماتے ہیں کہ "تمباکو نوشی کی حرمت ثابت کرنا دشوار ہے، اس دعوے کا کوئی امدادی نہیں ملے گا، ہاں اگر کچھ طبیعتوں کو نقصان دے تو اس کے لیے حرام ہے اور اگر کسی شخص کو فائدہ دے اور وہ بطور دوا استعمال کرے تو اس کے لیے پسندیدہ ہے اور اگر نہ فائدہ دے اور نہ نقصان (تو مباح ہے)

(تنقیح الفتاوی الحامدیہ ج۲ ص۳۶۶ مطبع عبد الغفار قندھار تحقیقی وتنقیدی جائزہ ص۱۸۰)

علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ طویل بحث کے بعد فرماتے ہیں کہ "تمباکو نوشی کی حرمت ثابت کرنا دشوار ہے، اس دعوے کا کوئی امدادی نہیں ملے گا، ہاں اگر کچھ طبیعتوں کو نقصان دے تو اس کے لیے حرام ہے اور اگر کسی شخص کو فائدہ دے اور وہ بطور دوا استعمال کرے تو اس کے لیے پسندیدہ ہے اور اگر نہ فائدہ دے اور نہ نقصان (تو مباح ہے)

(تنقیح الفتاوی الحامدیہ ج۲ ص۳۶۶ تحقیقی وتنقیدی جائزہ ص۱۸۰ مطبوعہ رضا دار الاشاعت لاہور)

یہاں سے واضح ہوگیا کہ گمنام قلمکار نے اپنے رسالہ کے ص ۱۶ پر تمباکو نوشی کو جو مطلقا حرام لکھا ہے سراسر شریعت مطہرہ پر افتراء کیا ہے اور شیطان کو راضی کرنے والی بات کی ہے اس سے یہ بھی عیاں ہوگیا کہ سیاہ بخت کون ہیں ہم یا غیر مقلدین؟ نیز بدعتی کا منظر کس نے پیش کیا اہلسنت نے یا پھر سرسید خانی گمنام قلمکار نے؟ نیز شیطان کو کس نے راضی کیا امام اہلسنت و

آئمہ دین نے کہ جنہوں نے شریعت مطہرہ کا حکم بیان فرمایا یا پھر گمنام قلمکار نے جس نے شرع پر جھوٹ باندھ کر مطلقاً یہ لکھا کہ تمبا کونوشی ویسے بھی ایک حرام ہے۔ (رسالہ غلیظہ ص ۱۶)

اب آیئے ملفوظات شریفہ کی وہ عبارات جس سے وہابی نے ایک ناپاک تاثر دینا چاہا ہم نقل کرتے ہیں، چنانچہ اعلحضرت الشاہ امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ بسم اللہ شریف کے فوائد بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ "اور بفضلہٖ تعالیٰ میں شیطان کو بھوکا ہی مارتا ہوں،

یہاں تک کہ پان کھاتے وقت بسم اللہ اور چھالیہ ڈالی تو بسم اللہ شریف...... ہاں حقہ پیتے وقت نہیں پڑھتا۔ طحطاوی میں اس سے ممانعت لکھی ہے، وہ خبیث اگر اس میں شریک ہوتا ہو تو ضرر ہی پاتا ہوگا کہ عمر بھر کا بھوکا پیاسا۔ اس پر دھوئیں سے کلیجہ جلنا، بھوک پیاس میں حقہ بہت برا معلوم ہوتا ہے۔ (ملفوظات شریفہ مطبوعہ لاہور ص ۲۲۱) احباب غور فرمائیں کہ اس عبارت کا ایک ایک جملہ شیطان کی دشمنی اور عداوت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

جائے تعجب ہے گمنام قلمکار نے اسی واقعہ کو اس انداز میں پیش کیا کہ جیسے شیطان کے ساتھ دوستانہ ہو۔ ملاحظہ ہو وہابی لکھتا ہے کہ حقے میں بسم اللہ اس لیے نہیں پڑھتا تھا تا کہ شیطان میرے ساتھ شریک ہو اور میں دھوئیں سے اس کا کلیجہ جلاؤں، حالانکہ حدیث شریف میں آتا ہے کل منکر و مفطر حرام کے تحت تمبا کونوشی ویسے بھی ایک حرام فعل ہے، پھر اس میں شیطان کی شراکت سونے پر سہاگہ ہے، کیوں نہ ہو اعلحضرت اپنے دوستوں اور رفیقوں کے قدردان تھے، اس قسم کی محفلوں اور مجلسوں میں اپنے خاص دوستوں کو نظر انداز کرنا بھی تو قرین وفانہ تھا۔ (رسالہ غلیظہ ص ۱۶)

انا للہ و انا الیہ راجعون اس کو کہتے ہیں قلم کی حرمت کے تقدس کو پامال کرنا۔

اور اس طرح کی تحریف معنوی وہابیوں کو یہودیوں سے ورثہ میں ملی ہے، وہابیوں کو اس طرح کی ہیر پھیر کرتے ہوئے شرم بھی نہیں آتی۔ اذا لم تستحی فاصنع ما شئت. (بخاری ۱/۴۹۵ کتاب الانبیاء)

؎ بے حیا باش ہر چہ خواہی کن

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خاں قادری برکاتی علیہ الرحمہ نے چونکہ شیطان سے اپنی دشمنی کا اظہار فرمایا اور وہابیوں کو تو شیطان سے قلبی لگاؤ ہے جا بجا اس کے اشاروں پر ناچتے ہیں اور دوست کا دشمن بھی دشمن ہوتا ہے اس لیے گمنام قلمکار نے اپنی شیطان سے دوستی کو وفا کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں اس طرح کی بکواسات کیں۔ جو اپنی مثال آپ ہیں۔

احباب غور فرمائیں! اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حقہ پیتے وقت بسم اللہ شریف نہ پڑھنے کی وجہ خود ارشاد فرمائی کہ علامہ طحطاوی نے اس سے ممانعت لکھی ہے، یعنی اعلحضرت ایک فقہی حکم پر عمل فرما رہے ہیں جس کو وہابی نے شیطان دوستی سے تعبیر کیا یوں اپنی فقہ سے دشمنی کا اظہار کر کے اپنی آخرت برباد کرنے کی کامیاب کوشش کی۔

احباب! اعلیٰ حضرت کے ملفوظ شریف پر آپ ایک بار پھر غور فرمائیں تا کہ حقیقت بالکل آشکارا ہو جائے چنانچہ آپ فرماتے ہیں "وہ خبیث اگر اس میں شریک ہوتا ہو تو......"

قارئین نے ملاحظہ کیا کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خاں قادری برکاتی علیہ الرحمہ نے یہ بات بر سبیل فرض ارشاد فرمائی یعنی فرض کرو کہ اگر وہ خبیث اس میں شریک

ہوتا ہوتو الخ...... یعنی اوّلاتو وہ شریک ہی نہیں ہوتا بر سبیل فرض شریک ہونے کی صورت میں اپنا کلیجہ جلاتا ہوگا۔ احباب کو یہ تو یاد ہی ہوگا کہ محبوبان الہیہ پر شیطان کا قابو نہیں چلتا جس کا اس نے خود اقرار کیا چنانچہ قرآن فرماتا ہے۔

قَالَ رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ O إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ. (پارہ۱۴ الحجر آیت ۳۹، ۴۰)

ترجمہ: بولا اے رب میرے قسم اس کی کہ تو نے مجھے گمراہ کیا میں انہیں زمین میں بھلاوے دوں گا، اور ضرور میں ان سب کو بے راہ کروں گا۔ مگر جو ان میں تیرے چنے ہوئے بندے ہیں۔

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِينَ O (پ۱۴ آیت ۴۲ الحجر)

ترجمہ: بے شک میرے بندوں پر تیرا کچھ قابو نہیں سوا ان گمراہوں کے جو تیرا ساتھ دیں۔

اور اعلیٰ حضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت وولایت کو عرب وعجم کے بڑے بڑے علماء اسلام نے تسلیم فرمایا پتہ چلا بمقتضائے ارشاد باری تعالیٰ کہ اس کے بندوں پر شیطان کا قابو نہیں اعلحضرت پر شیطان کا قابو ہرگز نہیں ہوسکتا، تو پھر وہ آپ کے ساتھ شریک کیونکر ہوگا۔

جبھی تو اعلیٰ حضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمارہے ہیں کہ: ''عمر بھر کا بھوکا پیاسا'' یعنی بچپن ہی سے آپ پر شیطان بے قابو ہے کیونکہ آپ ہر کام کی ابتداء میں بسم اللہ پڑھتے رہے ہیں، سنت رسول پر عمل پیرا رہے ہیں کوئی قدم خلاف سنت نہیں اٹھا۔

یہ بھی خیال رہے کہ اعلیٰ حضرت یہ بطور عجز وانکساری کے ارشاد فرمارہے ہیں کیونکہ اللہ کے نیک بندے تکبر نہیں کرتے:

وعباد الرحمن الذين يمشون على الارض۔ (پارہ9 الفرقان 63)

ترجمہ:۔ اور رحمٰن کے وہ بندے کہ زمین پر آہستہ چلتے ہیں۔

رہے وہابی تو وہ شیطان کے پکے پیروکار ہیں، ان پر شیطان کو قابو حاصل، اس کے گمراہ کرنے سے یہ لوگ گمراہی کا شکار ہیں جبھی تو ان لوگوں نے محبوبانِ خدا اولیاء کی دشمنی مول لے رکھی ہے، والعیاذ باللہ من ذلک اور حدیث قدسی میں ہے ''من عادى لى وليا فقد اذنته بالحرب'' جس نے میرے ولی سے دشمنی مول لی اس کو میرا اعلان جنگ رہے۔ (مشکوۃ ۱/۴۲۳ کتاب الدعوات باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ فصل اول رقم: ۲۲۶۶)

اللہ جل شانہ کے اعلان جنگ کے چیلنج کو قبول کرنے والے گستاخانِ اولیاء اپنے انجام کا انتظار کریں

گمنام قلمکار نے ص ۴۸ پر یہ لکھا کہ ''تمام مسلمان متعہ اور مروجہ حلالہ سے اجتناب کریں تاکہ رضا خانی پیدا نہ ہوں۔'' جواباً گزارش ہے کہ ہم اہلسنت ہیں جیسا کہ کسی پر مخفی نہیں البتہ بزرگانِ دین سے محبت وعقیدت، تعلق فقہ، تصوف کے اعتبار سے ہم اپنے آپ کو قادری، چشتی، سہروردی، نقشبندی نیز حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی نیز شاذلی، رضوی، بریلوی وغیرہ کہلاتے ہیں جس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں بلکہ اپنے تعلق نسبت کو بیان کرنا مقصود ہوتا ہے بلکہ قیامت میں بھی ان سلسلوں کے بزرگوں سے ہمیں پکارا جائے گا، قرآن فرماتا ہے:۔

اليوم ندعو كل اناس بامامهم. (پارہ 15 بنی اسرائیل 71)

ترجمہ:۔ جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔

اور رہا رضا خانی تو شاید تم نے یہ نام ہمیں اپنی سر سید خان آغا خان سے محبت میں غرق ہونے کی وجہ سے کہہ دیا ہے بجائے اس کے کہ تم اپنے آپ کو آغا خانی یا پھر سر سید خانی لکھتے کیونکہ ''الحب یعمی ویصم'' محبت اندھا، بہرا کر دیتی ہے، اور تم نے اس بناء پر کہ دیا ہے کہ بریلوی کوئی نیا فرقہ ہے تو ایسا ہر گز نہیں، آیئے خود تمہارے ہی گھر سے گواہی پیش کر دیتا ہوں ملاحظہ ہو البریلویہ جس کا مطالعہ کرنے کا تم نے مشورہ دیا ہے اس میں ہے۔'' یہ جماعت اپنی پیدائش اور نام کے لحاظ سے نئی ہے لیکن افکار اور عقائد کے اعتبار سے قدیم ہے۔'' (البریلویہ ص ۷)

(۲) سلیمان ندوی جس کا میلان طبع غیر مقلدین کی طرف تھا لکھتا ہے۔'' تیسرا وہ فریق تھا جو شدت کے ساتھ اپنی روش پر قائم رہا اور اپنے آپ کو اہل السنۃ کہتا رہا، اس گروہ کے پیشواز یادہ تر بریلی اور بدایوں کے علماء تھے۔ (سلیمان ندوی حیات شبلی ص ۴۶ بحوالہ تقریب تذکرہ اکابر اھل سنت ص ۲۲)

(۳) شیخ محمد اکرام لکھتا ہے۔'' انہوں (امام احمد رضا بریلوی) نے نہایت شدت سے قدیم حنفی طریقوں کی حمایت کی'' (موج کوثر طبع ۲۰۰۳ء جون ص ۷۰ مطبع مکتبہ جدید پریس، لاہور)

(۴) غیر مقلدین کا شیخ الاسلام مولوی ثناء اللہ امرتسری لکھتا ہے کہ'' امرتسر میں مسلم آبادی غیر مسلم آبادی (وہندو سکھ وغیرہ) کے مساوی ہے، اسی سال قبل پہلے سب مسلمان اسی خیال کے تھے جن کو بریلوی حنفی خیال کیا جاتا ہے۔'' (ثناء اللہ امرتسری شمع توحید سرگودھا کی مطبوعہ ص ۴۰)

اب اس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ بریلویت اور اب'' رضا خانی'' کا نام لے کر مخالفت کرنے والے دراصل ان ہی عقائد و افکار کو نشانہ بنا رہے ہیں جو زمانہ قدیم سے اہل

سنت و جماعت کے چلے آ رہے ہیں، یہ الگ بات ہے کہ ان میں اتنی جرات نہیں ہے کہ کھلے بندوں اہلسنت کے عقائد کو مشرکانہ اور غیر اسلامی قرار دے سکیں، آخر میں ہم بتائیں گے کہ نیا فرقہ کون سا ہے۔ فانتظرہ''

اور رہی متعہ والی بات تو وہ ہم سابقا اشارہ کر چکے ہیں کہ متعہ و زنا کا نتیجہ کون لوگ ہیں؟ اب رہا'' مسئلہ حلالہ'' تو اس کا قرآن و سنت میں حکم موجود ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ (پ۲ البقرہ آیت ۲۲۹)

'' یہ طلاق دو بار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نکوئی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔'' اس کے بعد اگلی آیت مبارکہ میں ارشاد ہے۔

فَإِن طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِن بَعْدُ حَتَّىٰ تَنكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ (پ۲ سورہ البقرہ آیت ۲۳۰)

ترجمہ:'' پھر اگر تیسری طلاق اسے دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔''

یہاں سے معلوم ہوا کہ'' تین طلاقوں کے بعد عورت شوہر پر حرام ہو جاتی ہے، حرمت مغلظہ کے ساتھ اب نہ اس سے رجوع ہو سکتا ہے نہ دوبارہ نکاح جب تک کہ حلالہ نہ ہو یعنی عدت کے بعد دوسرے سے نکاح کرے اور وہ بعدِ صحبت طلاق دے پھر عدت گزرے۔ اب وہ عورت شوہر اوّل کے نکاح میں آ سکتی ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ ایک صحابیہ کو ان کے شوہر نے طلاق مغلظہ یعنی تین طلاقیں

دے دی تھیں۔ اُس صحابیہ نے دوسرے شخص سے نکاح کرلیا اور بلا ہم بستر ہوئے بارگاہِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوئیں کہ اگر یہ دوسرا شوہر طلاق دے دے تو کیا میں پہلے شوہر سے نکاح کر سکتی ہوں، اس پر سرکارِ دو عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا۔ "لا حتّٰی تذوقی عسیلته ویذوق عسیلتک"

یعنی تم پہلے شوہر کے پاس اس وقت تک نہیں جاسکو گی جب تک کہ دوسرے خاوند کا ذائقہ تم اور وہ تمہارا ذائقہ نہ چکھ لے۔ (بخاری ۳/۵۰۲ کتاب الطلاق اذ طلقها ثلاثا رقم: ۳۵۱۷)

پتہ چلا وہابیوں سر سید خانیوں نے اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کے بغض میں قرآن وحدیث کو بھی پشت دے دی ہے، اللہ اور اس کے رسول کی پناہ۔

من [illegible] ضع للّٰه رفعه اللّٰه.

عاشقانِ رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو جب محبوبِ دو عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی یاد ستاتی ہے تو اس وقت جوان کے دلوں میں بے چینی اور اضطرابی کیفیت ہوتی ہے اس کو صرف وہی شخص محسوس کر سکتا ہے جس کے دل میں شمعِ عشقِ رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ضوء پاشیاں کر رہی ہو، ایسی گھڑیوں میں کشتگانِ عشقِ رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دلوں میں ہجر وفراق کی آگ نے جو بھانبڑ جلا رکھے ہوئے ہیں ان کی تسکین کے لیے بارگاہِ رسالت میں کسی طرح بھی خود کو منسوب کرتے ہیں، حتی کہ ایسی پر کیف گھڑیوں میں وہ خود کو سگ تک سے تعبیر کر دیتے ہیں جس کی مثالیں سلف میں موجود ہیں

چنانچہ مولانا جامی علیہ الرحمہ یوں عرض گزار ہیں۔......

سگت را کاش جامی نام بودے

کہ آمد بر زبانت گاہے گاہے

اے میرے آقا حضور، کاش آپ کی گلی کے کسی کتے کا نام جامی ہوتا تا کہ آپ کبھی اس کو بلاتے تو اسی بہانے میں کہتا کہ حضور نے میرا نام لیا ہے۔ گویا پھر وجد میں آ کر کہتا کہ:

ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اس محفل میں ہے   بڑے بڑے سرکار کے عاشق وواصف

امام احمد رضا کو زیارتِ رسول اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم:

اس مختصر تمہید کے بعد اب آپ ملاحظہ فرمائیں کہ اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب دوسری مرتبہ حرمین شریفین کی حاضری کے لیے گئے تو روضہ مقدسہ کے سامنے کھڑے ہوکر درود شریف پڑھتے رہے، اور یہ آرزو دل میں لیے حاضر رہے کہ سرکارِ دو عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کرم فرمائیں گے اور بیداری کی حالت میں شرفِ زیارت سے مشرف فرمائیں گے، پہلی رات آرزو پوری نہ ہوئی تو بے قراری کے عالم میں ایک نعت لکھی جس کا مطلع یہ ہے:

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں   تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

مقطع میں اسی کیفیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا   تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں

یہ غزل مواجھہ عالیہ میں عرض کرکے باادب بیٹھے ہوئے تھے کہ قسمت جاگ اٹھی، اور سر

کی آنکھوں سے بحالتِ بیداری رحمتِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت مکتبہ رضویہ کراچی ص ۴۴)

احبابِ اہلسنت! آپ نے غور فرمایا کہ اعلحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ نعتیہ اشعار کس قدر مقبول بارگاہِ رسالت ہیں کہ ان اشعار کے پیش کرنے پر آپ کو حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حالت بیداری میں زیارت ہوئی اب حدیث شریف کے وہ الفاظ جن کو ہم نے عنوان بنایا ملاحظہ کریں "من تواضع للہ رفعہ اللہ" جو اللّٰہ تعالیٰ کے لیے تواضع کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکو بلند فرما دیتا ہے۔ (مشکوٰۃ ۲/۲۳۲ کتاب الادب باب الغضب والکبر فصل ثالث رقم: ۵۱۱۹)

یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں تواضع اللّٰہ تعالیٰ ہی کی بارگاہ میں تواضع ہے، سبحان اللہ جب امام احمد رضا نے عشق رسول میں بے خود ہو کر اپنے آپ کو سگِ طیبہ سے تعبیر کیا تو سرکارِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ ادا پسند آئی، نتیجۃً اعلحضرت کو سرکارِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت والی نعمت عظمیٰ نصیب ہوگئی، اور اسپر جتنا بھی رب تعالیٰ کا شکر یہ ادا کیا جائے کم ہے، دوسری طرف سرسید خانی محرف قلمکار بغض وعناد میں اس قدر مخبوط الحواس ہو چکا ہے کہ اس نے اپنی سابقہ خباثت کی طرح اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا قادری رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کی اس مبارک غزل کے مقطع سے یہ بات اختراع کرنے کی ناپاک جسارت کی کہ یہ دائرہ انسانیت سے خروج ہے، معاذ اللہ، چنانچہ وہابی قلمکار نے اپنے رسالہ غلیظہ کے ص ۱۸ پر یہ عنوان قائم کیا کہ "دائرہ انسانیت سے خروج" اور اس کے تحت یہ لکھا کہ "ہر چھوٹا ہو یا بڑا امیر ہو یا غریب اسے انسان

ہونے اور انسان کہلانے پر فخر ہوتا ہے لیکن بانی بریلویت کا معاملہ اس کے برعکس ہے، (۱۸) اس کے بعد اعلیٰ حضرت کی مبارک غزل کا مقطع لکھا، احباب آپ نے غور فرمایا کہ وہابی گمنام قلمکار عناد میں مسخ ہو چکا ہے کہ اس نے کیا سے کیا لکھ ڈالا۔

اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہابیوں کی ٹولی کو کبھی وہ نعمت حاصل ہی نہیں ہوئی جو اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا قادری رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کو نصیب ہوئی، اور نصیب ہوتی بھی کہاں؟ کیونکہ ان کے نزدیک تو "نبی مر کر مٹی میں مل جاتا ہے" معاذ اللّٰہ اب ہم بتانا چاہتے ہیں کہ دائرہ انسانیت سے خروج کس نے کیا، تو ملاحظہ ہو۔

بلعم باعور: بنو اسرائیل میں ایک بہت بڑا عالم تھا، مستجاب الدعوات تھا، یعنی اس کی ہر دعا مقبول ہوتی تھی، لوگوں نے اس کو بہت سا مال دیا کہ حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کے لیے بددعا کردو، وہ خبیث لالچ میں آ گیا چنانچہ بددعا کرنا چاہی تو جو الفاظ حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کے لیے کہنا چاہتا تھا وہ خود اس کے اپنے لیے نکلتے تھے۔ اللہ جل شانہ نے اس کو ہلاک فرمایا۔
(تفسیر طبری، الاعراف تحت الآیۃ ۱۷۶ علمیہ بیروت)

اصحابِ کہف کا کتا:۔

احباب کے علم میں ہوگا کہ اصحابِ کہف کا ایک کتے نے ساتھ دیا جس کے متعلق قرآن پاک کا ارشاد ہے: وَكَلْبُهُم بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ. (پارہ ۱۵ سورہ الکہف آیت ۱۸)
ترجمہ: "اور ان کا کتا اپنی کلائیاں پھیلائے ہوئے ہے غار کی چوکھٹ پر"
اور بلعم باعور کے متعلق یہ آیت مبارکہ ہے:

" فمثله کمثل الکلب ان تحمل علیه یلهث او تترکه یلهث. (پارہ9 الاعراف 176)

ترجمہ: تو اس کا حال کتے کی طرح ہے تو اس پر حملہ کرے تو زبان نکالے اور چھوڑ دے تو زبان نکالے۔

اصحابِ کہف کا کتا بلعم باعور کی شکل میں جنت میں جائے گا اور بلعم باعور اسی کتے کی شکل ہو کر جہنم میں جائے گا۔ (مرقاۃ المفاتیح کتاب الدعوات باب اسماء ج ۵ ص ۹۸ علمیہ بیروت)

احباب نے غور فرمایا کہ وہ کتا جو محبوبانِ خدا کا ساتھ دے وہ انسانی شکل ہو کر جنت میں جائے گا اور اللہ کے نبی حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کا گستاخ جو نہ صرف بہت بڑا عالم بلکہ مستجاب الدعوات بھی تھا اس کتے کی شکل میں جہنم میں داخل ہوگا۔ نتیجہ یہ بات سامنے آئی کہ نبی کا گستاخ کتا ہے اور وہ جہنمی ہے، اب ملاحظہ ہو وہابیوں کے امام کی بارگاہِ رسالت میں گستاخی وہ لکھتا ہے کہ "رسول اللہ کا نماز میں خیال لانا اپنے بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے۔ (صراطِ مستقیم ص ۷۲) انا للّٰه و انا الیه راجعون

اب نتیجہ تک پہنچنا آسان ہو گیا کہ (۱) نبی کا گستاخ کتا ہوتا ہے جیسے کہ بلعم باعور۔

(۲) وہابیوں کے امام نے نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی گستاخی کا ارتکاب کیا۔

(۳) اب نتیجہ قارئین خود ہی اخذ فرمالیں کہ وہابیوں کا امام ک' ت' ا'...... ہے۔

بالفاظ دیگر وہابیوں کے امام نے گستاخانہ عبارت لکھ کر دائرہ انسانیت سے خارج ہونے کا ثبوت فراہم کیا۔ نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے

جہنم کے کتے کون؟

اس سوال کا جواب ہم حدیث شریف سے پوچھتے ہیں چنانچہ جواب آتا ہے کہ "اهل

البدع کلاب اهل النار" (کنز العمال للمتقی الهندی التراث الاسلامی ۱۱۲۵)

یعنی بدعتی اھل جہنم کے کتے ہیں، اور پوری دنیا جانتی ہے کہ دینِ اسلامی میں بگاڑ پیدا کرنے اور اس میں عقائد فاسدہ گڑنے کا ارتکاب کن لوگوں نے کیا؟ وہابیوں نے کیا اب اس کو یوں سمجھئے کہ " (۱) بدعتی جہنم کے کتے ہیں ۔(۲) وہابیوں نے بدعتی عقائد اختراع کیے۔(۳) نتیجہ آسان ہے۔" وہابی جہنم کے کتے ہیں۔

بدترین مخلوق کون؟

اس کا جواب بھی ہم حدیث شریف سے معلوم کرتے ہیں ملاحظہ ہو بخاری شریف کتاب استابة المرتدين والمعاندين و قتالهم باب قتال الخوارج والملحدين الخ میں ہے کہ " وكان ابن عمر يراهم شرار خلق اللّٰه و قال انهم انطلقوا الى آيات اللّٰه نزلت فى الكفار فجعلوها على المؤمنين

یعنی حضرتِ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما خارجیوں اور ملحدوں کو اللہ کی مخلوق میں سب سے بدترین سمجھتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ لوگ ان آیتوں کو کہ جو کافروں کے بارے میں نازل ہوئیں مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔ (بخاری ۲/۱۰۲۴ کتاب استتابۃ المعاندین والمرتدین باب قتال الخوارج والملحدین)

آپ آیئے گمنام قلمکار، تم نے اپنے پیشوا کی رسوائے زمانہ کتاب "تقویۃ الایمان" جس کو اہلسنت تفویۃ الایمان کہتے ہیں کو پڑھا ہی ہوگا، اس کتاب میں تمہارے گروہ جی نے وہ آیتیں کہ جو بتوں اور کفار کے بارے میں نازل ہوئیں تھی ان کو اولیاء اللہ اور مسلمانوں پر چسپاں کر کے اولیاء کرام کے مزارات کو شرک کا اڈا ٹھہرایا اور مسلمانوں کو مشرک قرار دیا، اور جو

کسر باقی تھی وہ تم نے پوری کردی چنانچہ تم نے اپنے رسالہ غلیظہ کے ص۱۶ پر یہ عنوان باندھا کہ" بزرگوں کے مزار یا زنا کے اڈے" (معاذاللہ) یعنی تم نے بزرگوں کے مزارات بابرکات کو اب زنا کا اڈا بھی قرار دے دیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون ' اب انصاف پسند مزاج قارئین سے میرا یہ مطالبہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو اللہ ورسول اللہ صَلّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا تصور کرتے ہوئے بتائیں کہ جب حضرت ابن عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما کے نزدیک ایسے لوگ کہ جو کفار والی آیتوں کو مسلمانوں پر منطبق کرتے ہیں، بدترین خلق ہیں تو قتیل بالاکوٹ اسمٰعیل دہلوی اور اس کے حواری کیا ہوئے حالانکہ ان لوگوں نے بھی کفار واصنام کے بارے میں نازل ہونے والی آیات کو مسلمانانِ اسلام اور اولیاء اللہ پر منطبق کرنے کی جسارت کی۔

شانِ بے نیازی:۔

لوگو! اللّٰہ جل مجدہ کی شان بے نیازی کو دیکھتے ہوئے اس کے حضور سربسجود ہو جاؤ کہ اس نے ایسے گستاخوں بے باکوں، دشنام طرازوں پر علی الفور اپنا عذاب نازل نہیں کیا بلکہ ڈھیل دی، اللہ اکبر وہ اللہ الصمد فرماتا ہے:۔ واملی لهم ان کیدی متین" (پارہ 29 القلم 45)

ترجمہ:۔ اور میں انہیں ڈھیل دوں گا بے شک میری خفیہ تدبیر بہت پکی ہے۔

سوقیانہ استدلال کا جواب:۔

احباب! متوجہ ہوں انوار رضا میں سے روحانیات کے پہلے مقالے میں سے ایک عبارت نقل کر کے گمنام قلمکار نے ایک سوقیانہ استدلال کیا، آیئے پہلے ہم اسی مقالے کے چند

اقتباس نقل کرتے ہیں تا کہ جواب سمجھنے میں آسانی ہو۔(۱) حضرتِ امام احمد رضا خالص قادریہ سلسلہ کے بزرگ ہیں۔(۲) آپ کی عالمانہ شخصیت تواظہر من الشمس ہے، لیکن آپ کی صوفیانہ زندگی ادب واحترام رسول واولیاء اللہ بھی جو جانتے ہیں، ان پر خوب ظاہر ہے آپ نے حضرتِ غوث اعظم پیرانِ پیر حسنی حسینی غوث الصمدانی قطب ربانی محبوب سبحانی، مقبول ہر دو جہانی شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کی تعلیمات پر بصدق دل عمل کیا ہے اور غایت درجہ احترام کیا ہے۔

(۳) آپ تادم زیست بغداد معلّی کی سمت یا مدینہ منورہ کی طرف یا کعبہ معظمہ کی جانب پیر پھیلا کر نہیں بیٹھے۔(۴) اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان علیہ الرحمہ پر حضرتِ غوث اعظم قطب ربانی سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی بڑی نظر تھی۔(۵) اس لیے کہ وہ (اعلحضرت) بزرگوں کا حد درجہ ادب کرتے تھے اور سر نیاز جھکا دیا کرتے تھے۔(۶) تمام علماء دین اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لیں اور گرہ میں باندھ لیں کہ جسے بھی ملا ہے اور جو کچھ بھی ملا ہے وہ سب ادب کا نتیجہ ہے۔ تواضع وانکساری کا پھل ہے۔(۷) اپنے آپ کو اتنا ذلیل وحقیر سمجھے کہ لوگ آپ کا مذاق اڑانے لگیں۔(۸) ایسے گمنام رہیے کہ پڑوسی بھی نہ جاننے پائیں کہ آپ مقبول بارگاہ ہیں۔(۹) ایک دوسرے سے حسد ورقابت چھوڑیئے اور جیسا صاف اور سیدھا راستہ خود ہمارے امام نے طے کیا ہے بالکل ویسی ہی زندگی گزاریئے، تب جا کر آپ کو بشارتیں نصیب ہوں گی،(۱۰) اور تب آپ مجلس رسول صَلّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں شمولیت کی سعادت حاصل کر سکیں گے۔

(۱۱) اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان علیہ الرحمہ اپنے پیرومرشد کی حد درجہ تعظیم کیا کرتے تھے اور آپ کے روضہ اقدس پر بہت پراثر عالمانہ وصوفیانہ تقریر کیا کرتے تھے۔ (انوار رضا ۲۳۲، ۲۳۸)

احباب نے غور فرمایا کہ اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان علیہ الرحمہ سرکارِ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غایت درجہ احترام کرتے، آپ نے بغداد معلّٰی کی سمت کبھی پیر نہیں پھیلائے، بزرگوں کے سامنے سر نیاز جھکا دیتے، اپنے آپ کو حقیر سمجھتے یہی وجہ ہے کہ اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیرخانہ کے سجادہ نشین نے جب دو کتوں کی فرمائش فرمائی تو آپ نے بذات خود حاضر ہو کر اپنے دونوں شہزادگان کو پیش خدمت کرتے ہوئے عرض کیا کہ "یہ سارا کام کاج کریں گے اور رات کے وقت رکھوالی بھی کریں گے" (انوار رضا ص ۲۳۸ مطبوعہ لاہور) یہ تھی اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اپنے پیرخانہ کے سجادہ کی بارگاہ میں عجز وانکساری ان کی بارگاہ میں نیازمندی اور اپنے آپ کو بمع اپنے شہزادگان کے حقیر سمجھنا اور اپنے آپ کو خانہ زاد سمجھنا۔ اللہ اکبر جب اپنے پیرخانہ کے سجادہ کی بارگاہ میں یہ نیازمندی ہے اور انکساری ہے تو پھر مرشد گرامی کی بارگاہ میں عجز وانکساری کا کیا معاملہ ہوگا، نیز سرکارِ غوث اعظم قطب ربانی محبوب سبحانی حضور سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں کیا معاملہ ہوگا، اس کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے، اللہ اکبر بارگاہِ غوثیت میں عرض گزار ہیں۔

تجھ سے در در سے سگ سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا

اب گمنام قلمکار کو اپنی عقل پہ ماتم کرنا چاہیے کہ جس نے وہابی کو سوقیانہ عبارت لکھنے پر مجبور

کیا چنانچہ وہابی لکھتا ہے کہ، اللہ نے تمام مخلوق میں انسان کو اشرف بنایا مگر اعلیٰحضرت کے اعلیٰ فہم کو یہ شرف راس نہ آیا اور اپنی نسل کو کتا بنا ڈالا" (رسالہ غلیظ ص ۱۹)

واہ رے وہابی تیری گندی سوچ اور جہالت نے کیا کیا کرشمے دکھائے۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو بارگاہ سیادت میں عجز وانکساری کر کے وہ مرتبہ ومقام پایا کہ پاک وہند میں آج تک ان کا کوئی ثانی نہ ہوا، اگر ہوا تو دکھاؤ، اور دوسری طرف گمنام قلمکار نے اس طرح کی بات لکھ کر انگریز کا نمک حلال ہونے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔

وہابیوں کو بغض میں نجانے اپنے گھر کی کیوں خبر نہیں رہتی، سیرت ثنائی میں مولوی ثناء اللہ امرتسری کو بار بار "شیر پنجاب" لکھا گیا ہے۔

برا نہ مناؤ تو میں پوچھتا ہوں کہ تم نے اپنے گرو جی کو اسی قاعدہ کے مطابق دائرہ انسانیت سے خارج نہیں کیا؟ (۲) بتاؤ کیا ثناء اللہ شیر کی طرح چار ہاتھ، پاؤں، زمین پر رکھ کر چلتا تھا؟ (۳) کیا ثناء اللہ کی دم بھی تھی؟ (۴) کیا ثناء اللہ اپنے جلسوں مناظروں میں برہنہ شرکت کرتا تھا؟ (۵) دل پر ہاتھ رکھ کر بتاؤ کیا ثناء اللہ کی رفیقہ حیات بغیر عقد نکاح کے مولوی صاحب کے زیر تھی۔ (۶) مولوی ثناء اللہ صاحب کی اولاد کے بارے میں کیا حکم ہے؟ ممکن ہے عقل ٹھکانے آ گئی ہوگی، اگر نہیں تو پھر صمصام اہل سنت مولانا حسن علی میلسی رضوی مدظلہ العالی کا اسی عنوان پر پمفلٹ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ سے منگوا کر پڑھ لو۔

غیرت وحیاء سے محروم کون؟

سرسید خانی محرف قلمکار نے اپنے رسالے کے ص ۲۶، ۲۷ پر ملفوظات اعلیٰحضرت سے

سیدی عبدالعزیز دباغ علیہ الرحمہ کے واقعہ کو نقل کر کے لکھا کہ "اہل توحید و اہل حق کے خلاف زبان درازی کرنے کی اللہ تعالیٰ نے دُنیا میں یہی سزا دی کہ غیرت و حیاء جیسی ایمانی دولت سے محروم کر دیا، صرف یہی نہیں بلکہ انہیں ان کی اپنی زبان سے کتوں کے القابات سے نوازا۔ (رسالہ غلیظہ ص ۲۷)

جواباً گزارش ہے کہ وہابیوں کی توحید کی جھلکیاں ہم سابقاً بیان کر آئے وہاں ملاحظہ کر لو کہ جس کو وہابی توحید سمجھتے ہیں وہ ان کی اپنی خود ساختہ ہے دین اسلام سے اس کا کچھ تعلق نہیں بالفاظ دیگر کفریات کا نام وہابیوں نے توحید رکھا ہوا ہے، اور وہابیوں کی گھڑی ہوئی توحید سے یہ بات بھی عیاں ہو کر سامنے آ گئی کہ وہابی اہل حق ہیں یا پھر سراسر شیطان کے پیرو کار۔

زین لہم الشیطٰن اعمالہم۔ (پ۲۱ سورۃ ۲۹ آیت ۳۸) ترجمہ: شیطان نے ان کی نگاہ میں ان کے کام بھلے کر دکھائے۔

نیز غیرت و حیات کی دولتِ ایمانی سے کون محروم ہے؟ اس کا اندازہ تو عوام الناس نے گمنام قلمکار کے رسالہ غلیظہ کو پڑھ کر لگا لیا ہوگا کہ عالمی بے حیاء ہونے کا ثبوت خود اپنے قلم سے فراہم کر دیا ہے۔

واضح رہے اعلحضرت قدس سرہ العزیز نے یہ واقعہ مبارک کتاب "الابریز" سے نقل فرمایا جو تصنیف کردہ ہے۔ سیدی علامہ احمد بن مبارک فاسی کی، اور اس واقعہ کا مقصد یہ تھا کہ حقیقی شیخ طریقت اپنے مریدین کے احوال سے باخبر ہوتا ہے افسوس وہابی کی سوقیانہ قلم سے ایک نہایت ہی مبارک و مستند کتاب بھی طعن و تشنیع سے محفوظ نہ رہ سکی۔

یہ بھی خیال رہے کہ الابریز فی مناقب سیدی عبدالعزیز کو وہابیوں کے ممدوح تھانوی نے اپنی کتاب "جمال الاولیاء" میں مستند و معتبر تسلیم کیا ہے۔ (جمال الاولیاء ص ۴ مکتبہ اسلامیہ)

نیز قرآن و حدیث نے "کتا" کن لوگوں کو قرار دیا ہے اس کو بھی ہم باحوالہ بیان کر چکے ہیں۔

احباب متوجہ ہوں سیدی عبدالعزیز دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک عظیم کرامت کی جو توہین کی وہ کسی باشعور سے مخفی نہیں اس کا ایک اندازہ انداز بیان سے لگایا جا سکتا ہے۔ نیز وہابی نے عنوان یہ قائم کیا کہ "پیر کی چار پائی مرید کی بیوی کے ساتھ۔" (ص ۲۶) اولیاء کرام کی کرامات کو تنقید کا نشانہ بنانے والے! کبھی اپنے بڑوں کی بناوٹی کراماتی اداؤں کو بھی دیکھ لیا کرو۔

کم از کم عبدالمجید خادم سوہدروی کی تالیف "کرامات اہل حدیث" کا مطالعہ ہی کر لیتے ، یا پھر "سوانح حیات مولانا غلام رسول، قلعہ میہان سنگھ، گوجرانوالہ" کو ہی ایک نظر دیکھنے کی زحمت گوارا کرتے، جو ان کے لڑکے عبدالقادر نے لکھی ہے۔

یاد رہے کہ یہ مولانا غلام رسول اہل حدیث کے شیخ الکل میاں نذیر حسین دہلوی کے شاگرد تھے۔ (سوانح حیات مولانا غلام رسول ص ۳۹ فضل بکڈپو گوجرانوالہ)

صرف ایک کرامت سن لیجئے تاکہ حسد کی آگ کو تسکین مل سکے۔

قلعہ میہاں سنگھ کا ایک چوکیدار گلاب نامی موضع مرالیوالہ میں چوکیدار مقرر ہوا اور وہاں کی ایک بیوہ دھوبن پر فریفتہ ہو گیا، مرالیوالہ کے لوگوں کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے چوکیدار کو نکال دیا، وہ روزانہ مولوی صاحب کے پاس جاتا اور کہتا کہ حضرت میں مر چکا ہوں کوئی تدبیر کریں ایک دن مولوی صاحب نے اپنے خادم بڈھا کشمیری کو کہا کہ اس سے قسم لے لو کہ نکاح کے بغیر اسے نہیں چھوئے گا، اس نے قسم اٹھالی، مولوی صاحب نے کہا کہ عشاء کے بعد اپنے گھر کی چھت پر کھڑے ہو کر مرالیوالہ کی طرف منہ کر کے تین دفعہ کہنا، آجا...... آجا......

آ جا...... پھر مجھے بتانا باقی حصہ عبدالقادر صاحب کے الفاظ میں سنئے۔

"تیسرے روز عصر کے قریب عورت مذکورہ گلاب کے گھر آ گئی اور کہنے لگی کہ پرسوں عشاء سے لے کر اب تک میرے تن بدن میں آگ لگی ہوئی تھی، تمہارے گھر میں داخل ہوتے ہی آرام ہو گیا، گلاب اس عورت کو پکڑ کر اندر لے گیا۔ اور متواتر تین روز اندر ہی رہا۔ تیسرے روز قیلولہ کے وقت مولوی صاحب نے بڈھا کشمیری کو بلا کر فرمایا کہ جاؤ اور اس موذی کو پکڑ لاؤ۔ وہ اس وقت زنا کر رہا ہے۔ بڈھا گیا اور گلاب کو فوراً پکڑ لایا۔ مولوی صاحب نے کہا۔ جا میری آنکھوں کے سامنے سے دور ہو جا، وہ لوٹ کر گھر گیا وہ عورت جیسے آئی تھی ویسے ہی خفا ہو کر چلی گئی۔" (سوانح حیات مولانا غلام رسول ص ۹۹۔۱۰۰ عبدالقادر) دیکھا آپ نے قدرت و اختیار کا مظاہرہ کہ وہ عورت کس طرح کھینچی ہوئی چلی آئی، اور یہ علم غیب کہ گلاب اس وقت فعل بد میں مصروف ہے، شاید اس کرامت پر اس لیے اعتراض نہ ہو کہ یہ ایک اہل حدیث مولوی کی کرامت ہے، لیکن کوئی شخص یہ بھی پوچھ سکتا ہے کہ اتنی قدرت اور اتنا علم غیب رکھنے کے باوجود گلاب کو اتنی چھٹی کیوں دے رکھی کہ وہ اس عورت کے ساتھ تین دن تک اندر ہی رہا اور اپنی حسرتیں نکالتا رہا۔ کیونکہ یہ کہنے کی تو گنجائش نہیں ہے کہ یہ فعل بد تیسرے دن ہی ہوا ہوگا۔

توجہ: یہ تبصرہ شرف ملت علامہ عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمۃ کا تھا جو ہم نے ان کی کتاب تحقیقی و تنقیدی جائزہ کے ص ۵۲ سے نقل کیا۔

شاید گمنام قلمکار کے ہوش ٹھکانے آ گئے ہوں گے اس وجہ سے راقم وہابیوں کی اس کرامت کے بارے میں مزید کچھ نہیں لکھنا چاہتا ورنہ اس کرامت سے یہ بھی بخوبی معلوم ہوتا

ہے کہ گمنام قلمکار کی ٹولی کی بڑھتی ہوئی تعداد کا راز کیا ہے؟

گمنام قلمکار کی خیانت:۔

احباب اہلسنت متوجہ ہوں! حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ نے اپنی لاجواب علمی شاہکار مبارک کتاب "جاء الحق" میں بدعت کے معنی، اس کی اقسام اور احکام کی بحث فرمائی۔ جس میں پہلا باب بدعت کے معنی اور اس کی اقسام و احکام کے بارے میں ہے جبکہ دوسرا باب اس تعریف اور تقسیم پر اعتراضات کے جوابات کے بیان میں ہے، حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ "بدعت دو طرح کی ہے۔ (۱) بدعت حسنہ (۲) اور "بدعت سیئہ" پھر فرمایا "اب یاد رکھنا چاہیے کہ بدعت حسنہ تین طرح کی ہے۔

(۱) بدعت جائز (۲) بدعت مستحب (۳) بدعت واجب، اور بدعت سیئہ دو طرح کی ہے۔ (۱) بدعت مکروہ (۲) بدعت حرام پھر مرقات باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ سے دلیل پیش فرمائی، اس کے بعد ہر ایک کی وضاحت جملہ امثلہ سے فرمائی اور احکام بیان فرمائے اس کے بعد فرمایا "آؤ ہم آپ کو دکھائیں کہ اسلام کی کوئی عبادت بدعت حسنہ سے خالی نہیں۔

فہرست ملاحظہ ہو۔ (۱) ایمان، (۲) کلمہ، (۳) قرآن، (۴) حدیث، (۵) اصول حدیث، (۶) فقہ، (۷) اُصول فقہ و علم کلام، (۸) نماز، (۹) روزہ، (۱۰) زکوۃ (۱۱) حج، (۱۲) طریقت، (۱۳) چار سلسلے، (۱۴) دنیاوی چیزیں۔

اب آیئے وہابی نے جو ہاتھ کی صفائی دکھائی اس کو ملاحظہ کرتے ہیں حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ نے بدعت حسنہ کے تحت جو فہرست یہاں فرمائی ہر ایک کی وضاحت

کے ساتھ اس فہرست میں نمبر۱۳ (خیال رہے نمبر راقم نے آسانی کے لیے لگائے ہیں) پر چار سلسلے ہیں۔ حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ "چار سلسلے" شریعت و طریقت دونوں کے چار چار سلسلے یعنی حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، اسی طرح قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی یہ سب سلسلے بالکل بدعت ہیں ان میں سے بعض کے تو نام تک بھی عربی نہیں، جیسے چشتی، نقشبندی، کوئی صحابی، تابعی، حنفی، قادری نہ ہوئے۔ (جاء الحق ص۲۲۲)

اور نمبر۱۲ طریقت ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔

طریقت: طریقت کے قریباً سارے مشاغل اور تصوف کے قریباً سارے مسائل بدعت ہیں، مراقبے، چلے، پاس انفاس، تصور شیخ ذکر کے اقسام سب بدعت ہیں، جن کا قرون ثلثہ میں کہیں پتہ نہیں چلتا۔" (جاء الحق ص۲۲۲)

وہابی کے ہاتھ کی صفائی:۔

احباب نے ملاحظہ فرمایا کہ حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ اس جگہ بدعت حسنہ کے بارے میں بیان فرما رہے ہیں جس کے بارے حضرت امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک موقع پر خود فرمایا تھا۔" نعمت البدعة هذه" یعنی بڑی اچھی بدعت ہے۔

(مشکوۃ ۱/۲۵۴ کتاب الصلوۃ باب قیام شھر رمضان فصل ثالث رقم:۱۳۰۱)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ نے "طریقت" کے تحت جو فرمایا اسی طرح "چار سلسلے" کے تحت جو فرمایا اس کو بدعت حسنہ قرار دے رہے ہیں کیونکہ یہ امور بدعت حسنہ کی

فہرست میں ذکر فرمائے، نیز آخر میں یہ فرما رہے ہیں کہ "اب دیوبندی بتائیں کہ بدعت سے بچ کر وہ دینی حیثیت سے زندہ بھی رہ سکتے ہیں؟ جب ایمان اور کلمہ میں بدعات داخل ہیں تو بدعت سے چھٹکارا کیسا؟ (جاء الحق) حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ نے اس مقام پر تین جگہ لفظ بدعت ذکر فرمایا جس سے آپ کی مراد بدعت حسنہ ہے نا کہ سیئہ جیسا کہ ہماری توضیح سے خوب آشکارا ہو گیا، لیکن چونکہ دیوبندی، غیر مقلدین کے بھائی ہیں اس وجہ سے گمنام قلمکار کو حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ کی متذکرہ بالا عبارت ناگوار گزری تو بجز اس نکالنے کے لیے ایک عبارت کو ہڑپ کر لیا۔ (۲) دوسرا یہ کہ "بدعت" سے اپنی طرف سے سیئہ مراد لے لی جب کہ حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ کی اس سے مراد حسنہ ہے نا کہ سیئہ ممکن ہے گمنام قلمکار نے یہ کمال اسی وجہ سے دکھایا ہو کہ حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ کی وضاحت سے خود "غیر مقلدین" بہت بڑے بدعتی ٹھہرتے ہیں اور حقیقت میں بھی ایسا ہی ہے کہ وہابی بدعت سیئہ نیز بدعت ضلالہ کے مرتکب ہیں بلکہ بدعت ضلالہ کی چلتی پھرتی مورتیاں ہیں۔

اب گمنام قلمکار بتائے کہ بدعقیدہ کون نکلا؟ غیرت وحیاء سے کون محروم کر دیا گیا؟ حدیث مبارک "اذالم تستحی فاصنع ماشئت " کا صحیح مصداق کون ہوا؟ نیز جڑ اہلسنت بریلوی حضرات کی کٹی یا پھر شیطانی ٹولے غیر مقلدیت کی؟ نیز جنازہ اہلسنت کا نہیں بلکہ غیر مقلد وہابیوں کا گدھا گاڑی میں اٹھا کر کسی گندے گڑھے میں ڈال دینا چاہیے۔

احباب نے ملاحظہ فرمایا کہ عناد میں وہابی کس طرح خیانت کا ارتکاب کر رہا ہے۔

غیر مقلدین کی جماعت کا نام اہلحدیث ہونے کی تاریخ

قتیل بالاکوٹ اسمٰعیل دہلوی بانی وہابیت نے اپنی جماعت کا نام محمدی گروہ رکھا تھا۔ مسلمانوں نے کہنا شروع کردیا کہ واقعی یہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پیروکار ہونے کے باعث "محمدی" ہی تو ہیں۔ وہابیوں نے اس نسبت کو چھپانے کی غرض سے خود کو موحدین کہنا شروع کردیا۔ مسلمانانِ اہلسنت و جماعت کہتے کہ واقعی یہ منکرین شانِ رسالت ہونے کے باعث سکھوں کی طرح نرے موحد ہی تو ہیں، جب نوبت یہاں تک پہنچی تو میاں نذیر حسین دہلوی کی سرکردگی میں مولوی محمد حسین بٹالوی نے اپنی مہرباں سرکار (انگریز) سے درخواست کی کہ مسلمانانِ ہند آپ کے اس خودکاشتہ نجدی پودے کو وہابی کہتے ہیں۔ انہیں قانونی طور پر اس نام سے روکا جائے، اور ہماری جماعت کا نام سرکاری طور پر اہلِ حدیث رکھ دیا جائے، گورنمنٹ نے جو جواب دیا وہ پروفیسر محمد ایوب قادری کے لفظوں میں ملاحظہ ہو۔

"انہوں (مولوی محمد حسین بٹالوی) نے ارکان جماعت اہلحدیث کی ایک دستخطی درخواست لیفٹیننٹ گورنر پنجاب کے ذریعے سے وائسرائے ہند کی خدمت میں روانہ کی اس درخواست پر سر فہرست شمس العلماء میاں نذیر حسین کے دستخط تھے، گورنر پنجاب نے وہ درخواست اپنی تائیدی تحریر کے ساتھ گورنمنٹ آف انڈیا، کو بھیج دی، وہاں سے حسب ضابطہ منظوری آ گئی کہ آئندہ "وہابی" کے بجائے "اہلحدیث" کا لفظ استعمال کیا جائے لیفٹیننٹ گورنر پنجاب نے اس کی باقاعدہ اطلاع مولوی محمد حسین کو دی اس طرح گورنمنٹ مدراس کی طرف سے ۱۵ اگست ۱۸۸۸ء کو بذریعہ خط نمبر ۱۲۷ گورنمنٹ بنگال کی طرف سے ۴ مارچ ۱۸۹۰ء کو بذریعہ خط نمبر ۱۵۶، اور گورنمنٹ یو۔ پی کی طرف سے ۲۰ جولائی ۱۸۸۸ء کو بذریعہ خط

نمبر ۳۸۶، گورنمنٹ سی پی کی طرف سے ۱۴ جولائی ۱۸۸۸ء کو بذریعہ خط نمبر ۴۰۷، اور گورنمنٹ بمبئی کی طرف سے ۱۴ اگست ۱۸۸۸ء کو بذریعہ خط نمبر ۷۳۲، اس امر کی اطلاع مولوی محمد حسین کو ملی" (محمد ایوب قادری مقدمہ حیات سید احمد شہید ص ۲۶)

یہ ہے ان حضرات کے اہل حدیث ہونے کی کل کائنات یہ چور دروازہ مسلمانوں کو دو طرح دھوکا دینے کی خاطر ایجاد فرمایا گیا تھا۔ اوّلاً اس لیے کہ مسلمانوں کو یہ تاثر دیا جائے کہ یہ لوگ حدیث سے بہت ہی لگاؤ رکھنے کے باعث خود کو اہلحدیث کہتے ہیں۔ ثانیاً اس غرض سے کہ محدثین حضرات کے لیے تصانیف علمائے کرام میں لفظِ اہلحدیث بھی عام استعمال ہوتا رہا ہے، لہذا اس سے مسلمانوں کو دھوکا دینا آسان ہو جائے گا کہ صاحبو، ہماری جماعت کوئی نوزائیدہ فرقہ یا انگریز کا خودکاشتہ پودہ تو نہیں بلکہ ہمارے گروہ کا نام تو بڑے بڑے علمائے اعلام کی تصانیف عالیہ میں بھی اوائل زمانہ ہی سے مذکور ہوتا آ رہا ہے، یہ ہے ان حضرات کے چھل میں بل۔

دیکھو تو دلفریبی انداز نقش پا   موجِ خرامِ یار بھی کیا گل کتر گئی

(برطانوی مظالم کی کہانی ص ۲۹۷ فرید بک اسٹال لاہور)

اب آیئے گمنام محرف نے اپنے رسالہ کے ص ۲۴ پر غنیۃ الطالبین کا سہارا لیا اور یہ عبارت لکھی کہ "سید عبدالقادر جیلانی المعروف گیارھویں والے پیر اہل بدعت کی چند نشانیاں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔" اہل بدعت کی بکثرت نشانیاں ہیں جن سے پہچانے جاتے ہیں ایک علامت تو یہ ہے کہ وہ محدثین کو برا کہتے ہیں اور ان کو حشویہ جماعت کا نام دیتے ہیں، اہل حدیث کو فرقہ حشویہ قرار دینا زندیق کی علامت ہے......اھل الاثار (اھل حدیث) کو

ناصبی کہنا رافضی کی علامت ہے.....ان کا تو صرف ایک نام اہل حدیث ہے بدعتی ان کو جو لقب دیتے ہیں وہ ان کو چمٹ نہیں جاتے۔ (غنیۃ الطالبین ترجمہ شمس بریلوی مطبوعہ کراچی)

اس عبارت کو اہل سنت پر چسپاں کرتے ہوئے سر سید خانی قلمکار لکھتا ہے کہ "قادری صاحب اور انکے جملہ رفقاء بمع چھوٹے بڑے حضرتوں اور اعلحضرت کے جنہوں نے بھی اہل حدیث کی برائی کی انہوں نے پیر عبدالقادر جیلانی کے فتوی کے مطابق اپنے بدعتی ہونے کا ثبوت دیا اب دو میں سے ایک بات ان پر لازم ہے یا تو پیر صاحب کے نام کی گیارھویں دینے سے توبہ کرلیں جو فی الواقع شرک ہے، یا پھر اہل حدیث کو برا بھلا کہنے سے توبہ کریں۔ ورنہ سید عبدالقادر جیلانی کے دست مبارک سے بدعت کا سہرا گلے میں ڈال کر اپنی موت آپ مرجائیں۔ (رسالہ غلیظہ ص ۲۵)

گمنام وہابی کا یہ تبصرہ پڑھ کر مجھے ہنسی آ رہی ہے اور پنجابی کی یہ کہاوت یاد آ رہی ہے کہ

"کل دیاں کوڑہ کرلیاں تے چھتیراں نوں جپھے"

سنو وہابی جی! اوّلاً تو تم اپنے منہ کے خود مشرک بن گئے کیونکہ تم نے اپنا غلط مدعا ثابت کرنے کے لیے غنیۃ الطالبین کا سہارا لیا یا بالفاظ دیگر مدد لی، اور غیر اللہ سے مدد مانگنا وہابیہ کے نزدیک شرک، لہذا تم غیر اللہ سے مدد مانگ کر مشرک ہو گئے۔ ثانیاً، غنیۃ الطالبین میں جو اہل بدعت کی نشانیاں بیان کی گئی ہیں ان کا اطلاق اہلسنت پر کیونکر روا ہے، کیونکہ اہل سنت ائمہ و محدثین کو کب برا کہتے ہیں ہم تو ان نورانی ستونہائے اسلام کی تعریفات کرتے نہیں تھکتے۔ کچھ شبہ ہو تو اہل سنت کی کتب پڑھ کر دیکھ لو۔ ہم محدثین کو "حشویہ جماعت کا نام ہرگز نہیں دیتے، ہم تو ان کو اپنے امام مانتے ہیں جنہوں نے حدیث کے ذخائر کو جمع فرما کر امت پر ایک عظیم احسان

فرمایا۔ البتہ وہابیوں کے نزدیک تقلید ائمہ شرک و بدعت ہے اور سارے ائمہ حدیث کسی نہ کسی امام مجتہد کے مقلد ہیں تو تمہارے گھریلو شرک سے آئمہ حدیث بھی نہیں بچتے لہذا تم آئمہ حدیث کے گستاخ ہو، نیز آئمہ حدیث جو مقلدین ہیں ان کی کتب سے سہارا لے کر خود اپنے منہ کے بدعتی و مشرک تم لوگ خود ٹھہرے اور زندیق بھی اول نمبر کے تم لوگ ہوئے، تم نے جو اہل الاثار کے بعد قوسین میں "اہل حدیث" لکھا اور اس سے تاثر یہ دینا چاہا کہ تم لوگوں کو برا کہنے والا رافضی ہے یہ بھی تم نے ناکام کوشش کی ہے، کیونکہ اہل آثار تم لوگ ہرگز نہیں تم لوگ تو انگریزوں کے ایجنڈ ہو اور "اھل حدیث" کا لیبل تم لوگوں نے عوام الناس کو دھوکہ دینے کے لیے انگریزوں سے بھیک مانگ کر لگایا جیسا کہ اس کی تفصیل سابقا گزری، پتہ چلا کہ غیر مقلدین واقعۃ بدعتی ہی ہیں، یہاں سے یہ بھی عیاں ہو گیا کہ کھسیانی بلی کی طرح مارے مارے منہ چھپاتے ہوئے غیر مقلدین پھرتے ہیں اور ان کو منہ چھپانے کی جگہ کہیں نہیں ملتی۔

گمنام قلمکار نے پھر ایک مرتبہ مسلمانوں پر شرک کا فتوٰی لگایا یوں اپنی عاقبت کو خراب کرنے کی کامیاب کوشش کی چنانچہ گیارھویں شریف جو کہ ایصال ثواب و صدقہ خیرات کرنے کی ایک صورت ہے اس کو شرک قرار دیا، اناللّٰہ وانا الیہ راجعون، وہابیو! خدارا رکچھ تو اپنے آپ پر رحم کھاؤ اور اس دن کو یاد رکھو جس دن یقول الکفر یلیتنی کنت ترابا۔ (پارہ 30 النبا 40) ترجمہ: ۔ اور کافر کہے گا ہائے میں کسی طرح خاک ہو جاتا۔

ہماری اس وضاحت سے ثابت ہو گیا کہ بدعت سیۂ و ضلالہ کا پھنڈا طوق غیر مقلدین کے گلوں میں ہے، اور اہل سنت پر غنیۃ الطالبین کی عبارت ہرگز منطبق نہیں ہوتی۔

البریلویت نامی کتاب کا ردّ وابطال:۔

گمنام قلمکار نے ص ۲۸ پر یہ لکھا کہ ''اہم گزارش ،صرف اور صرف دفاع کے طور پر نہایت اختصار کے ساتھ رضا خانی گروہ کے عقائد و کردار کی مختصر جھلک پیش کی گئی ہے، اگر آپ اس گروہ کے مکمل عقائد و اعمال اور ان کی اصل تاریخ سے بالتفصیل آ گاہی حاصل کرنا چاہیں تو مفکر عصر علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید کی تصنیف '' **البریلویت** '' کا مطالعہ کریں جس کا اردو ترجمہ ادارہ ترجمان السنہ لاہور سے شائع ہو کر منظر عام پر آ چکا ہے۔(رسالہ غلیظ ص ۲۸)

واہ کیا بات ہے ،سر سید خانی قلمکار کی کہ کچھ پیچھے ۲۴ پر یہ لکھا کہ'' قول اور اقوال اور قوالیاں تمہیں مبارک ہمیں تو بس کتاب و سنت کافی ہے۔(ص ۲۴) اور بدحواسی کا یہ عالم ہے کہ ص ۲۸ پر آ کر احسان الٰہی ظہیر کی رسوائے زمانہ کتاب کا مطالعہ کرنے کی دعوت دے رہے ہیں جو کہ سراسر جھوٹ و اتہامات کا مجموعہ ہے، اب وہابی سے ہم یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ بتاؤ جب قول اور اقوال خواہ کتنے بڑے عالم کے ہوں تمہارے نزدیک حجت نہیں تو پھر احسان الٰہی ظہیر کی کتاب کیسے حجت بن گئی ؟ نیز کیا احسان الٰہی ظہیر کی کتاب '' قرآن و سنت ہے؟ یا قرآن و سنت کے مساوی؟ نیز احسان الٰہی ظہیر کا تمہارے نزدیک کیا درجہ ہے امتی کا یا پھر......؟

نمبر ۲۔ یہ کہ تم اپنے مخصوص ٹولہ کا دفاع بھی ہرگز نہیں کر پائے جیسا کہ ہماری سابقہ گفتگو سے آپ کے مقفل دروازے کھل گئے ہوں گے، اور اگر اب بھی ہدایت نہ پاؤ تو پھر یہ آیت پڑھ لو۔'' **قالوا قلوبنا غلف**'' اور اپنی حرماں نصیبی پر اپنے ہی سروں کو پیٹو۔

اور رہے اہلسنت کے عقائد و کردار تو وہ ہماری کتب سے بالکل روشن نور کی طرح چمکتے

ہوئے نظر آتے ہیں ان میں کسی طرح کی کوئی کھوٹ و ملاوٹ نہیں یہ وہی عقائد ہیں جس کو سرکار دو عالم صَلّٰی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ما انا **علیه واصحابی** '' سے تعبیر فرمایا تھا۔ ذلک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء، اور رہا یہ رسالہ غلیظ جس میں تم نے اہلسنت پر کیچڑ اچھالنے کی مذموم سعی کی اس کا ہم نے تمہیں دندان شکن جواب دے دیا کچھ آئندہ صفحات میں دے رہے ہیں۔

اور رہی یہ بات کہ تم نے احسان الٰہی ظہیر کو مفکر عصر کہا تو آیئے اس کا جواب آپ کے گھر سے دیتے ہیں کہ تمہارے مفکر عصر کی یہ حالت ہے کہ وہ جا بجا ٹھوکریں کھاتا ہے، چنانچہ حافظ عبدالرحمٰن مدنی اہل حدیث لکھتا ہے کہ'' جہاں تک اس کی عربی دانی کا تعلق ہے اس کا بھی صرف دعویٰ ہی ہے ورنہ اس کی مطبوعہ کتابوں کا شاید ہی کوئی صفحہ گرامر یا زبان کی غلطیوں سے پاک ہوگا، چنانچہ عربی دان حضرات اپنی مجلسوں میں احسان الٰہی کی عربی کتب کے سلسلہ میں ایسی باتوں کا اکثر ذکر کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو (حافظ عبدالرحمٰن مدنی ہفت روزہ اہل حدیث لاہور ۳، اگست ۱۹۸۴ء، ص ۶) — مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

اور رہی ''البریلویت'' نامی کتاب جس کو غیر مقلدین نا قابل تسخیر سمجھ رہے ہیں اس کی شیخ الحدیث علامہ عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ نے دھجیاں اُڑا دی ہیں چنانچہ علامہ نے ایک جواب ''شیشے کے گھر'' دوسرا جواب ''اندھیرے سے اجالے تک'' کے نام سے دیا، نیز ایک مدلل و تحقیقی جواب بزبان عربی بنام'' **من عقائد اهل السنه**'' دیا اور یہ سب پاک و ہند سے متعدد بار چھپ کر اپنا علمی و تحقیقی سکہ بٹھا چکی ہیں **فللّٰہ الحمد** اس کے علاوہ ''البریویت'' کے رد و ابطال میں ''النجدیت'' بھی چھپ کر منظر عام پر آ چکی ہے۔

کلکِ رضا ہے خنجر خونخوار برق بار   اعداء سے کہہ خیر منائیں نہ شر کریں

غیر مقلدین کی تقلید:۔

سر سید خانی قلمکار نے ص ۲۴ پر لکھا کہ ''ایک طرف تو ہمیں غیر مقلد ہونے کا طعنہ دیا جاتا ہے اور دوسری طرف علماء کے اقوال ہمارے خلاف بطور دلیل کے پیش کیے جاتے ہیں، جب کہ اہل حدیث کا عقیدہ یہ ہے کہ کتاب وسنت کے منافی کسی کا قول نہ دلیل ہوسکتا ہے اور نہ حجت اگر چہ وہ قول کتنے ہی بڑے عالم کا ہو، یہ قول اور اقوال اور قوالیاں تمہیں مبارک ہمیں تو بس کتاب وسنت کافی ہیں۔ (رسالہ غلیظ ص ۲۷)

گمنام قلمکار نے یہ شکایت کی کہ ان کو ''غیر مقلد'' ہونے کا طعنہ دیا جاتا ہے جواباً گزارش ہے کہ غیر مقلد کو غیر مقلد نہ کہا جائے تو پھر کیا کہا جائے؟ یہ تو ایسی ہی بات ہے کہ کوئی ''کافر'' کہے کہ مجھے کافر ہونے کا طعنہ دیا جاتا ہے، تو پوچھا جائے گا کہ کافر کو کافر نہ کہا جائے تو پھر کیا کہا جائے؟

فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ. (پارہ 3 البقرہ 258)

ترجمہ:۔ تو ہوش اڑ گئے کافر کے اور اللہ راہ نہیں دکھاتا ظالموں کو۔

اس احمق سے کوئی پوچھے کہ ائمہ مجتہدین کی تقلید سے تمہیں عار ہے بلکہ مقلدین سے تمہیں گلہ ہے تو پھر تم غیر مقلد ہی ہوئے اور کیا ہوئے۔''

چلیں آج ہم آپ کے اس شکوے کا بھی ازالہ کر دیتے ہیں اور تمہیں مقلد ثابت کر دیتے ہیں، مگر کس کا؟ ابن قیم کا، ابن تیمیہ کا اور قاضی شوکانی کا۔

تو دل تھام کر پڑھیئے کہ نواب وحید الزماں افسردہ لہجے میں لکھتے ہیں'' ہمارے اہل حدیث

بھائیوں نے ابن تیمیہ اور ابن قیم اور شوکانی اور شاہ ولی اللہ صاحب اور مولوی اسماعیل صاحب کو دین کا ٹھیکیدار بنا رکھا ہے، جہاں کسی مسلمان نے ان بزرگوں کے خلاف کسی قول کو اختیار کیا، بس اس کے پیچھے پڑ گئے بُرا بھلا کہنے لگے۔

بھائیو، ذرا غور کرو! اور انصاف کرو جب تم نے ابوحنیفہ اور شافعی کی تقلید چھوڑ دی تو ابن تیمیہ اور ابن قیم اور شوکانی جو ان سے بہت متاخر ہیں، ان کی تقلید کی کیا ضرورت ہے۔ (محمد عبدالحلیم چشتی، حیات وحید الزماں (بحوالہ وحید اللغات) ص ۱۰۲)

احباب نے غور فرمایا کہ گمنام قلمکار اہلسنت سے خفا ہو رہا تھا۔ اور یوں کہہ رہا تھا کہ ''ہمیں غیر مقلد ہونے کا طعنہ دیا جاتا ہے'' (رسالہ غلیظ ص ۲۴) تو یہاں نواب وحید الزماں نے اپنے اہل حدیث بھائیوں کو ائمہ کا غیر مقلد کہا۔ (۲) ابن تیمیہ، ابن قیم اور شوکانی، شاہ ولی اللہ صاحب اور اسماعیل قتیل بالاکوٹ کا مقلد بھی بتایا۔ (۲) اور مشورۃً یہ بھی کہا کہ'' ان (یعنی ابن تیمیہ، ابن قیم، شوکانی، شاہ صاحب، قتیل بالاکوٹ) کی تقلید کی کیا ضرورت ہے۔

جو تیرے در سے یار پھرتے ہیں   دربدریوں ہی خوار پھرتے ہیں

نام نہاد اہل حدیث غیر مقلدین کا فساد:۔

مولوی عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں کہ'' ملحد نیچریوں کے چھوٹے بھائی غیر مقلدین ہیں، جنہوں نے اپنا نام اہل حدیث رکھا ہوا ہے، حالانکہ ان کے اور اہل حدیث کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے ان دونوں فرقوں کا فساد ہندوستان کے تمام شہروں اور بیرون ہند کے بعض شہروں میں پھیل گیا ہے۔ چنانچہ شہر خراب ہو گئے، اور جھگڑا اور عناد پیدا ہو گیا اللہ تعالیٰ ہی کی

بارگاہ میں شکایت، عاجزی اور التجا ہے دین کی ابتداء غربت میں ہوئی اور پھر وہ غریب ہو جائے گا پس غرباء کے لیے خوش خبری ہے۔

ایسے مفسدین اور ملحدین گزشتہ ادوار میں اسلامی سلطنت کے زمانے میں کئی دفعہ پیدا ہوتے رہے، ملت اسلامیہ کے سلاطین تلواروں سے ان کا مقابلہ کرتے رہے اور ان کے خاتمہ کے حتمی احکام صادر کرتے رہے، چنانچہ ان کی ہلاکت کے ساتھ ان کا فتنہ سرد ہوتا رہا اور جب ہمارے زمانے کے ہندوستان میں قوت وشوکت والی اسلامی سلطنت باقی نہ رہی تو فتنے عام ہو گئے، اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے بندوں کو مصیبتوں میں ڈال دیا، انا للہ وانا الیہ راجعون
(عبدالحی لکھنوی، الآثار المرفوعہ ص ۹ مکتبہ قدوسیہ لاہور)

احباب آپ نے غور فرمایا کہ غیر مقلدین نام نہاد اہل حدیث نے زمین پر فتنہ اور فساد مچانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی اور اس کی گواہی بھی مولوی عبدالحی لکھنوی نے دی۔

غیر مقلدین کے فتنے اور فساد منجملہ اس فساد سے ہیں جس کی طرف فرشتوں نے اشارہ کرتے ہوئے رب کی بارگاہ میں عرض کی تھی۔ قَالُوٓا اَتَجۡعَلُ فِیۡهَا مَنۡ یُّفۡسِدُ فِیۡهَا وَیَسۡفِکُ الدِّمَآءَ (پ ۱ سورۃ البقرۃ آیت ۳۰)

ترجمہ: بولے کیا ایسے کو نائب کرے گا جو اس میں فساد پھیلائے گا اور خونریزیاں کرے گا۔

انصاف پسند حضرات سے توجہ کی درخواست ہے کہ نام نہاد اہل حدیث کو صرف ہم ہی نہیں بلکہ مولوی عبدالحی لکھنوی نے بھی غیر مقلدین سے یاد کیا، نیز یہ بھی بتایا کہ ان غیر مقلدین اور اہل حدیث (یعنی محدثین، مرتبین حدیث جامعین حدیث) کے مابین زمین و آسمان کا فرق ہے،

ساتھ مولوی عبدالحی لکھنوی صاحب نے یہ بھی بتایا کہ ان لوگوں نے تخریب کاری کی، ان کی وجہ سے جھگڑے ہوئے، عناد پیدا ہوا، ان لوگوں نے بندگان خدا کو مصیبتوں میں ڈالا، سلاطین اسلام ان کی سرکوبی کرتے تو ان کا فتنہ ٹھنڈا پڑ جاتا۔

گمنام قلمکار کو یہ شکایت تھی کہ ان کی ٹولی کو غیر مقلدیت کا طعنہ دیا جاتا ہے تو آیئے ہم آپ کو مولوی عبدالحی لکھنوی کی تصریح کے مطابق برا نہ مناؤ تو (۱) تخریب کار (۲) جھگڑا کے باعث بننے والا، (۳) عنادی (۴) فسادی (۵) ملحد (۶) فتین (۷) ہلاکت میں پڑنے والے، کہہ دیتے ہیں قبول فرمالیجئے۔

لیکن یہ سوال ہوسکتا ہے کہ نام نہاد اہل حدیث اتنی بربادی میں کیوں پڑے ہیں؟ تو اس کا جواب یہی ہوگا کہ ائمہ مجتہدین کی تقلید سے انکاری ہونے کی وجہ سے، صراط مستقیم سے عدول کی وجہ سے سواد اعظم سے علیحدگی اختیار کرنے کی وجہ سے۔

اب رہی کتاب وسنت کی بات تو سابقاً تحریر میں ہم نے کتنی آیات طیبات و احادیث مبارکہ کو پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے شاید ان پر تمہارا ایمان نہیں ہے۔

تو چلیے ہم اور آیتیں آپ کو سنا دیتے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَالۡفِتۡنَةُ اَکۡبَرُ مِنَ الۡقَتۡلِ (پارہ ۲ البقرۃ ۲۱۷) ترجمہ۔ اور ان کا فتنہ (فساد) قتل سے سخت تر ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔

وَاِذَا تَوَلّٰی سَعٰی فِی الۡاَرۡضِ لِیُفۡسِدَ فِیۡهَا وَیُهۡلِکَ الۡحَرۡثَ وَالنَّسۡلَ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الۡفَسَادَ (پارہ ۲ بقرہ ۲۰۵) ترجمہ: اور جب پیٹھ پھیرے تو زمین میں فساد ڈالتا پھرے

اور کھیتی اور جانیں تباہ کرے اور اللہ فساد سے راضی نہیں۔"

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَإِذَا قِيلَ لَهُ اتَّقِ اللَّهَ أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْإِثْمِ فَحَسْبُهُ جَهَنَّمُ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ. (پارہ۲ البقرہ آیت ۲۰۶) ترجمہ: "اور جب اس سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈرو تو اسے اور ضد چڑھے گناہ کی ایسے کو دوزخ کافی ہے اور وہ ضرور بہت برا بچھونا ہے۔"

نیز اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔

وَيُشْهِدُ اللَّهَ عَلَى مَا فِي قَلْبِهِ وَهُوَ أَلَدُّ الْخِصَامِ. (پارہ۲ سورہ البقرہ آیت ۲۰۴)

ترجمہ: "اور اپنے دل کی بات پر اللہ کو گواہ لائے اور وہ سب سے بڑا جھگڑالو ہے۔"

گمنام قلمکار کو شاید اتنی آیات کفایت کریں؟

یہ بھی خیال رہے کہ یہ آیات ہم نے اس وجہ سے پیش کیں کہ مولوی عبدالحی لکھنوی نے وہابی ٹولی کے متعلق جو تصریح کی اس کا ہم نے ترجمہ پیش کیا جس میں ان لوگوں کو طرح طرح کے القابات سے یاد کیا گیا خود انہی کی کرتوتوں سے عبدالحی لکھنوی کے ذکر کردہ عربی میں تعریفیہ کلمات یہ ہیں:

"ولعمری افساد هؤلاء الملاحدة وافساد اخوانهم الاصاغر المشهورين بغير المقلدين الذين سموا انفسهم باهل الحديث وشان مابينهم وبين اهل الحديث قد شاع فی جميع بلاد الهند و بعض بلاد غير الهند فخربت به البلاد و وقع النزاع و العناد فالی الله المشتكی واليه المتفرع والملتجی بدا الدين غريبا وسيعود غريبا فطوبی للغرباء ولقد كان حدوث مثل هؤلاء المفسدين والملحدين فی الازمنته السابقة فی ازمنته

السلطنة الاسلامية غير مرة فقابلتهم اساطين الملة وسلاطين الامة بالصوارم المنكبة واجروا عليهم الجواز م المغنية فاندفعت فتنهم بهلاكهم ولما لم تبق فی بلاد الهند فی اعصار نا سلطنة اسلامية ذات شوكة وقوة عمت الفتن واوقعت عبادلله فی المحن فانا لله وانا اليه راجعون. (الاجوبۃ الرفیدہ ص۹ مکتبہ قدوسیہ لاہور عبدالحی لکھنوی)

نیز وہابیوں کی ٹولی سے یہ مطالبہ ہے کہ وہ اس معمہ کو حل کریں کہ جب تمہارے نزدیک "قرآن و سنت کے منافی کسی کا قول نہ دلیل ہو سکتا ہے اور نہ حجت اگرچہ وہ قول کتنے ہی بڑے عالم کا ہو" (رسالہ غلیظہ ص۲۴) تو پھر قرآن و سنت کے منافی اسماعیل دہلوی قتیل بالاکوٹ و جملہ غیر مقلدین علماء در حقیقت جہلاء کی باتیں کیوں دلیل و حجت مانی جاتی ہیں؟۔

اور رہے ائمہ مجتہدین کے قول و اقوال تو اہلسنت کے ہاں وہ دلیل ہیں کیونکہ وہ ادلہ اربعہ کے صحیح ترجمان ہیں، رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم کے صحیح وارثین ائمہ مجتہدین ہیں۔ لہذا یہ ہمیں مبارک ہونا اہلسنت کی خوش نصیبی ہے، تمہیں ابوجہل ابن ابی وغیرہما کفار ومنافقین کی روش اختیار کرنے پر اپنی حرماں نصیبی پر زیادہ سے زیادہ افسوس کرنا چاہیے۔

اور رہی قوالیوں کی بات تو کاش تم کو شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و دیگر فقہاء و صوفیاء کی کتب پڑھنا نصیب ہو جاتا تو یہ بات نہ کرتے۔

ثناء اللہ امرتسری شیخ الاسلام یا ملحد و زندیق؟

(۱) مشہور مناظر مولوی ثناء اللہ امرتسری ۱۲۸۷ھ/۱۸۷۰ء میں پیدا ہوئے، مولوی احمد اللہ امرتسری، مولوی عبدالمنان وزیر آبادی سے تعلیم پائی، دیوبند میں بھی پڑھتے رہے، کانپور

میں مولانا احمد حسن کانپوری سے آخری کتابیں پڑھیں۔ تمام عمر امرتسر میں رہے۔ تقسیم کے بعد پاکستان آ گئے۔ ۲۶ جمادی الاولی ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء کو سرگودھا میں فوت ہوئے۔ (نزھۃ الخواطرج ۸ص ۹۵۔۹۶ عبدالحی، حکیم) (۲) ان کی تصانیف میں تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن، عربی نے خوب شہرت پائی، انکے ہم مسلک اہل حدیث علماء نے اس تفسیر پر سخت تنقید کی، مولوی عبدالحی موزخ لکھتے ہیں" وقد تعقب علیه بعض العلماء " (ایضاص ۹۵) بعض علماء نے اس پر تعاقب کیا ہے۔ یہ تعاقب اتنا سرسری نہیں تھا، جس طرح بیان کیا گیا ہے۔ (۳) اھل حدیث کے مسلم عالم مولوی عبداللہ غزنوی کے شاگرد مولوی عبدالحق غزنوی نے ایک رسالہ "الاربعین" میں چالیس ایسے مقامات کی نشان دہی کی ہے جو ان کے نزدیک قابلِ اعتراض تھے۔ اس تفسیر کے بارے میں انکے تاثرات یہ ہیں۔ "الفاظ غلط' معانی غلط، استدلات غلط، بلکہ تحریفات میں یہودیوں کی بھی ناک کاٹ ڈالی۔ (عبدالحق غزنوی، الاربعین ص ۳ لاہور پرنٹنگ پریس لاہور)

(۴) حقیقت میں یہ بے انصاف، ناحق شناس، بدنام کنندہ نکونا مے چند ناحق اہل حدیث کو بدنام کرر کھا ہے، بلکہ اہل حدیث سے بالکل مخالف اور اہل سنت و جماعت سے خارج ہے، فلاسفہ اور نیچریوں اور معتزلہ کا مقلد ہے، ناسخ و منسوخ، تقدیر، معجزات، کرامات، صفات باری، دیدارِ الٰہی، میزان، عذاب قبر، عرش، لوح محفوظ، دابۃ الارض، طلوع شمس از مغرب وغیرہ وغیرہ جو اھل سنت میں، مسائل اعتقادیہ اجماعیہ ہیں اور آیاتِ قرآنیہ ان پر شاہد ہیں اور علماء اہلسنت نے اپنی تفاسیر میں بالاتفاق جن آیات کی تفسیر ان مسائل کے ساتھ کی ہے، انہوں نے ان سب آیتوں کو بتقلید کفرۂ، یونان وفرقہ ضالہ معتزلہ وقدریہ وجھمیہ خذلھم

اللہ محرف ومبدل کر کے سبیل مومنین کو چھوڑ کر اپنے آپ کو" ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ماتولیٰ و نصله جهنم و ساء ت مصیرا" کا مصداق بنایا۔ (عبدالحق غزنوی الاربعین ص ۵)

یہ صرف مولوی عبدالحق غزنوی کی ذاتی رائے نہیں ہے، لاہور، امرتسر، راولپنڈی، ملتان مدارس اور دیوبند وغیرہ کے چوراسی ذمہ دار علماء نے اپنی تقریظوں میں "الاربعین" کی تائید کرتے ہوئے اس تفسیر کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام اور متقدمین کی تفاسیر کے مخالف قرار دیا ہے، ان میں اکثریت علماء اہل حدیث کی ہے، یہ تمام تعریفیں "الاربعین" میں شامل کر دی گئی ہیں۔

(۵) اہل حدیث کے امام مولوی عبدالجبار غزنوی لکھتے ہیں "مولوی مذکور نے اپنی تفسیر میں بہت جگہ تفسیر نبوی اور تفاسیر خیر قرون اور تفاسیر اہل سنت و جماعت کو چھوڑ کر تفسیر جھمیہ اور معتزلہ وغیرہ فرق ضلالہ کو اختیار کیا...... بایں ہمہ اھل سنت و جماعت پھر اہل سنت میں فرقہ اہل حدیث کا دعویٰ کرنا اس کی دھوکہ دہی اور ابلہ فریبی ہے، بلکہ اہل حدیث تو درکنار اہل سنت و جماعت سے خارج ہے۔" (ایضا الاربعین ص ۲۷)

(۶) اہل حدیث کے وکیل مولوی محمد حسین بٹالوی لکھتے ہیں "تفسیر امرتسری کو تفسیر مرزائی کہا جائے تو بجا ہے، تفسیر چکڑالوی کا خطاب دیا جائے تو روا ہے...... اس کا مصنف اس تفسیر سراپا الحاد و تحریف میں پورا مرزائی، پورا چکڑالوی اور چھٹا ہوا نیچری ہے۔" (ایضاص ۴۳)

(۷) ریاض کے قاضی شیخ محمد بن عبداللطیف آل شیخ نے لکھا۔ "نہ تو مولوی ثناء اللہ سے علم حاصل کرنا جائز ہے اور نہ اس کی اقتداء جائز ہے اور نہ اس کی شہادت قبول کی جائے اور نہ اس سے کوئی بات روایت کی جائے اور نہ اس کی امامت صحیح ہے میں نے اس پر حجت قائم

کردی، مگر وہ اپنی بات پر اڑا رہا، پس اس کے کفر اور مرتد ہونے میں شک نہیں۔ (فیصلہ مکہ ص ۱۵)

(۸) مولوی عبدالاحد خانپوری، اہل حدیث لکھتے ہیں۔ اور ثناء اللہ ملحد زندیق کا دین اللہ کا دین نہیں ہے، اس کا کچھ دین تو فلاسفہ دہریہ نمارده (نمرود کی جمع) صائبین کا ہے۔ جو ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کے دشمن ہیں۔ اور کچھ دین اس کا ابوجہل کا ہے، جو اس امت کا فرعون تھا۔ بلکہ اس سے بھی بدتر ہے پس وہ بحکم قرآن واجب القتل ہے۔ (عبدالاحد خانپوری، الفیصلۃ الحجازیہ السلطانیہ ص ۱۸)

اب سوال یہ ہے کہ کیا امرتسری صاحب نے ان اقوال سے توبہ کر لی تھی جن کی بناء پر مذکورہ بالا فتوے لگائے گئے تھے، اور اگر نہیں تو شیخ الاسلام کے معزز ترین لقب ہی کا پاس کیا ہوتا۔ (تحقیقی وتنقیدی جائزہ ص ۴۴۳)

ان عبارتوں سے یہ بات بھی نیم روز سے زیادہ روشن ہوگئی کہ "ثناء اللہ امرتسری" خود اہل حدیث غیر مقلدین کے بڑوں کے نزدیک بھی ملحد، زندیق تھا۔

اب یہ فلسفہ گمنام قلمکار سے ہی کوئی پوچھے کہ جو شخص خود تمہارے بڑوں کے نزدیک ملحد زندیق ہے تو پھر وہ شیخ الاسلام کیسے بن گیا؟ ممکن ہے یہ جواب ملے کہ غیر مقلدین کے نزدیک جو سب سے بڑا افسادی محرف قرآن بے دین ہو اس کو شیخ الاسلام سے یاد کیا جاتا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس سے یہ معمہ بھی حل ہوگیا کہ "فاتح قادیان" مولوی ثناء اللہ ملحد و زندیق کیسے بن گیا؟

تو جواب ملا کہ "چونکہ بے دینی اور الحاد، سرکشی میں قادیانیوں سے بھی دو ہاتھ آگے تھے، لہذا قادیانیوں کو فتح کرنے والے بھی ہو گئے۔

اب رہی اگلی بات کہ گمنام قلمکار نے "مولوی ثناء اللہ امرتسری" کو مرزائیت کے خلاف

تلوار بے نیام قرار دیا، ص ۲۰ پر۔

اس پر اولاً تو گزارش ہے کہ جب "ثناء اللہ" قادیانیوں کے پیچھے نماز کے جواز کے قائل ہیں تو پھر وہ ان کے خلاف "تلوار بے نیام" کیسے ہوگئے، جیسا کہ "مولوی عبدالعزیز سیکریٹری، جمعیۃ مرکزیہ اہل حدیث، ھند، نے مولوی ثناء اللہ امرتسری کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا کہ آپ نے لاہوری مرزائیوں کے پیچھے نماز پڑھی، آپ مرزائی کیوں نہیں؟ آپ نے فتوی دیا کہ مرزائیوں کے پیچھے نماز جائز ہے، اس سے آپ خود مرزائی کیوں نہیں؟ آپ نے مرزائیوں کی عدالت میں مرزائی وکیل کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے مرزائیوں کو مسلمان مانا اس سے خود آپ مرزائی کیوں نہیں ہوئے؟ (عبدالعزیز، فیصلہ مکہ ص ۳۶ جمعیۃ مرکزیہ اہل حدیث ھند لاہور)

اس اقتباس سے یہ کھل کر سامنے آ گیا کہ "مولوی ثناء اللہ امرتسری" قادیانیوں کے لیے تلوار بے نیام (یعنی ننگی تلوار) تو نہیں تھے۔ لہذا کوئی یوں کہہ دے کہ ننگی تلوار تو نہیں صرف ننگے (قادیانیوں کے سامنے) تھے تو بے جا نہ ہوگا۔ جیسا کہ احباب نے ملاحظہ فرمایا ان کی کرتوتوں کو۔

ممکن ہے گمنام قلمکار کو یہ بات ناگوار گزرے تو جواباً گزارش ہے کہ چلو قادیانیوں کے سامنے "ننگا" کہنے میں آپ کی طبیعت پہ بار ہو رہا ہے تو چلو ہم "ثناء اللہ امرتسری" کو مٹی، کھلونے کی تلوار بے نیام کہہ دیتے ہیں۔

برانہ مناؤ تو ایک اور بات کہہ دیتا ہوں وہ یہ کہ سابقاً "آپ نے اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ کے ایک شعر پر جو انہوں نے عشق رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں ڈوب کر بارگاہ رسالت میں عرض کیا تھا اس پر آپ نے یہ کہا تھا کہ "یہ دائرہ

انسانیت سے "خروج ہے تو اب بتاؤ تم نے مولوی ثناءاللہ امرتسری کو "تلوار بے نیام" کہہ کر خود تمہارے زعم کے مطابق دائرہ انسانیت سے خارج نہیں کیا؟ کیا مولوی صاحب کو آپ نے جمادات کے زمرے میں شمار نہیں کیا؟ اب وہ اشرف المخلوقات" والا قول کیوں یاد نہیں رہا؟

اہلسنت کو "حلوہ خور" کہنے والے شاید "مادہ منویہ" کو پاک کہنے کے ساتھ ساتھ اس کو تناول بھی فرماتے ہوں گے جبھی تو عقل زائل ہو چکی ہے۔

اور رہی ثناءاللہ کے اجتہاد کی بات، تو گزارش ہے کہ تمہارے اپنوں ہی نے تو "مولوی مذکور" کو مرتد تک قرار دیا ہے تو ایک ایسا شخص جس کے کفر وارتداد کو تمہارے بڑوں نے لکھا تو پھر اس کو درجہ اجتہاد پر فائز سمجھنا کہاں کا انصاف ہے، پہلے اس کا مسلمان ہونا تو ثابت کرو درجہ اجتہاد تو بہت اونچا درجہ ہے وہ ہم بیان کر دیں گے کہ "اجتہاد" کی صلاحیت کن نفوس قدسیہ میں ہوتی ہے۔

کہاں امام اعظم سراج الامۃ سیدنا ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ ومقام اور کہاں تمہارا غیر مقلد مولوی جو جابجا ٹھوکریں کھاتا نظر آتا ہے۔

اے ببیں تفاوتِ راہ، از کجا تا بکجا۔

سرکارِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میٹھی چیز پسند فرماتے:۔

مشکوۃ شریف میں بحوالہ بخاری شریف یہ حدیث ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، کان رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یحب الحلواء و العسل ،، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حلوہ (میٹھی چیز) اور شہد پسند فرماتے تھے۔ ملاحظہ ہو (مشکوۃ کتاب الاطعمہ فصل اول رقم الحدیث ۴۱۸۴، بخاری شریف، رقم

۵۴۳۱، مسلم شریف رقم ۲۱ ـ ۱۴۷۴، ترمذی رقم ۱۸۳۱، دارمی رقم ۲۰۷۵، ابوداؤد شریف رقم ۳۷۱۵، ابن ماجہ رقم ۳۳۲۳) عموماً بزرگان دین میٹھی چیز سے محبت کرتے ہیں، یہ بھی خیال رہے حلوہ میں ہر میٹھی چیز داخل ہے، حتیٰ کہ شربت اور میٹھے پھل، عام مٹھائیاں، مروجہ حلوہ، سب سے پہلے حضرتِ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنایا تھا پھر سرکار دوعالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں پیش کیا گیا اور سرکار دوعالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس میں دعائے برکت فرمائی اس حلوہ میں آٹا، گھی اور شہد تھا اور سرکار دوعالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ بھی ارشاد فرمایا۔ کلوا ھذا شئی تسمیه فارس الخبیص " کھاؤ اس کو اہل فارس خبیص کہتے ہیں، ملاحظہ ہو، (مرقات شرح مشکوۃ، ۹۸/۸ علمیہ بیروت اسی حدیث کے تحت) اس لیے عموماً فاتحہ، نیاز میٹھی چیز پر ہوتی ہے اس کی اصل یہ حدیث پاک ہے۔

احباب آپ نے غور فرمایا کہ حلوہ سرکار دوعالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو نہ صرف پسند تھا، بلکہ اس کو کھانے کا آپ نے حکم بھی ارشاد فرمایا، اب اہلسنت حدیث وسنت پر عمل کرتے ہوئے حلوہ تناول کرتے ہیں دوسرے مسلمان بھائیوں کو پیش کرتے ہیں جو کہ انفاق فی سبیل اللہ کے قبیل سے ہے مگر افسوس غیر مقلدین کی حدیث دشمنی سے کہ یہ لوگ نہ یہ کہ حدیث شریف سے نا آشنا ہیں بلکہ سنت پر عمل کرنے والے مسلمانوں کو کوستے ہیں پھر اس پر ڈھٹائی یہ کہ اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے پھرتے ہیں، واہ کیا بات ہے ان کی جہالت مرکبہ کی، اس پر جتنی بھی ملامت کی جائے کم ہے۔

وہابی خورد ونوش:۔

جس طرح وہابی نام نہاد اہل حدیث کے لیے ہر میدان بڑا وسیع ہے جس میں من مانی کی

عام اجازت ہے، اسی طرح کھانے پینے کی چیزوں میں ان حضرات کے ماکولات ومشروبات کی فہرست بھی کچھ نرالی اور تعجب خیز قسم کی ہے۔

وہابیوں کا پسندیدہ مشروب:۔

انہیں کی زبانی سوال وجواب پیش ہے ملاحظہ ہو۔

سوال : اُونٹ، کا پیشاب پینا مریض کے لیے حدیث میں ہے، مگر بڑی مکروہ چیز ہے، کیسے جائز ہوا؟ ہندولوگ عورت کو نفاس کی حالت میں گائے کا پیشاب پلاتے ہیں، کیا باعثِ اعتراض نہیں ہے؟

جواب: حدیث شریف میں بطورِ دوائی استعمال کرنا جائز آیا ہے، جس کو نفرت ہو وہ نہ پے، لیکن حلت کا اعتقاد رکھے، ایسا ہی گائے بکری کے بول کے متعلق بھی آیا ہے، ''لا بــــاس ببول ما یؤ کلُ لحمه'' (ثناء اللہ امرتسری، مولوی فتاوی ثنائیہ جلد اول ص ۵۵۵)

وہابیوں کا پسندیدہ ماکول:۔

''وہابیوں کے مولوی عبدالستار دہلوی تحریر کرتے ہیں، '' کچھوا حلال ہے'' (عبدالستار، تفسیر ستاری ضمیمہ ص ۴۲۶)

کچھوا کوکرا، گھونگا کا حکم:۔

سوال: کچھوا کوکرا اور گھونگا حرام ہیں یا حلال؟ ازروئے قرآن وحدیث جواب ہو،

جـــواب :قرآن وحدیث میں جو چیزیں حرام ہیں، ان میں یہ تینوں نہیں۔ اور حدیث

شریف میں آیا ہے ''ذرونی ما ترکتم '' جب تک شرع بند نہ کرے، تم سوال نہ کیا کرو، ان تینوں سے شرع شریف نے بند نہیں کیا، لہذا حلال ہیں۔ (فتاوی ثنائیہ جلد ۱/ ۵۵۷)

خیال رہے علمی اردو لغت ''میں گھونگا'' کے معنی یہ بیان کیے گئے ہیں کہ ایک قسم کے دریائی کیڑے کا خول جونڈی کی مانند ہوتا ہے۔ (ص ۱۲۷۰ علمی کتاب خانہ کبیر اسٹریٹ اردو بازار لاہور)

اور کوکرا کتے کو کہتے ہیں جب کہ کوکری کتیا کو۔

اب اس آیت مبارکہ کو بمع ترجمہ پڑھیں۔

الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ (پارہ ۱۸ سورہ النور آیت ۲۶) ترجمہ: ''گندیاں گندوں کے لیے اور گندے گندیوں کے لیے اور ستھریاں ستھروں کے لیے اور ستھرے ستھریوں کے لیے''

کافر و مرتد اور گمراہ کے پیچھے نماز کا حکم:۔

واضح رہے اہل سنت کے نزدیک کافر و مرتد کے پیچھے نماز پڑھنا باطل محض ہے چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی بھی کافر و مرتد ہوگیا، اب مرزا غلام احمد قادیانی ہو یا اس کے ماننے والے مرزائی ان سب کے پیچھے نمار باطل محض ہے۔

اور رہا ایسا گمراہ جس کی گمراہی حد کفر کو نہ پہنچی ہوا سے امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی واجب الاعادہ۔ اسی طرح فاسق معلن کو امامت کے لیے مقدم کرنا بھی گناہ'' فـان تـقديم الفاسق اثم والصلوة مكروهة تحريما'' ''لو قدموا فاسقا یأثمون '' کـره امامة الفاسق لعدم اهتمامه بالدين فتحب اهانته شرعا فلا يعظم بتقديمه

للامامة واذا تعذر منعه ینتقل عنه الی غیر مسجده للجمعة وغیرها"

اور بدعقیدہ لوگوں کے متعلق سرکار دوعالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارشاد ہے"

لا تصلوا معهم ،بدعقیدہ لوگوں کے ساتھ نماز نہ پڑھو۔شرح عقائد نسفی میں ہے۔لا کلام فی کراهة الصّلاة خلف الفاسق والمبتدع هذا اذا لم یود الفسق و البدعة الی حد الکفر اما اذا ادی الیه فلا کلام فی عدم جواز الصلوة خلفه'

فقہ اکبر والی حدیث سے مراد:۔

وہ حدیث کہ جو فقہ اکبر کے حوالے سے گمنام نے ذکر کی،اس جیسی حدیثوں سے مراد مثلاً
" فصلوا معهم ما صلوا القبلة" (مشکوۃ ۱/۱۳۳ کتاب الصلوۃ باب تعجیل الصلوۃ فصل ثالث رقم:۶۲۲)
تم ان کے ساتھ نماز پڑھتے رہنا جب تک وہ کعبہ کی طرف نماز پڑھیں۔"

یہ ہے کہ وہ لوگ صحیح العقیدہ مسلمان ہوں،نہ فقط نماز میں کعبہ کو منہ کر لینا،اس زمانہ میں منافقین اور آج کل مرزائی چکڑالوی وغیرہ مرتدین سب ہی نماز میں کعبہ کو منہ کر لیتے ہیں حالانکہ ان کی اقتداء میں نماز قطعاً باطل ہے جیسا کہ عرض کیا گیا،جب گندے کپڑے والے کے پیچھے نماز نہیں ہوتی تو گندے عقیدے،گندے دل والے کے پیچھے نماز کیسے ہوگی،حاصل یہ ہے کہ عقیدہ اور عمل جس طرح کا ہوگا اسی طرح حکم شرع ہوگا اس سب کی تفصیل اہلسنت کے بزرگوں کی کتابوں میں موجود ہے،اور رہا مولوی ثناء اللہ تو اس نے اپنے فتویٰ میں قادیانیوں کے پیچھے نماز جائز ہونے کی صراحت کی اور وہاں وہ حدیث پڑھی،پتہ چلا تم لوگ قادیانیوں کو مسلمان مانتے ہو جبھی تو یہ حکم بیان کیا اب بتاؤ مرتد کو مسلمان ماننے والے کے متعلق کیا عقیدہ

ہے؟اب گمنام قلمکار ہی بتائے کہ تمہاری اس دورخی کو کیا نام دیا جائے؟منافقت،یا پھر تقیہ؟ کیونکہ ایک طرف تمہارے گرو نے مرزائیوں کے پیچھے نماز پڑھی۔(۲)ان کے پیچھے نماز کے جائز ہونے کا فتویٰ دیا۔(۳)مرزائیوں کو مسلمان مانا۔اور دوسری طرف تم نے اپنے رسالہ کے ص۱۹ پر یہ بھی لکھا"
اس (مرزا) کذاب کو نبی،ولی یا مجدد تسلیم کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے۔(رسالہ غلیظ ص۱۹)

نیز یہ بھی واضح رہے کہ اجر وثواب کا مستحق وہ ہوتا ہے جو مسلمان ہو اور رہا تمہارا مولوی ثناء اللہ امرتسری تو اس کو مرتد تو خود تمہارے بڑوں نے کہا تو اس کے حق میں اجر وثواب کی امید کرنا کہاں کا اصول ہے۔

نیز پہلے اس کو مسلمان تو ثابت کرو،اجتہاد کرنا تو بعد کی بات ہے،اور یہ جو تم نے عبارت لکھی کہ امام اعظم کا اجتہاد پہلے ہے اور مولانا امرت سری کا اجتہاد بعد میں۔(ص۲۰)

تو یہ بھی بلی کے خواب میں چھچھڑے والی بات ہے،نیز امام اعظم امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو تو تم سب سے زیادہ کوستے ہو اب جب کہیں سے پناہ نہیں ملی تو امام اعظم امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے نام کی بھیک بھی مانگتے ہو۔

گمنام قلمکار لکھتا ہے کہ" مولانا امرت سری مرزا غلام احمد قادیانی کے کس قدر خلاف تھے،نیز انہوں نے اپنی تقریروں اور تحریروں میں اسے کس قدر ستایا اس کا اندازہ مرزا قادیانی کے اپنے بیان سے کیجئے۔الخ (ص۲۰و۲۱)

جواباً گزارش ہے مولوی ثناء اللہ امرت سری مرزا اور مرزائیوں کے کہاں تک خلاف تھا اور اپنی تحریروں وتقریروں میں اس کو ستایا،یا اس کو سکھ پہنچایا؟ اس کا جواب تو قارئین اس

عبارت سے لگائیں جو صراحتہ مرزائیوں کی اقتداء میں نماز کے جائز ہونے کے متعلق لکھی ملاحظہ ہو، لکھتا ہے کہ "مرزائی کے پیچھے نماز ادا ہو جائے گی، حدیث میں ہے ہر نیک و بد کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرو یعنی اگر وہ (قادیانی) جماعت کرا رہا ہو تو مل جاؤ" "و ر کعوا مع الراکعین"

(رسالہ اہلحدیث امرتسر ۳۱ مئی سن ۱۹۱۲ء زیر ارادت مولوی ثناء اللہ امرتسری)

احباب نے ملاحظہ فرمایا کہ ثناء اللہ وہابی مرزائیوں کو "الـراکـعین" میں شمار کر کے اپنے قادیانی بھائیوں کو مسلمانی کا سرٹیفکیٹ دے رہا ہے اور گمنام قلمکار حقیقت سے ناآشنا ہو کر یا پھر تغافل و تجاہل کے طور پر یہ تاثر دینا چاہ رہا ہے کہ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے مرزا غلام احمد قادیانی کو ستایا ہے، گمنام قلمکار کا یہ ایسا انوکھا اسلوب کذب ہے جس سے یہودی بھی شرما جائیں گے۔

سرسید خانی گمنام محرف نے اپنے اسی جھوٹے مفروضے کو ثابت کرنے کے لیے ص ۲۱ پر مرزا غلام احمد قادیانی کی عبارت پیش کی جس میں مخاطب مولوی ثناء اللہ ہے، ملاحظہ ہو "مدت سے آپ کے پرچہ اہل حدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے، ہمیشہ آپ مجھے اپنے ہر پرچہ میں مردود، کذاب دجال اور مفسد کے نام سے موسوم کرتے ہیں، اور دنیا میں میری نسبت، شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری، کذاب اور دجال ہے اور اس کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افتراء ہے میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا، لمبی قیل و قال سے کیا حاصل فیصلہ کی آسان صورت یہ ہے...... میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ ہم دونوں سے جو فریق جھوٹا ہے خدا اسے سچے کی زندگی میں ہلاک کرے۔

(رسالہ خلیفہ ص ۲۱ بحوالہ سلسلہ احمدیہ صفحہ ۱۳۵ مطبوعہ قادیان ۱۹۳۹ء)

احباب غور فرمائیں! مرزا غلام احمد قادیانی کی اس عبارت سے زیادہ سے زیادہ یہ ثابت

ہوتا ہے کہ مولوی ثناء اللہ نے مرزا قادیانی کی تکذیب تفسیق کی، اس کو مردود، کذاب، دجال، مفسد، کہا مولوی جی نے مرزا قادیانی کی تکفیر نہیں کی اور نہ ہی اس کو کافر کہا، اور کہتا بھی کیوں مولوی جی تو قادیانیوں کو "الـراکـعـین" میں شمار کر رہے ہیں اور یہ بات بالکل عیاں ہے کہ جب مرزا کے پیروکار مولوی جی کے نزدیک 'الراکعین' میں سے ہیں تو ان کا پیشوا "الراکعین" کا امام۔ بالفاظ دیگر یوں سمجھو کہ وہ آیت مبارکہ کہ جو مسلمانوں کی حق میں ہے اس کو وہابی مولوی نے قادیانیوں کے حق میں بھی مانا، یوں مسلمانوں اور قادیانیوں کو ایک ہی صف میں شمار کرنے کی ناپاک جسارت کی، انا للہ وانا الیہ راجعون.

یہ ہے قرآن پاک کی تحریف معنوی جو وہابیوں کو یہودیوں سے میراث کے طور پر ملی۔ پھر چونکہ مولوی ثناء اللہ نے مرزا قادیانی کی تفسیق و تکذیب وغیرہ کی تھی (اگرچہ تکفیر نہیں کی) اس سے "مرزا" کو دکھ پہنچا تھا جس کا اس نے اپنی عبارت میں اظہار کیا، بایں ہمہ مولوی ثناء اللہ مرزا قادیانی کا اعتقادی بھائی ہی تھا جبھی تو اپنے طاغوتی بھائی کی شکایت کا ازالہ یوں کیا کہ لکھ ڈالا "مرزائی کے پیچھے نماز ادا ہو جائے گی۔ حدیث میں ہے ہر نیک و بد کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرو۔ یعنی اگر وہ (قادیانی) جماعت کرا رہا ہو تو مل جاؤ ورکعوا مع الراکعین (رسالہ اہل حدیث امرتسر ۳۱ مئی سن ۱۹۱۲ء)

یہ تھا ثناء اللہ وھابی کا مرزائیوں سے قلبی و اعتقادی لگاؤ جس کی وجہ سے وہ دل کی بات لکھنے پر ناچار ہوا اور یوں اپنی بے قراری کو تسکین دی، اب آیت قرآنیہ کو احباب ترجمہ کے ساتھ پڑھیں اللہ تعالیٰ منافقین کے متعلق فرماتا ہے۔

اذا خلوا الی شیاطینهم قالوا انا معکم "(پ ۱، سورہ بقرہ آیت ۱۴)

ترجمہ: ”اور جب اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوں تو کہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں۔

نوٹ: گمنام سرسید خانی کی توجہ کے لیے گزارش ہے کہ تم نے مرزا کی جو عبارت اپنے رسالہ کے ص ۲۰۔۲۱۔ پر ذکر کی جس میں مرزا نے یہ کہا کہ ”آپ (ثناء اللہ) مجھے اپنے ہر پرچہ میں مردود، کذاب، دجّال اور مفسد کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اور اس کا دعوی مسیح موعود ہونے کا سراسر افتراء ہے۔ (رسالہ ص ۲۱) مرزا کی اس عبارت میں جو تم نے ذکر کی۔“ مرزا کے مسیح موعود ہونے کا دعوی بھی مذکور ہے۔ اور مرزا کی یہ تحریر سلسلہ احمدیہ صفحہ ۱۳۵ مطبوعہ قادیان سن ۱۸۳۹ء سے منقول ہے (اور یہ حوالہ بھی تم نے خود ذکر کیا) مولوی محمد حسین بٹالوی کی تحریر کی طرح سن ۱۸۸۰ء کی نہیں ہے، جب بقول تمہارے مرزا قادیانی نے مسیح موعود اور مہدی ہونے کا دعوی نہیں کیا تھا۔ اور مسیح موعود و مہدی ہونے کا مرزا قادیانی کا دعوی بقول گمنام قلمکار سن ۱۸۹۱ء کا ہے۔ تو ثابت یہ ہوا کہ مرزا قادیانی کے مسیح موعود اور مہدی ہونے کے دعوی کے ۵۲ سال بعد تک ثناء اللہ امرت سری نے مرزا قادیانی کو کفر و مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج نہیں مانا بلکہ صرف فاسق، فاجر مفتری اور فسادی جانا ہے یہی وجہ ہے کہ مولوی ثناء اللہ امرت سری، مرزا قادیانی کے سن ۱۸۹۱ء کے دعوی مسیح موعود اور مہدی علم و یقین کے درجے میں ہونے کے باوجود قادیانی کے پیچھے نماز کے جائز ہونے کا فتوی دیا ہے۔

نیز مرزا محمود قادیانی نے اپنے احمد قادیانی فرقہ کو مکمل طور پر حنفی کہاں کہا ہے؟ اس نے تو دبی زبان میں صرف اتنا کہا ہے کہ ”احمدی (قادیانی) بعض دفعہ اپنے آپ کو حنفی بھی کہہ دیتے ہیں۔ مگر وہابی قلمکار نے خیانت سے کام چلایا اور بعض دفعہ کو کلی طور پر حنفی بنا ڈالا۔ اور یوں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے بغض

کا اظہار کر کے اپنی عاقبت خراب کرنے کی چلاکی سے کوشش کی جس کا پردہ ہم نے چاک کر دیا۔

یہ بھی واضح رہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی انکار ختم نبوت کر کے دائرہ اسلام سے جب خارج ہو چکا تو وہ حنفی کیونکر ہوگا؟ البتہ غیر مقلدوں کے ہاں وہ پروان چڑھا۔ (۱) کیلایں معنی وہ غیر مقلدیت کا احسان مند ضرور ہے، بالفاظ دیگر غیر مقلدوں ہی کا طاغوتی بھائی ہے، یہی وجہ ہے کہ ایک بھائی نے دوسرے بھائی کے ساتھ ہمدردی کرتے ہوئے اس کے پیچھے نماز کو جائز قرار دیا، اگرچہ اس فتوی سے اسلام کی بنیادوں کو مجروح کر ڈالنے کی ایک بھیانک کوشش کی۔

رہی بات محمد حسین بٹالوی کی:۔

تو گزارش ہے کہ دنیا جانتی ہے کہ محمد حسین بٹالوی اور مرزا غلام احمد قادیانی باہم شیر و شکر تھے اور بٹالوی نے قادیانی کی قصیدہ خوانی میں زمین آسمان کے قلابے ملائے، جس کی تردید کرنے اور بٹالوی کی کرتوتوں پر ڈالنے آج ایک گمنام محرف سرسید خانی پیدا ہوا ہے۔ چلو اگر تھوڑی دیر کے لیے ہم تسلیم کر لیں تو اب گمنام قلمکار یہ ثابت کر دے کہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے مرزا کے دعوی مسیح موعود اور دعوی مہدیت معلوم ہونے کے بعد سن ۱۸۹۱ء میں مرزا غلام احمد قادیانی پر کفر و ارتداد کا فتوی دے کر اس کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہو؟ نیز یہ بھی پوچھتے ہیں کیا رسالہ موج کوثر سن ۱۸۹۱ء کا چھپا ہوا ہے؟ نیز موج کوثر کے نام سے دھونس جمانے سے یہ بہتر نہ تھا کہ مولوی محمد حسین بٹالوی کے اصل فتوی کفر کے بعینہ الفاظ نقل کیے جاتے اور فتوی کفر کی فوٹو چھاپ دی جاتی؟ یہ نام نہاد فتوی کفر سن ۱۸۹۱ء سے آج تک ایک صدی سے بھی زائد سال کا عرصہ کہاں گوشہ گمنامی میں دبا رہا؟

احباب سے درخواست ہے کہ غیر مقلد مولوی محمد حسین بٹالوی کی کرتوتوں کو جاننے کے لیے

علامہ عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ کی کتاب "تحقیقی اور تنقیدی جائزہ" کومطالعہ کریں۔ہم صرف دو اقتباس پیش کرتے ہیں جس سے قارئین یہ اندازہ لگائیں کہ غیر مقلدین انگریزوں کے کس قدر وفادار ہیں باوجود اس کے کہ انگریزوں نے مسلمانوں پر وہ مظالم ڈھائے جنہوں نے ہلاکو خان اور چنگیز کی روحوں کو بھی شرما دیا۔پہلا اقتباس اسماعیل دہلوی کی وفاداری کا ہے ملاحظہ ہو۔

(۱) اسمٰعیل دہلوی کی وفاداری:۔

اسمٰعیل دہلوی اپنی وفاداری کا یوں اظہار کرتا ہے کہ "ان پر "انگریز کے خلاف" جہاد کسی طرح واجب نہیں...... بلکہ اگر ان پر کوئی حملہ آور ہو تو مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی گورنمنٹ پر آنچ نہ آنے دیں۔" (مرزا حیرت دہلوی، حیات طیبہ ص ۲۹۴)

دوسرا اقتباس مولوی محمد حسین بٹالوی کی انگریزوں کی نمک حلالی کا ہے۔ملاحظہ ہو۔

(۲) مولوی محمد حسین بٹالوی کی نمک حلالی:۔

دربھنگہ کے ایک اہل حدیث لکھتے ہیں کہ "حکام نے مولوی محمد حسین صاحب سے پوچھا کہ تمہارے مذہب میں سرکار سے جہاد درست ہے یا نہیں؟ تب انہوں نے ایک کتاب لکھی اور بہت علماء سے دستخط کرا کے بھیجی کہ ہم لوگ اہل حدیث کے مذہب میں بادشاہ سے جس کی امن میں رہتے ہیں، جہاد حرام ہے۔" (اشاعۃ السنہ ج ۱۰ شمارہ ۲ ص ۳۶)

سرسید خانی قلمکار نے اپنے رسالہ غلیظہ کے ص ۲۶، ۲۷ پر ملفوظات شریفہ سے سیدی احمد سلجماسی علیہ الرحمہ کا واقعہ نقل کیا اور اس پر جو مغلظات بکیں وہ غیر مقلدوں کا ہی حصہ ہے اور اس کا بدلہ ظالم قیامت کے روز چکھیں گے۔ہم یہاں اولاً تو یہ بتانا چاہ رہے ہیں کہ ان جیسے

واقعات میں نہ صرف کشف ہے بلکہ ارشاد و اصلاح بھی ہے لہٰذا ان واقعات پر اعتراض نہیں کرنا چاہیے اور یہ بات بھی سرسید خانی قلمکار کے اعتقادی بھائی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی نے کہی ہے چنانچہ عاشق الٰہی میرٹھی کہتا ہے کہ "چونکہ ان واقعات میں کشف ہی نہیں بلکہ ارشاد و اصلاح ہے۔ان مخفیات کی جن پر نہ کوئی مطلع ہوتا ہے نہ اس کے متعلق شرعی حکم یا نور و ظلمت کا سوال کیا جاتا ہے۔اس لیے یہ چند قصے بیان کر دیئے، ان کو گندا کہہ کر اعتراض نہ کرنا۔ملاحظہ ہو۔ (اردو ترجمہ ابریز، مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی ص ۳۶ مطبوعہ کراچی) یہ بھی خیال رہے کہ عاشق الٰہی دیوبندی نے سیدی عبدالعزیز دباغ کو غوث زمان لکھا ہے۔چنانچہ عاشق الٰہی دیوبندی لکھتا ہے۔ "غوث زماں سیدی عبدالعزیز دباغ قدس سرہ" ملاحظہ ہو (ابریز اردو ترجمہ ص ۳) اور صاحب واقعہ سیدی احمد سلجماسی کو ان القاب سے یاد کیا ہے کہ "قدوۃ العلماء زبدۃ الفضلاء امام، ہمام، علامہ احمد بن مبارک سلجماسی رحمۃ اللہ علیہ، ملاحظہ ہو (ابریز اردو ترجمہ ص ۳)

ثانیاً یہ کہ ملفوظات کی نقل کردہ عبارت میں اعلیٰحضرت امام احمد رضا اس میں ناقل ہیں۔اور ناقل کی ذمہ داری ہے کہ حوالہ دکھا دے، چنانچہ یہ واقعہ علامہ احمد بن مبارک علیہ الرحمہ نے "الابریز" عربی مطبوعہ مصر کے ص نمبر ۳۴۴ پر نقل کیا ہے۔

نیز غیر مقلدین کا اعتقادی گرو تھانوی الابریز کے متعلق لکھتا ہے کہ "الابریز فی مناقب سیدی عبدالعزیز دباغ مؤلفہ ابن مبارک فاسی، جن کی تالیف ۱۱۲۹ھ میں شروع ہوئی تھی۔غرض یہ چالیس سے کچھ کتابیں ہیں جن کی نقل ہے اور پھر ان کے مؤلفین بھی ایسے ایسے اکابر اولیاء اور بڑے بڑے علماء ہیں کہ آفاق عالم میں ان کے مقبول ہونے پر اتفاق ہو چکا ہے۔ (جمال الاولیاء)

محرف قلمکار بتایئے تھانوی کے متعلق کیا خیال ہے؟

سرسید خانی ایک یہ حکایت بھی پڑھئے۔ ''شاہ ولی اللہ صاحب جب بطن مادر میں تھے تو ان کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب ایک دن خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوئے اور مراقب ہوئے اور ادراک بہت تیز تھا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ تمہاری زوجہ حاملہ ہے اور اس کے پیٹ میں قطب الاقطاب ہے اس کا نام قطب الدین احمد رکھنا۔ (حکایات اولیاء ص ۲۷)

اسی کتاب میں نانوتوی صاحب کے حوالے سے شاہ عبدالرحیم ولایتی کے مرید عبداللہ خان کے بارے میں لکھا ہے کہ ''ان کی حالت یہ تھی کہ اگر کسی کے گھر میں حمل ہوتا اور وہ تعویذ لینے آتا تو آپ فرمادیا کرتے تھے کہ تیرے گھر لڑکی ہوگی یا لڑکا اور جو آپ بتلادیتے وہی ہوتا تھا۔'' (حکایات اولیاء ص ۲۰۰)

سرسید خانی قلمکار کو غوث زماں سیدی عبدالعزیز دباغ علیہ الرحمہ کے کشف پر اعتراض تھا اور اس پر مغلظات بکیں جو بکیں حالانکہ ان کا مقصد ایک غیر شرعی عمل سے منع کرنا تھا۔ اظہار کشف مقصود نہ تھا تو معاند و متعصب و معتزلہ کی مسخ شدہ صورتوں کو ''عبداللہ خان کے عورتوں کے رحموں میں جھانک کر لڑکا یا لڑکی معلوم کرنے پر اعتراض کیوں نہیں ہوتا؟

نیز احکام شرع ظاہری دیکھنے پر مبنی ہیں نہ کہ باطنی رویت پر۔ نیز کیا معترض کے نزدیک اللہ جل شانہ ہر چیز کا دیکھنے والا ہے؟ تو اس میں بھی کوئی یہی معترض والی تفصیل بیان کرے گا؟۔ کیا اس میں الوہیت کی توہین تو نہ ہوگی؟ کیا جس چیز کا دیکھنا اس کے شریف بندوں کو زیب نہیں دیتا اور اس کے معصوم فرشتے دور بھاگے ہیں وہ سبحانہ وتعالیٰ دیکھتا ہے ماجوابکم فهو جوابنا.

نیز یہ کشف کا معاملہ ہے اہلسنت اس کے قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ انبیاء کرام و اولیاء

عظام کے لیے بے شمار اشیاء کو منکشف فرمادیتا ہے اگرچہ معتزلہ اولیاء کاملین کے لیے کشف کے منکر ہیں۔ اب گمنام قلمکار اپنا تعین کرے کہ وہ اپنے آپ کو اہلسنت میں مانتا ہے یا پھر اہلسنت سے خروج کر کے پکے درجے کا معتزلی ہو چکا ہے؟

احباب اہلسنت متوجہ ہوں! قاضی ثناء اللہ پانی پتی متوفی ۱۲۲۵ھ ارشادِ باری تعالیٰ:۔

وكذلك نرى ابراهيم ملكوت السموات والارض (پارہ 7 الانعام 75)

ترجمہ:۔ اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی۔

کی تفسیر میں ایک حدیث نقل فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ملکوت سماوی وارضی کا مشاہدہ کرایا تو انہوں نے ایک شخص کو بدکاری میں مصروف دیکھا آپ نے اس کے خلاف دعا فرمائی تو وہ ہلاک ہوگیا پھر دوسرے کو اسی حالت میں دیکھا اس کے خلاف دعا فرمائی تو وہ بھی ہلاک ہوگیا، پھر تیسرے شخص کو دیکھا اور اس کے خلاف دعا کا ارادہ فرمایا تو۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں فرمایا، ابراہیم، تم مستجاب الدعوات ہو، میرے بندوں کے خلاف دعا نہ کرو۔ ملاحظہ ہو (تفسیر مظہری جلد ۳ ص ۲۵۷ مطبوعہ انڈیا) سرسید خانی قلمکار! بتائے کہ حضرتِ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے بارے میں کیا خیال ہے؟

شانِ ولی: واضح رہے عارف ربانی امام عبدالوہاب شعرانی متوفی ۹۷۳ھ قدس سرہ النورانی اپنے شیخ حضرتِ سیدی علی خواص علیہ الرحمہ سے ناقل انہوں نے فرمایا'' لا يكمل الرجل عندنا حتى يعلم حركات مريده فى انتقاله فى الاصلاب وهو نطفة من يوم ''الست بربكم'' الى استقراره فى الجنته او النار'' (کبریت احمر ص ۱٦٥ علی هامش

البواقیت والجواہر جلد اطبعہ ثالثہ مطبعہ ازہریہ مصر ۱۳۲۱ھ)

یعنی ہمارے نزدیک اس وقت تک مرد کمال تک نہیں پہنچتا جب تک "الست" والے دن سے لے کر دخول جنت یا دوزخ تک اپنے مرید کی ہر حرکت اور ہر ہر حالت کو نہ جانے۔

خدا سے روگردانی:۔

واضح رہے امام ابوتراب نخشی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ "بندہ جب خدا سے روگردانی کا خوگر ہو جاتا ہے تو اولیاء اللہ کی بدگوئی اس کی مونس بن جاتی ہے۔" (طبقات الکبریٰ ص ۳۳)

سب کے سب گستاخان اولیاء وبالخصوص محرف قلمکار اپنی عاقبت کی فکر کریں۔

سعادت وشقاوت:۔

شیخ الاسلام حضرت ابویحییٰ زکریا انصاری علیہ رحمہ فرماتے ہیں کہ۔(اولیاء اللہ) سے خوش اعتقادی سعادت اور بد اعتقادی شقاوت ہے۔ (طبقات الکبریٰ ص ۳۳) سرسید خانی اب بتاؤ تم نے اولیاء اللہ سے بد اعتقادی کر کے خوش بختی حاصل کی یا پھر بدبختی کا شکار ہو کر پھٹکار کا طوق اپنے گلے میں ڈال لیا؟

کنیز کے ھبہ والا واقعہ:۔

سرسید خانی گمنام محرف قلمکار نے ملفوظات شریفہ سے سیدی عبدالوہاب علیہ الرحمہ جو کہ اکابر اولیاء کرام میں سے ہیں کا واقعہ نقل کیا اور اس پر تبصرہ میں یہ ثابت کرنا چاہا کہ اہلسنت شان الٰہی، شانِ رسالت، شانِ صحابہ، اور شانِ اولیاء میں گستاخیاں کرتے ہیں۔ معاذ اللہ، حالانکہ اس واقعہ میں گستاخی کی ہرگز کوئی بو تک بھی نہیں ہے بلکہ اس واقعہ میں تو اولیاء کرام کی

عظمت کو اُجاگر کیا گیا ہے جس کو بغض میں گمنام قلمکار نے گستاخی کا نام دے دیا ہے۔ اور صد افسوس وہابیوں کے اہانت اولیاء کرام میں دل اس قدر مسخ ہو چکے ہیں کہ گمنام وہابی نے اس واقعہ مبارکہ کو نقل کرنے سے قبل عنوان ان الفاظ سے قائم کیا کہ "بزرگوں کے مزار زنا کے اڈے" معاذ اللہ یہ ہے وہابیوں کے گندے ذہن کی کھلی الفاظ میں عکاسی۔

اب ہم قرآن پاک کی آیت مبارکہ سے واضح کرتے ہیں کہ مسلمان اپنی کنیز کا مالک ہوتا ہے اور اپنی کنیز سے بغیر نکاح وطی کر سکتا ہے، ملاحظہ ہو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَمَن لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنكُمْ طَوْلًا أَن يَنكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِن مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُم مِّن فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ (پ۵، سورہ النساء، آیت ۲۵)

ترجمہ: "اور تم میں بے مقدوری کے باعث جن کے نکاح میں آزاد عورتیں ایمان والیاں نہ ہوں تو ان سے نکاح کرے جو تمہارے ہاتھ کی ملک ہیں ایمان والی کنیزیں۔"

اس آیت مبارکہ میں کنیزوں کو ہاتھ کی ملک قرار دیا گیا ہے۔ اور جب باندی ہاتھ کی ملک ہے تو پھر وہ بغیر نکاح ہی اپنے آقا کے لیے حلال ہے اس سے وطی یا دخول کرنے کے لیے نکاح کی ضرورت نہیں۔ نیز جب وہ ہاتھ کی ملک ہے تو اس کو آگے بیچنا وھبہ کرنا وغیرہ تصرفات جائز ہیں پھر جب دوسرے مسلمان کے لیے ھبہ کر دی جائے گی تو اب موھوب لہ کے لیے بھی حلال ہو جائے گی نکاح کے بغیر ہی کیونکہ اب وہ باندی اس کی ملک ہو چکی ہے۔ اور اگر کوئی شخص کسی باندی سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو دوسرے کی باندی سے کر سکتا ہے نا کہ اپنی باندی سے کیونکہ اپنی باندی تو بلا نکاح حلال ہے۔ یہ بھی واضح رہے دوسرے کی باندی مؤمنہ ہو خواہ کتابیہ

دونوں سے نکاح درست ہے،اس کے آقا کی اجازت سے۔

وہابی قلمکار!اب توجہ کرنے کی ضرورت ہے کہ جب ذکر کردہ واقعہ میں تاجر نے اپنی باندی صاحب مزار کے لیے نذر وھبہ کردی اور صاحب مزار کے حکم سے وہاں کے خادم نے وہ باندی سیدی عبدالوہاب علیہ الرحمہ کو ہبہ کردی تو اب وہ باندی سیدی عبدالوہاب علیہ الرحمہ کے لیے حلال ہوگئی۔ جب حلال ہوگئی تو اس باندی سے اپنی حاجت پوری کرنا کون سی اعتراض والی بات تھی جس کی وجہ سے تم نے اہلسنت کو کوسا، مطعون کیا، نہ صرف اہلسنت کو بلکہ تم نے تو اولیاء کرام کے مزارات کی بھی توہین کی جو کہ شعائر اللہ ہیں۔یوں اپنی عاقبت خراب کرلی۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

رہی اچانک کسی پر نگاہ پڑ جانا تو حدیث پاک نے اچانک پڑ جانے والی نظر پر رخصت عطا فرمائی ہے۔ ملاحظہ ہو ملفوظات شریفہ کا وہی مقام جہاں سے یہ واقعہ نقل کیا گیا" النظرة الاولیٰ لک والثانیة علیک" پہلی نظر تیرے لیے ہے اور دوسری تجھ پر۔

یعنی پہلی نظر کا کچھ گناہ نہیں اور دوسری کا مواخذہ ہوگا۔وہابی قلمکار نے یہ حدیث شریف نہ جانے کیوں نقل نہ کی؟ شاید اسی وجہ سے کہ حدیث شریف سے وہابیوں کو عداوت ہے یا پھر کم از کم یہ وجہ ہوسکتی ہے کہ یوں خیانت کرکے ڈنڈی مارنے میں کامیاب ہو جائیں گے اور عوام الناس کو آسانی سے بہکاسکیں گے اور بفضلہ تعالیٰ ہم نے وہابی کی خباثتوں کو بالکل آشکار کردیا۔

باب نمبر2:۔دیو بندیوں کے اعتراضات کے جوابات

شارح بخاری نائب مفتی اعظم ہند حضور مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ "میں دارالعلوم امجدیہ ناگپور مہاراشٹر کی جانب سے منعقدہ دینی تعلیمی کانفرنس میں شرکت کے لیے ۲۸ ربیع الاول کو حاضر ہوا اور وہاں دارالعلوم دیوبند کے دفتر تبلیغ کی جانب سے شائع شدہ ایک "اشتہار" نظر سے گزرا جس کی سرخی یہ تھی۔

"رضا خانی عقائدِ باطلہ ان کے اقوال کے آئینہ میں"

یہ اشتہار کیا ہے؟ افتراء،بہتان،دجل،فریب کی پوٹ ہے۔از راہ ہوشیاری اس اشتہار کے مشتھر نے اپنا نام نہیں لکھا اس لیے کہ وہ خوب اچھی طرح جانتا ہے کہ اس کے مخاطبین جب اس کے تار،پود ادھیڑنے بیٹھ جائیں گے تو اس کے قصر شدادی کی کوئی اینٹ بھی سلامت نہیں رہ سکے گی،لیکن اہل دانش خوب جانتے ہیں کہ کسی ذمہ دار ادارہ کے دفتر سے کسی بات کو مشتہر کرنے والا کون ہوتا ہے،اس بنا پر ہم بلا جھجک کے یہ یقین کرنے پر مجبور ہیں کہ یہ "اشتہار" دارالعلوم دیوبند کے پورے دفتر کے واحد ذمہ دار دارالعلوم کے مہتمم "قاری محمد طیب" کے رشحات قلم کا مرہون منت ہے،لیکن حیرت اس پر ہے کہ مہتمم دارلعلوم دیوبند کو جب میدان میں آنے کا شوق تھا تو گھونگھٹ ڈال کر کیوں آئے؟

اس اشتہار میں جو باتیں درج ہیں وہ کوئی نئی نہیں ہیں دیوبندی قصاص ومناظرین ومولفین اسے بار بار دہراتے رہے اور ان سب کے دندان شکن جواب پاتے رہے ہیں،دیوبندی جماعت "حسام الحرمین" کی کاری ضربوں کے اذیت ناک زخموں سے ایسی حواس باختہ ہے کہ اسے

سوائے ہائے ہائے' آہ آہ کرنے کے اور کچھ بولنے کی تاب ہی نہیں۔

وہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

اب جب کرامت دیوبندیہ کے امام وقت قاری طیب لنگوٹ کس کر میدان میں آگئے ہیں تو ان کی حیثیت عرفی کا لحاظ کرتے ہوئے ضروری ہوا کہ ان مزخرفات کی پوری قلعی کھول دی جائے تاکہ عوام دیکھ لیں کہ دیوبند برداری کے سوچنے اور سمجھنے کا انداز کیا ہے۔

توجہ رہے راقم الحروف دیوبندیوں کے وہ اعتراضات جو ملفوظات اعلیٰ حضرت سے متعلق ہیں ان کے جوابات شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی نے دیئے ہیں اختصاراً نقل کر رہے ہیں مناسب مقامات پر اضافات بھی ہوں گے۔

اعتراض نمبر۱: ''قاری طیب'' اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر یہ افتراء کرتے ہوئے کہ انہوں نے معاذ اللہ کسی صحابی یا تابعی کو کافر کہا ہے لکھتے ہیں: ''اعلیٰ حضرت بریلوی نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ ''عبدالرحمٰن قاری'' کافر تھا اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی تحریر فرمایا کہ ان کو قرأت سے قاری نہ سمجھا جائے بلکہ قبیلہ بنی قارہ سے تھے' قبیلہ بنی قارہ میں جو عبدالرحمٰن قاری'' ہیں وہ یا تو صحابی ہیں یا تابعی ہیں' ثبوت میں ''الملفوظ'' حصہ دوم کی یہ عبارت پیش کی ہے ''ایک بار عبدالرحمٰن قاری اپنے ہمراہیوں کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں پر آن پڑا' چرانے والے کو قتل کیا اور اونٹ لے گیا' ۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت ۲/۱۹۷)

اس پر دیوبندیوں کا اعتراض یہ ہے کہ یہ ''عبدالرحمٰن'' جس کا یہاں تذکرہ ہے صحابی ہے

اسے اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے کافر کہہ دیا''

جواب:۔ اعتراض کرنے کو تو دیوبندیوں نے کر دیا مگر تیس سال سے مطالبہ ہو رہا ہے کہ ''عبدالرحمٰن قاری'' نام کے اگر کوئی صحابی ہیں تو بتاؤ ان کا تذکرہ کس کتاب میں ہے؟ ان کا سن پیدائش اور وصال کیا ہے؟ لیکن تیس سال کی طویل مدت میں آج تک کوئی دیوبندی یہ نہیں ثابت کر سکا کہ ''عبدالرحمٰن قاری'' کوئی صحابی ہیں۔ فریب دینے کے لیے ''عبدالرحمٰن بن عبدالقاری'' کو پیش کرتے ہیں' محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ تابعی ہیں' امام سیر و مغازی واقدی نے ضرور انہیں ان صحابہ میں شمار کیا ہے جو عہد رسالت میں پیدا ہوئے مگر انہیں نہ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع ہے نہ روایت (یعنی انہوں نے نہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث سنی ہے اور نہ ہی روایت کی ہے) ان کی وفات ۸۱ھ میں اس وقت ہوئی جب کہ ان کی عمر اٹھتر ۷۸ سال کی تھی اس حساب سے ان کا سن پیدائش ۹ھ نکلتا ہے۔ ''الاکمال'' میں انہیں طبقات تابعین میں شمار کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں عبدالرحمن بن عبدالقاری يقال انه ولد على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وليس له منه سماع ولا رواية وعده الواقدى من الصحابة فيمن ولد على عهد النبى صلى الله عليه وسلم والمشهور انه تابعى وهو من جملة تابعى المدينة وعلمائها سمع عمر بن الخطاب مات سنة احد و ثمانين وله ثمان و سبعون سنة. (الاکمال فی اسماء الرجال حرف العین فصل فی التابعین)

''یعنی عبدالرحمٰن بن عبدالقاری کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیدا ہوئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو نہ سماع ہے نہ روایت' واقدی

نے انہیں صحابہ کرام میں شمار کیا ہے جو عہد رسالت میں پیدا ہوئے مشہور یہ ہے کہ یہ تابعی ہیں یہ مدینہ کے تابعین اور علماء میں سے ہیں' حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے حدیث سنی' ۸۱ھ میں وفات پائی اس وقت ان کی عمر ۷۸ سال کی تھی"۔

اس سے ظاہر ہے کہ "عبدالرحمٰن بن عبدالقاری" کے صحابی ہونے کے قول میں امام واقدی منفرد ہیں' قول مشہور و ماخوذ یہی ہے کہ یہ تابعی ہیں" "الاکمال" میں اپنا فیصلہ یہی دیا ھو من جملة تابعی المدینه و علمائها کہ یہ مدینہ منورہ کے تابعین اور علماء سے ہیں' اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ جب قول مختار ماخوذ یہی ہے کہ "عبدالرحمٰن بن عبدالقاری' تابعی ہیں تو اس کی بھی گنجائش نہیں رہی کہ اس عبدالرحمٰن کو جس کا تذکرہ "الملفوظ" حصہ دوم ص ۱۹۷ پر ہے "عبدالرحمٰن بن عبدالقاری فرض کر کے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ پر تبرا بازی کریں کہ معاذ اللہ صحابی کو کافر کہہ دیا' دیوبندی برسہا برس تک یہی شور مچاتے رہے کہ یہ صحابی ہیں صحابی کو کافر کہہ دیا مگر جب صحابی ہونا ثابت نہ کر سکے تو اب جھینپ مٹانے کے لیے یہ کہتے ہیں 'صحابی یا تابعی' کو کافر کہہ دیا'۔

عبدالرحمٰن بن عبدالقاری 'صحابی' ہوں یا تابعی' یہ کسی طرح "وہ عبدالرحمٰن" ہرگز نہیں ۔جسے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت الشاہ احمد رضا قدس سرہ نے کافر کہا ہے اور جس کے کفری کارنامے الملفوظ میں یہاں مذکور ہیں۔

اوّلاً۔اس لیے کہ یہ واقعہ غزوہ ذات القرد کا ہے جو ۷ھ محرم میں ہوا اور یہ "عبدالرحمٰن اسی واقعہ میں مقتول ہوا' اور عبدالرحمٰن بن عبدالقاری" کی ولادت ۹ھ میں ہوئی جو شخص ابھی دنیا

میں نہیں آیا اس کی طرف وہ واقعات کیسے منسوب ہو سکتے ہیں جو اس کی پیدائش سے تین سال پہلے رونما ہوئے؟

ثانیاً:۔اس "عبدالرحمٰن" کو صحابی یا تابعی کہنا اپنے دین و ایمان سے ہاتھ دھونا ہے کیونکہ اس "عبدالرحمٰن" کے بارے جو واقعات وہیں مذکور ہیں ان سے ظاہر ہے کہ یہ بلاشبہ خبیث ترین کافر' اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عدو محارب (یعنی جنگ کرنے والا دشمن) تھا الملفوظ میں جسے کافر کہا اس کے یہ کرتوت بھی وہی مذکور ہیں (۱) یہ "عبدالرحمٰن" اپنے ہمراہیوں کے ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں پر آ پڑا' (۲) سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کو قتل کیا۔(۳) سرکاری اونٹ لے گیا۔(۴) حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے اس کا اور اس کے ہمراہیوں کا تعاقب کیا انہیں قتل کیا ان کا سامان چھینا۔(۵) اس "عبدالرحمٰن" سے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کا پہلے بھی کبھی آمنا سامنا ہو چکا تھا۔(۶) اس "عبدالرحمٰن" کو حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا' ہر دیندار غور کر لے کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں کو لوٹنے والا صحابی یا تابعی ہوگا؟ کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے والا صحابی یا تابعی ہوگا؟ کیا حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کسی صحابی یا تابعی کا تعاقب (پیچھا) کیا؟ کسی صحابی یا تابعی کے سامان کو چھینا؟ کیا حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کسی صحابی یا تابعی کو قتل کیا؟ ذرا سی عقل رکھنے والا کبھی بھی یہ جرأت نہیں کر سکتا کہ یہ شخص یعنی "عبدالرحمٰن" صحابی یا تابعی ہو سکتا ہے سب کا یہی فیصلہ ہوگا کہ یہ "عبدالرحمٰن" ضرور بالضرور اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت ترین دشمن اور بدترین کافر ہے' یہی اعلیٰ

حضرت امام اہلسنت شاہ امام احمد رضا خان قادری علیہ الرحمہ نے لکھا ہے یعنی فرمایا ہے۔ مگر تمام دیوبندی اوران کے مہتمم دیوبند بھی امام اہلسنت شاہ امام احمد رضا خان قادری علیہ الرحمہ کی عداوت کے جوش میں اندھے ہو کر اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے خبیث ترین دشمن کو صحابی یا تابعی کہتے ہیں اس کا مطلب یہ ہوا کہ (۱) دیوبندیوں کے نزدیک حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں پر ڈاکہ ڈالنے والا بھی صحابی یا تابعی ہے۔ (۲) سرکاری چرواہے کو قتل کرنے والا بھی صحابی یا تابعی ہے (۳) حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جس سے جہاد فرمائیں وہ بھی صحابی یا تابعی ہے۔ (۴) صحابہ کرام حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جسے قتل کریں، جس کے اموال کو غنیمت بنائیں وہ بھی صحابی یا تابعی ہے۔

اگر ایسا بدترین کافر بھی صحابی یا تابعی ہے تو وہ دن دور نہیں جب کہ دیوبندی امت "ابو جہل، عتبہ، شیبہ، امیہ، ولید، وغیرہ شیاطین کو بھی صحابی یا تابعی کہنے لگیں مگر دیوبندیوں سے اس قسم کی باتیں کیا مستبعد جب کہ ان کے نزدیک اللہ عزوجل کو کاذب یعنی جھوٹا کہنے والا قطب الاقطاب ہے، شیطان لعین کے ناپاک علم کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک سے زیادہ ماننے والا ان کے دھرم میں معاذ اللہ غوث اعظم ہے، ختم نبوت کا منکر ان کے یہاں حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات ہے، حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کو بچوں پاگلوں کے علم سے تشبیہ دینے والا ان کے اعتقاد میں حکیم الامت ہے تو پھر ان سے اس کی کیا شکایت کہ اللہ عزوجل اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ان سے لڑنے والے کو صحابی یا تابعی کہہ دیں۔

صرف نسبت بدلنے سے مسمّٰی نہیں بدلتا:۔

شارح بخاری نائب مفتی اعظم ہند مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ:

"عبدالرحمٰن" کے نام کے ساتھ جو واقعات مفصل مذکور ہیں وہ قطعی طور اس کو متعین کر رہے ہیں کہ یہ ضرور بالضرور کافر تھا، اور یہ "عبدالرحمٰن" "عبدالرحمٰن بن عبدالقاری" ہرگز ہرگز نہیں، اگرچہ اس کافر "عبدالرحمٰن" کی نسبت بدل گئی ہے کہ "فزاری" کی جگہ "قاری" ہو گیا ہے، صرف نسبت کے بدلنے سے مسمّٰی نہیں بدلتا، فقہاء کرام نے تصریح کی ہے "کسی نے نماز میں نیت کی کہ میں نے اس امام کی اقتداء کی جو محراب میں کھڑا ہے جس کا نام عبداللہ ہے مگر حقیقت میں وہ جعفر تھا تو اقتداء درست ہے۔ عالمگیری میں ہے "ولو كان المقتدى يرى شخص الامام فقال اقتديت بالامام الذى هو قائم فى المحراب الذى هو عبدالله فاذا هو جعفر جاز. (فتاوی عالمگیری ۱/۶۷) اگر مقتدی امام کو دیکھ رہا ہے اور یوں نیت کی میں نے اس امام کی اقتداء کی جو محراب میں کھڑا ہے جو عبداللہ ہے حالانکہ وہ جعفر ہے تو بھی درست ہے۔

مقتدی نے امام کا نام بدل کر لیا ہے مگر چونکہ وصف سے متعین ہے تو نام کی تبدیلی اثر انداز نہیں اور اقتداء درست ہے، اور یہاں "الملفوظ" میں نام صحیح ہے اوصاف صحیح ہیں، نام اور اوصاف اس کو اس طرح متعین کر رہے ہیں کہ ذرہ بھی شبہ کی گنجائش نہیں رہتی کہ یہ "کون ہے" اور جو بھی ہے وہ ضرور کافر ہے پھر بھی نسبت میں غلطی ہو جانے سے جو نام میں غلطی سے بہت خفیف ہے محکوم علیہ کی تبدیلی کا حکم کرنا سیہ کاری، فریب دہی نہیں تو اور کیا ہے؟ (تحقیقات ص ۱۶۵)

دیوبندیوں کے نزدیک صحابہ کرام کی تکفیر کرنے والا سنی مسلمان ہے:۔

واضح رہے ہم اہلسنت کے نزدیک صحابہ کرام یا تابعین کی تکفیر کرنے والا یقیناً اہلسنت و

جماعت سے خارج رافضی یا خارجی ہے۔ مگر دیوبندیوں کے عقیدے میں صحابہ کرام کو کافر کہنے والا سنی مسلمان ہے۔

اے دیوبندیو! یہاں "فزاری" کی جگہ "قاری" ہو جانے سے اسے کھینچ تان کر دھاندلی کر کے صحابی یا تابعی کی تکفیر قرار دینے والو! اپنے امام اور پیشوا کا فتوی دیکھو"۔

ملاحظہ ہو فتاوٰی رشیدیہ جس میں دیوبندی پیشوا گنگوہی کہتا ہے "جو شخص صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے وہ ملعون ہے اور وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سنت و جماعت سے خارج نہ ہوگا"۔ (فتاوٰی رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۴۱)

احباب نے ملاحظہ فرمایا کہ رشید احمد گنگوہی کے اس فتوے کے مطابق "صحابہ کرام علیہم الرضوان کی تکفیر کرنے والا سنت و جماعت سے خارج نہیں ہوتا" جب تکفیر صحابہ کرام علیہم الرضوان کا مرتکب دیوبندیوں کے نزدیک اہلسنت ہی رہتا ہے تو پھر وہ ضرور مسلمان ہی ہے یہی وجہ ہے کہ دیوبندیوں نے "عبدالرحمٰن فزاری" کو کھینچ تان کر معاذ اللہ ثم معاذ اللہ صحابی یا تابعی ثابت کرنے کی کوشش کی۔ اب ہم ذیل میں وہ حدیث شریف نقل کرتے ہیں جس میں عبدالرحمٰن فزاری کی مشہور ڈکیتی اور پھر اس کے قتل کا ذکر ہے۔

عبدالرحمٰن فزاری کا حملہ اور اس کو قتل کیا جانا:۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں آپ بہادری میں بے مثال تھے اکیلے پیدل بہت سے سوار کفار سے لڑتے تھے آپ کی کنیت ابو مسلم تھی آپ مدنی صحابی ہیں بیعۃ الرضوان میں شریک ہوئے اسی (۸۰) سال عمر ہوئی ۷۴ھ میں مدینہ منورہ میں وصال فرمایا۔

(الاکمال حرف السین فصل فی الصحابہ مطبوعہ اسلامی کتب خانہ لاہور۔ اشعۃ اللمعات ۳/۳۳۶ مکتبہ حقانیہ پشاور پاکستان)

ان سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری اپنے غلام رباح کے ساتھ بھیجی اور میں ان کے ساتھ تھا جب ہم نے سویرا کیا اذا عبدالرحمن الفزاری اغار علی ظهر رسول الله صلی الله علیه وسلم تو چانک عبدالرحمٰن فزاری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری پر حملہ کر دیا تو میں ایک ٹیلہ پر کھڑا ہوا پھر مدینہ منورہ کی طرف منہ کیا اور ندا دی یا صباحاه (عرب میں خطرہ شدید کا اعلان کرنے کے لیے "یاصباح" کا لفظ پکارا جاتا تھا گویا یہ لفظ خطرہ کا الارم تھا عموماً دشمن کا حملہ بوقت صبح ہوتا تھا اس لیے یہ لفظ پکارا جاتا تھا یعنی ہائے اے لوگو! صبح کے وقت کا انتظام کرلو صبح کو تم پر حملہ ہونے والا ہے' یہ بھی حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی کرامت تھی کہ ایک ٹیلہ پر کھڑے ہو کر اپنی پکار تمام مدینہ پاک میں پہنچا دی جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ معظمہ کی تعمیر کے بعد آواز دی "اے اللہ کے بندو! اللہ کے گھر کی طرف آؤ وہ مبارک آواز تمام عالم میں پہنچ گئی تا قیامت آنے والی تمام روحوں نے سن لی یہ معجزہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تھا) فرماتے ہیں۔ پھر میں اس قوم کے پیچھے چل پڑا ان پر تیر اندازی کرتا تھا اور یہ گیت شجاعت کہتا تھا "انا ابن اکوع والیوم یوم الرضع" کہ میں اکوع کا بیٹا ہوں آج دودھ چھوٹنے کا دن ہے (یعنی آج کمینوں کی سزا کا دن ہے یا آج تم شیر خوار کمزور بچوں کی ہلاکت کا دن ہے) تو میں تیر مارتا رہا ان کے جانور کاٹتا رہا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواریوں میں سے کوئی اونٹ پیدا نہ فرمایا تھا مگر میں نے اسے اپنی پیٹھ کے پیچھے کر لی (یعنی میں ان ڈاکوؤں کو مارتا بھی رہا اور

تاک تاک کر ان کے جانوروں کو بھی ہلاک کرتا رہا جس سے وہ لوگ میری طرح پیادے ہوتے رہے اور مجھ اکیلے نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے اونٹ ڈاکوؤں سے چھین کر اپنے قبضے میں کر لیے اور ان اونٹوں کو اپنے پیچھے کر لیا اور خود ان کے آگے ہو گیا اور ڈاکوؤں کے پیچھے دوڑتا رہا) پھر میں تیر مارتا ہوا ان کے پیچھے چلا حتیٰ کہ وہ لوگ تیس چادروں سے زیادہ اور تیس نیزے پھینک گئے ہلکا ہونے کے لیے (یعنی ان کافر ڈاکوؤں کو اپنی چادریں کمبل، ہتھیار بھاگڑ میں سنبھالنا مشکل ہو گئے تو انہوں نے ان چیزوں کو وبال سمجھ کر پھینک دینے میں اپنی نجات سمجھی تا کہ ان کے بوجھ سے ہلکے ہوں اور بھاگنے میں آسانی پائیں یہ ہے اس محمدی کچھار کے شیر کی دلیری اور بہادری۔ وہ نہیں پھینکتے تھے کوئی چیز مگر میں اس پر پتھروں کی نشاندہی رکھ دیتا تھا (یعنی میں نے ان میں سے کوئی چیز اٹھائی بھی نہیں تا کہ مجھے ان کے پیچھا کرنے میں آسانی رہے اور بغیر علامت چھوڑی بھی نہیں تا کہ میرے پیچھے آنے والے صحابہ کرام علیہم الرضوان ان پر قبضہ کر لیں (عرب کا دستور تھا کہ جب کوئی شخص کسی چیز پر علامت ڈال دیتا تھا تو اس کے پیچھے آنے والے ساتھی اسے اٹھا لیتے تھے) جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ پہچان لیں حتیٰ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سوار فوج دیکھ لی ولحق ابو قتادہ فارس رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بعبد الرحمن فقتلہ قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر فُرسا ننا الیوم ابو قتادہ و خیر رجا لتنا سلمۃ قال ثم اعطانی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم سھمین سھم الفارس وسھم الراجل فجمعھما لی جمیعا ثم اردفنی رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم وراء

ہ علی العضباءِ راجعین الی المدینۃ ''اور ابو قتادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوار عبد الرحمٰن پر جا پڑے اسے قتل کر دیا (یعنی حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ میرے اس راستے سے کترا کر دوسری طرف سے ڈاکوؤں کے سردار عبد الرحمٰن فزاری تک پہنچ گئے اور اس کو قتل کر دیا، دشمن کو گھیرے میں لے لینا جو آج بڑا کمال سمجھا جاتا ہے یہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا معمولی عمل تھا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' آج ہمارے بہترین سواروں میں بہترین سوار ابو قتادہ ہیں اور پیادوں میں بہترین سلمہ ہیں (یعنی اس غزوہ ذی قرد میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے تو پیادہ فوج کا کمال دکھایا اور حضرت ابو قتادہ نے سوار فوج کا کمال دکھایا دونوں اپنے اپنے فن میں بڑے ہی کامل ظاہر ہوئے) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دو حصے عطا فرمائے ایک حصہ سوار کا ایک حصہ پیادے کا یہ دونوں حصے میرے لیے جمع فرما دیئے پھر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے عضباء اونٹنی پر سوار فرمایا مدینہ منورہ لوٹتے ہوئے۔ (مشکوۃ ۲/۵۸ کتاب الجہاد باب قسمۃ الغنائم والغلول فیھا الفصل الاول رقم: ۳۹۸۹۔ مسلم ۲/۱۱۴ کتاب الجہاد والسیر باب غزوۃ ذی قرد)

حدیث پاک سے حاصل ہونے والے مسائل:۔

اس حدیث پاک سے چند مسئلے معلوم ہوئے:

ا۔ جنگ کے وقت رجز پڑھنا سنت ہے۔ عربی میں رجز ان اشعار کو کہا جاتا ہے جو جنگ کے وقت بہادر اپنی بہادری کے اظہار کے لئے پڑھا کرتے ہیں جیسے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے یہ پڑھا انا ابن الاکوع والیوم یوم الرضع میں اکوع کا بیٹا ہوں آج دودھ چھوٹنے کا دن ہے کفار کے مقابل فخر کرنا عبادت ہے۔ ۲۔ دشمن کے جانور جنگ میں قتل کر دینا

جائز ہے جس سے ان کا زور ٹوٹے۔۳۔فخریہ طور پر یہ کہنا کہ فلاں کا بیٹا ہوں ایسے موقعہ پر جائز ہے۔۴۔کسی کے سامنے اس کی تعریف کرنا جائز ہے جب کہ اس میں مصلحت ہو۔۵۔اپنے کو راہِ خدا میں خطرہ میں پھنسا دینا اعلیٰ درجہ کا جہاد ہے دیکھو حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے اکیلے اتنے (بڑے ڈاکوؤں کے) گروہ پر حملہ کر دیا حالانکہ آپ پیدل تھے۔۶۔ضرورت کے وقت امام سے بغیر اجازت لیے کفار پر حملہ کر دینا بھی جائز ہے۔(مراۃ شرح مشکوۃ ۵/ ۶۰۸)

احباب نے ملاحظہ کیا کہ یہ ہے وہ عبدالرحمٰن فزاری جس کو دیو بندی صحابی یا تابعی ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کرتے ہیں یوں صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ بغض ظاہر کر کے اپنے دلوں کی تسکین کا سامان کرتے ہیں اور ایک ایسا ڈاکو جو کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے جانوروں پر حملہ آور ہوتا ہے اس سے اپنی محبت کا ثبوت فراہم کرتے ہیں ایسی شنیع حرکت دیو بندیوں ہی کو مبارک ہو الحمد اللہ اہلسنت کا اس سے دامن پاک ہے۔

نوشیرواں عادل نہیں تھا:۔

نوشیرواں "ساسانی خاندان" کا مشہور بادشاہ ہے جسے عرب مورخ کسرٰی اور مغرب والے قیصر کہتے ہیں یہ ایک کسان عورت، کے پیٹ سے پیدا ہوا' تخت نشین ہوتے ہی اس نے اپنے تمام بھائیوں بھتیجوں اور متروک پیرا اور اس کے ایک لاکھ پیروکاروں کو قتل کرا دیا' اس کے متعلق اعلیٰ حضرت امام اہلسنت شاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا تو آپ نے اس کے متعلق جو ارشاد فرمایا ہم اس عرض و ارشاد دونوں کو نقل کرتے ہیں:۔

عرض:۔نوشیرواں کو عادل کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

ارشاد:۔نہیں اور اگر اس کے احکام کو حق جان کر کہے (تو) کفر ہے ورنہ حرام۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ چہارم ص ۳۷۵ مشتاق بک کارنر لاہور)

اس پر دیو بندیوں میں بڑی کھلبلی ہے ان لوگوں کو اس کا بہت دکھ ہے کہ ان کے چہیتے بادشاہ کو عادل کہنے سے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت شاہ امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ نے منع کر دیا ہے یہ لوگ کہتے ہیں کہ حدیث میں آیا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ولدت فی زمن الملک العادل "میں عادل بادشاہ کے زمانے میں پیدا ہوا۔نائب مفتی اعظم ہند شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی مزید فرماتے ہیں۔کٹک کے مناظرے میں دیو بندی مناظر سے جب پوچھا گیا کہ یہ حدیث کہاں ہے؟ تو اس نے بوستان کے حاشیہ کا حوالہ دیا' جب کتاب منگا کر دیکھی گئی تو وہ حاشیہ بھی کسی دیو بندی کا تھا دیو بندی مناظر کو ذرا بھی شرم نہ آئی کہ اپنے مدعا کے ثبوت میں ایک دیو بندی کا قول پیش کیا یہ بالکل ایسے ہی ہوا کہ جیسے کوئی ہندو کہے "رام چندر جی ایشور کے اوتار تھے" جب اس سے کوئی دلیل مانگی گئی تو اس نے کہا "رامائن" میں یہی لکھا ہے۔ناظرین توجہ سے سنیں یہ حدیث موضوع باطل کسی ایرانی کی من گھڑت ہے۔

حضرت محدث علی قاری حنفی علیہ الرحمہ موضوعاتِ کبیر میں فرماتے ہیں قال السخاوی لا اصل لہ قال الزر کشی کذب باطل و قال السیوطی قال البیھقی فی شعب الایمان تکلم شیخنا ابو عبداللّٰہ الحافظ بطلان ما یرویہ بعض الجھلاء عن نبینا صلی اللہ علیہ وسلم ولدت فی زمن الملک العادل یعنی انو شیروان (موضوعات کبیر ص ۷۹)

یعنی امام سخاوی علیہ الرحمہ نے فرمایا: اس حدیث کی کوئی اصل نہیں' زرکشی نے کہا

"کذب باطل" ہے امام سیوطی نے کہا کہ امام بیہقی نے شعب الایمان میں فرمایا: کہ ہمارے شیخ ابوعبداللہ حافظ نے اس حدیث کے باطل ہونے کو بیان فرمایا' جو بعض جاہل ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میں بادشاہ عادل کے زمانے میں پیدا ہوا یعنی نوشیرواں"

علامہ ابوطاہر فتنی مجمع بحارالانوار کے تکملہ میں لکھتے ہیں "لا اصل لہ ولا یجوزان یسمٰی من یحکم بغیر حکم اللہ عادلا . (مجمع بحارالانوار ۵/۳۱۹)

یعنی اس حدیث کی کوئی اصل نہیں جو شخص اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف حکم کرے اس کو عادل کہنا جائز نہیں۔

حضرت سیدی شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں "و نزد محدثین ایں صحیح نیست وچوں درست باشد وصف شرك بعدل وحال آنکہ شرك ظلم عظیم است قال اللہ تعالیٰ ان الشرك لظلم عظیم ومی گویند کہ مراد بعدل ایں جا سیاست رعیت وداد ستانی و فریاد رسی است کہ اهل عرف آں راعدل می خوانند اما جریان اسم عادل برزبان سید انبیاء صلوت اللہ تعالیٰ و سلامہ علیہ بعید است "۔(مدارج النبوۃ فارسی ۲/۲۲۴)

یعنی محدثین کے نزدیک یہ صحیح نہیں اور شرک کا وصف عدل کے ساتھ کیسے درست ہوگا حالانکہ شرک ظلم عظیم ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا بے شک شرک ضرور ظلم عظیم ہے' لوگ کہتے ہیں کہ مراد عدل سے اس جگہ رعایا کی سیاست اور دادستانی ہے اور فریادرسی ہے کہ اہل عرف اس کو عدل کہتے ہیں لیکن عادل کا لفظ سیدالانبیاء صلوت اللہ وسلامہ علیہ کی زبان پر جاری ہونا بعید ہے۔

احباب نے ملاحظہ کیا کہ محدثین فرمارہے ہیں کہ اس حدیث کی کوئی اصل نہیں یہ جھوٹ باطل ہے صاف فرمارہے ہیں کہ نوشیرواں مجوسی مشرک کو عادل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیسے کہہ سکتے ہیں جب کہ قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے کہ "شرک ظلم عظیم ہے" مگر دیوبندی ان سب تصریحات سے آنکھیں بند کرکے گلستان کے اپنے مذہب کے ایک محشی پر اعتماد کرکے اسکو حدیث کہہ کراپنار ہاسہا بھرم کھورہے ہیں بلکہ بنظر دقیق اسے حدیث کہہ کراپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا رہے ہیں چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:من کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعدہ من النار "۔ترجمہ:۔جو عمداً مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ آگ میں بنالے" یعنی جھوٹی حدیثیں گھڑنے والا دوزخی ہے۔(مشکوۃ ۱/۵۹ کتاب العلم الفصل الاول رقم:۱۹۸)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حدیث گھڑنا گناہ کبیرہ بلکہ کبھی کفر بھی ہے کیونکہ اس میں جھوٹ بھی ہے اور دین میں فتنہ پھیلانا بھی' توجہ رہے یہ حدیث متواتر ہے ۶۲ صحابہ کرام علیھم الرضوان سے منقول ہے جن میں عشرہ مبشرہ بھی ہیں' (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح ۱/)

جب یہ ثابت ہوگیا کہ "ولدت فی زمن الملک العادل ' حدیث نہیں تو اس علم کے بعد جو شخص اسے حدیث کہے وہ یقیناً اس وعید کا مستحق ہے اب ہم ایک دیوبندیوں وغیر مقلدوں کے بزرگ جو کہ بیک وقت دیوبندی بھی تھے اور غیر مقلد بھی اور دیوبندیوں کے تھانہ بھون والے حکیم کے مرید بھی تھے یعنی "سلمان ندوی" کی تحقیق پیش کرتے ہیں۔شاید دیوبندیت اور غیر مقلدیت کے مجمع البحرین کی بات وہابی دیوبندی مان لیں وہ لکھتے ہیں "ایرانیوں میں اس (نوشیرواں) کی عدل پروری اب تک مشہور ہے مگر اس کو یہ مبارک لقب اپنے

عزیزوں اور افسروں اور ہزاروں بے گناہوں کے قتل کی بدولت ملا"(سیرۃ النبی ۴/۱۶۴)

ہزاروں بے گناہوں کے قتل کا نام عدل مجوسی لغت کے ساتھ ساتھ دیوبندی لغت میں ہی ہوسکتا ہے مگر دنیا کی کسی لغت میں نہیں ہوسکتا' دیوبندیو! تمہیں کچھ شرم نہیں آتی ایسے ظالم کو عادل کہتے ہو اور عادل نہ کہنے پر فساد مچاتے ہو۔

قاری طیب کا اہلسنت پر بہتان:۔

اعتراض نمبر۳:۔ قاری طیب نے اہل سنت پر یہ بہتان باندھا ہے کہ ہم قرآن پاک کو محفوظ نہیں مانتے چنانچہ وہ لکھتا ہے "روافض بھی تقریباً قرآن حکیم کے بارے میں اس قسم کی باتیں کرتے ہیں" اعلیٰ حضرت خود یہ فرماتے ہیں ان کے ملفوظ کے بعینہ الفاظ درج ذیل ہیں:
قرآن عزیز کے الفاظ کی حفاظت کا وعدہ فرمایا گیا ہے اگرچہ معانی ان الفاظ کے ساتھ ہیں لیکن ان معانی کا علم ہونا کیا ضرور' نبی کلام الٰہی کے سمجھنے میں بیان الٰہی کا محتاج ہوتا ہے **ثم ان علینا بیانہ** '(پارہ29، آیت=19) اور یہ ممکن ہے کہ بعض آیات کا نسیان ہوا ہو"۔ (ملفوظات اعلیٰحضرت حصہ۳/۲۸۸)

قرآنِ کریم میں خطاب بلاواسطہ فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو ہے آیات کے معنی نہ سمجھنا یا بھولنے کا امکان ماننا اس سے یہ بات لازم آتی ہے کہ موجودہ قرآن مکمل نہیں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا کیونکہ بعض آیتوں کا بھول جانا آپ کے لیے ممکن ہے اور معانی کا سمجھنا بھی ضروری نہیں ہے' کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کی اس سے بڑی کوئی توہین ہوسکتی ہے؟ **انتھی بلفظہ**

شارح بخاری نائب مفتی اعظم ہند مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ اس پر فرماتے ہیں کہ "مہتمم دیوبند نے الملفوظ کی اس عبارت کی بناء پر تین انتہائی سنگین الزامات اعلیٰ حضرت

قدس سرہ پر عائد کیے ہیں۔ (۱) اس سے لازم کہ قرآن محفوظ نہیں۔ (۲) اس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی توہین کی ہے۔ (۳) اس میں قرآن کی بھی سب سے بڑی توہین ہے۔

تینوں اعتراضات کی بنیاد:۔

قاری طیب نے یہ تینوں الزامات اس بنیاد پر عائد کئے ہیں کہ ان کے زعم میں "الملفوظ" کی اس عبارت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لکھ دیا گیا ہے کہ آپ نے آیات کے معنی نہیں سمجھے یا آپ کے لیے ان آیات کے معنی سمجھنا ضروری نہیں اور بعض آیات کا نسیان آپ سے ممکن مانا گیا ہے۔

مہتمم دیوبند کی بہتان طرازی:۔

مجھے حیرت ہے کہ آخر بڑھاپے میں مہتمم صاحب کو ہو کیا گیا ہے؟ قبر میں پاؤں لٹکانے کے باوجود اعلیٰ حضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ الرضوان کی عداوت میں ان کے خلاف ہر ناکردنی کر گئے اور ہر ناگفتنی کہہ گئے" "الملفوظ" کی عبارت خود مہتمم صاحب کی نقل کردہ پوری کی پوری آپ کے سامنے ہے اس میں یہ تو ضرور ہے "ممکن ہے بعض آیتوں کا نسیان ہوا ہو"۔ (الملفوظ حصہ سوم ص ۲۸۸)

مگر کہیں یہ نہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے یہ کہا گیا ہو کہ آپ نے آیات کے معنی نہیں سمجھے یا یہ کہا گیا ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے آیات کے معنی سمجھنا ضروری نہیں' ہاں یہ ضرور لکھا ہے کہ "نبی کلام الٰہی کے معنی سمجھنے میں بیان الٰہی کا محتاج ہے"۔ (الملفوظ حصہ سوم ص ۲۸۸)

ہر عاقل پر روشن کہ ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے' اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے جو

کچھ ارشاد فرمایا اس کی دلیل بھی ساتھ ہی بیان فرمادی "ثم ان علینا بیانہ ترجمہ کنزالایمان:۔ پھر بے شک ان کی باریکیوں کا تم پر ظاہر فرمانا ہمارے ذمہ ہے۔

اس آیت کا صریح مفہوم ہے: اعلیٰ حضرت شاہ امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ کا یہ ارشاد "نبی کلام الٰہی کے سمجھنے میں بیان الٰہی کا محتاج ہے"۔ (الملفوظ حصہ سوم ص ۲۸۸)

قرآن مجید کا انکار کرنا اس کے متفق علیہ اجماعی معنیٰ کا انکار کر کے تاویل کی بھول بھلیاں میں غائب کرنے کی کوشش مہتمم دیوبند کے گھر کی پرانی ریت ہے اس لیے ضروری ہے کہ اس آیت کی وہ تشریح جو خود ان کے سکنڈ پیر تھانوی نے کی ہے نقل کردوں "اختصار بیان القرآن میں اسی آیت کے تحت ہے: "قرآن آپ کے سینے میں جمع کر دینا یعنی یاد کرا دینا اور آپ کے لیے اس کی قرات آسان کر دینا اور اس کا صاف مطلب و مفہوم سمجھا دینا سب کچھ ہمارے ذمہ ہے" (اختصار بیان القرآن)

اگر اعلیٰ حضرت امام اہلسنت شاہ امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ الرضوان کے اس ارشاد کہ "نبی کلام الٰہی کے سمجھنے میں بیانِ الٰہی کے محتاج ہیں" یہ مطلب ہے کہ معاذ اللہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آیات کے معانی نہیں سمجھا یا سمجھنا ضروری نہیں تو پھر آپ کے مرشد برحق کے ارشاد کا بھی یہی مطلب ہوا اب ہمت ہے تو اپنے مرشد برحق کو بھی وہی کٹی جلی سنائیں جو اعلیٰ حضرت امام اہلسنت شاہ امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ کو سنائی ہیں تو ابھی آپ کے دھرم کا سارا بھرم سب پر کھل جائے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت شاہ امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ نے جو کچھ فرمایا وہ حق اور آیت کا مفہوم ہے اور قاری طیب نے اس کی جو تشریح کی وہ سراسر افتراء بہتان کذب بیانی اور یہ بھی کوئی اچنبھے (تعجب) کی بات نہیں حدیث شریف میں آپ کی برادری (دیو

بندی) کی یہی علامت بیان فرمائی ہے" چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "آیۃ المنافق ثلاثہ زاد مسلم و ان صام و صلی و زعم انہ مسلم ثم اتفقا اذا حدث کذب و اذا وعد اخلف و اذا اؤتمن خان"

ترجمہ:۔ منافق کی تین علامتیں ہیں امام مسلم نے یہ الفاظ بھی زائد کئے ہیں اگرچہ وہ روزہ رکھے نماز پڑھے اور اپنے کو مسلمان سمجھے پھر امام بخاری اور امام مسلم متفق ہو گئے کہ جب بات کرے جھوٹ بولے وعدہ کرے تو خلاف کرے امانت دی جائے تو خیانت کرے"

(مشکوۃ ۱/۳۱ کتاب الایمان باب الکبائر وعلامات النفاق الفصل الاول رقم: ۵۵)

قاری طیب کا انکار قرآن:۔

ہاں اعلیٰ امام اہلسنت شاہ احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمۃ الرضوان نے یہ ضرور فرمایا کہ: ممکن ہے بعض آیات کا نسیان ہوا ہو"۔ (الملفوظ حصہ سوم ۲۸۸ مشتاق بک کارنر لاہور)

لیکن اس پر اعتراض کرنا اپنے دین و ایمان سے ہاتھ دھونا ہے اور قرآنِ کریم کی نص صریح کا انکار ہے قاری طیب! توبہ کریں ہم نے سنا ہے کہ بچپن میں آپ نے قرآن حفظ کیا تھا اور اب بھی اہلِ دول کی رضا جوئی کے لیے ممبئی وغیرہ تراویح سنانے جاتے ہیں (اس تحریر کے وقت) آپ کو پہلے ہی پارہ کی یہ آیت یاد نہیں:۔

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. (پارہ 1 البقرہ 106) ترجمہ: جب کوئی آیت ہم منسوخ فرمائیں یا بھلا دیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی لے آئیں گے کیا تجھے خبر نہیں کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

قاری طیب مہتمم دیو بند! آپ بھول گئے کسی پارہ عم پڑھنے والے بچے سے پوچھ لیجئے وہ آپ کو یہ آیت بتادے گا"

سَنُقْرِئُکَ فَلاَ تَنْسٰی اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰہُ اِنَّہٗ یَعْلَمُ الْجَھْرَ وَمَا یَخْفٰی (پارہ 30 الاعلیٰ 6.7) ترجمہ:۔ اب ہم تمہیں پڑھائیں گے کہ تم نہ بھولو گے مگر جو اللہ چاہے بے شک وہ جانتا ہے ہر کھلے اور چھپے کو۔

توجہ رہے آیات مبارکہ کا ترجمہ کنز الایمان کا نقل کیا گیا اب ہم تھانہ بھون والے حکیم کا ترجمہ پیش کر دیتے ہیں اتمام حجت کے لیے ملاحظہ ہو:۔

پہلی آیت کا ترجمہ:۔ ہم کسی آیت کے حکم کو موقوف کر دیتے ہیں یا اس آیت ہی کو ذہنوں سے فراموش کر دیتے ہیں تو اس آیت سے بہتر یا اس آیت کے مثل لے آتے ہیں۔(ترجمہ تھانوی)

دوسری آیت کا ترجمہ:۔ اس قرآن کی نسبت ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ہم جتنا قرآن نازل کرتے جائیں گے آپ کو پڑھا دیا کریں گے یعنی یاد کرا دیا کریں گے پھر آپ اس میں سے کوئی جزء نہیں بھولیں گے مگر جس قدر بھلانا اللہ کو منظور ہو(کہ نسخ کا ایک طریقہ یہ بھی ہے(ترجمہ تھانوی)

اسی کے حاشیہ پر ہے "جب محفوظ رکھنا مصلحت ہوتا ہے محفوظ رکھتے ہیں جب بھلا دینا مصلحت ہوتا ہے بھلا دیتے ہیں"۔

قاری طیب اور ان کی ذریت کا اب تھانہ بھون والے حکیم کے بارے کیا خیال ہے؟

قاری طیب مہتمم دیو بند کے امام الطائفہ" کے عم نسب' جد طریقت' پدر شریعت' حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر میں "ننسھا" کے تحت لکھتے ہیں: یعنی ما فراموش بکنانیم آن

آیت را از خاطر پیغبر و دیگر قاریان "یعنی ہم وہ آیت پیغمبر اور دوسرے قاریوں کے دل سے بھلا دیتے ہیں"۔

قاری طیب! قرآن کو تاویل کی بھول بھلیاں میں پھنسانے کا راستہ آپ کے سیکنڈ پیر اور استاذ الاساتذہ نے بند کر دیا' اب آپ دونوں آیات کو اور اپنے مرشد برحق نمبر۲: کے ترجمے تفسیر کو سنبھل کر ہوش و حواس مجتمع کر کے پڑھیئے اور اپنے شتر بے مہار قلم سے نکلے ہوئے جملوں بھی جوڑ کر بتایئے کہ آپ کا یہ فرمانا کہ" آیات کے بھولنے کا امکان ماننا اس سے یہ بات لازم آتی ہے کہ موجودہ قرآن مکمل نہیں' کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کی اس سے بڑی توہین ہو سکتی ہے" ان دونوں آیتوں کا انکار ہے یا نہیں ہے اور ضرور ہے تو بولیے ذکر کردہ اعتراض جو کہ تلبیس ہے اس میں آپ نے جو کفری جال اعلیٰ حضرت امام اہلسنت اہ احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ کے لئے بچھایا تھا اس میں خود پھنسے کہ نہیں؟ اگر نباشد والی بات ہو تو ہم سے سنیئے' آپ نے لکھا تھا" قرآن حکیم میں کسی بات کا اثبات کیا گیا ہو اس کی نفی کر دی جائے اور کسی چیز کی نفی ہو اس کا اثبات کر دیا جائے تو وہ کافر ہے" بات بھی صحیح ہے' علماء کا عقیدہ بھی یہی ہے۔

دیو بند کے تکفیری راکٹ کا نشانہ:۔

دیو بند کے مہتمم قاری طیب نے بعض آیات کا نسیان ممکن ماننے کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پاک کی سب سے بڑی توہین بتایا ہم نے اور صریح نص قرآن سے ثابت کیا کہ "بعض آیات کا نسیان ممکن ہے" تو اس سے لازم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پاک کی معاذ اللہ توہین کی' اور قرآن پاک و حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کفر

ہے تو نتیجہ یہ نکلا کہ "قاری طیب کی تشریح کے بموجب معاذ اللہ ثم معاذ اللہ تعالیٰ کافر ہے"۔

شاہ عبدالعزیز اور تھانہ بھون والا حکیم حتیٰ کہ مہتمم دیوبند بھی کفر کی زد میں:۔

قاری طیب! سنیں' (۱) حضرت شاہ صاحب اور آپ کے مرشد تھانوی نے بھی یہی لکھا' تو یہ دونوں بھی آپ کی تشریح کے بموجب توہین قرآن و رسالت کر کے کافر و مرتد ہو گئے۔ (۲) پھر آپ خود ان دونوں کے اس مضمون پر مطلع ہوتے ہوئے ان کو اپنا امام و پیشوا مان کر بقلم خود کافر ہوئے' (۳) نیز قرآن کریم کے کسی مضمون کو موجب کفر بتانا شدید تر کفر ہے' اور آپ نے "علی رؤس الاشہاد" ایک قرآنی مضمون کو مستلزم کفر بتایا تو یوں بھی آپ ڈبل کافر بقلم خود ہوئے"۔

کہاں ہیں پیشہ ور قصاصین و مناظرین دیوبند جو اعلیٰ حضرت امام اہلسنت احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ والرضوان پر الزام لگاتے پھرتے ہیں کہ ساری دنیا کے مسلمانوں کو کافر کہہ دیا معاذ اللہ۔ آئیں اور اپنے قاری طیب مہتمم دیوبند کا یہ دم خم دیکھیں کہ بیک جنبش قلم امت تو امت' رسول تو رسول' اللہ رب العزت تک کو معاذ اللہ کافر بنا ڈالا' نتیجہ یہ نکلا کہ اس کفری انبار کو سر پر لئے قارون کی طرح ایسے دھنسے کہ کبھی بھی ابھرنے کا امکان نہیں' اب اللہ رب العزت کا ارشاد سنو" فمن اظلم ممن کذب علی اللّٰہ و کذب بالصدق اذ جاءہ ۔ پارہ ۲۴ الزمر ۳۲) ترجمہ: تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے اور حق کو جھٹلائے جب اس کے پاس آئے۔

مہتمم دیوبند کے نزدیک تمام فرشتے اور جملہ انبیاء بھی کافر:۔

توجہ رہے قرآن مجید کے حرف حرف نقطہ نقطہ پر تمام امت کا ایمان ہے اور قرآن پاک

میں فرمایا گیا "ہم بعض آیتوں کو بھلا دیتے ہیں جسے اللہ چاہے بھلا دے"۔

جب کہ قاری طیب مہتمم دیوبند کہتے ہیں کہ یہ "حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پاک کی توہین ہے نیز یہ مستلزم ہے کہ قرآن محفوظ نہ ہو" اور یہ تینوں باتیں کفر ہیں تو ثابت ہو گیا کہ "مہتمم دیوبند کے نزدیک آیہ مبارکہ "ننسہا" اور آیہ کریمہ سَنُقْرِئُکَ فَلاَ تَنْسٰی اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰہُ پر ایمان رکھنے والے تمام فرشتے جملہ انبیاء کرام حتیٰ کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور جمیع امت نہ صرف ایک بلکہ تین تین کفر کے مرتکب ہیں" اور اگر ان تینوں کفروں سے بچنے کے لئے ان دونوں آیتوں کا انکار کریں تو قرآن کریم کا انکار کرنے کی وجہ سے کافر' غرض کہ مہتمم دیوبند کی اس تشریح کے بموجب تمام فرشتے جمیع انبیاء کرام جملہ امت کسی طرح کفر سے بچ نہیں سکتے"۔

ناظرین! اب فیصلہ کریں! کہ ایسا شقی انسان جس کے بدمست شرابی کی طرح بہکے ہوئے قلم نے اتنا بڑا ستم ڈھایا ہو وہ صرف کلمہ پڑھنے' داڑھی رکھنے بڑھانے اور کسی عربی مدرسہ کے لئے لاکھوں چندہ کر لینے کی وجہ سے فقط حافظ قاری مولوی کہلانے کی وجہ سے مسلمان ہو سکتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔

قرآن پاک کے محفوظ ہونے کی بحث:۔

نائب مفتی اعظم ہند مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جہاں تک مہتمم دیوبند کی اس شرمناک گمراہ گردی کی قلعی کھولنے کا معاملہ تھا وہ مکمل ہو گیا' مگر ناظرین کے خلجان کو دفع کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اصل مسئلہ کو منقح کر دیا جائے" بغور ملاحظہ کریں۔

قرآن کریم میں جہاں اگلی کتابوں کو منسوخ فرما دیا ہے وہاں خود قرآن کریم کی بعض آیتوں نے بعض کو بھی منسوخ فرمایا ہے اس کی تین صورتیں ہیں"

(۱) تلاوت اور حکم دونوں منسوخ ہوں (۲) صرف تلاوت منسوخ ہو حکم باقی ہو جیسے آیہ رجم (آیت رجم سے مراد وہ آیت مبارکہ ہے جس میں رجم کا حکم ہے اور اس کی تلاوت اگرچہ منسوخ ہے لیکن حکم اب بھی باقی ہے اور وہ آیت یہ ہے "الشیخ والشیخة اذا زینا فارجموھما نکالا من اللہ واللہ عزیز حکیم "شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت جب زنا کریں تو ان کو سنگسار کرو"۔ (نورالانوار بحث اقسام المنسوخ ص۲۱۲) منسوخ التلاوۃ باقی الحکم کی ایک اور مثال اس جگہ نورالانوار میں یہ ہے کفارہ یمین کے بارے جو شخص اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے تو وہ دس مسکینوں کو کھانا کھلائے یا ان کو کپڑے دے یا غلام آزاد کرے اور اگر ایسا نہیں کر سکتا تو پھر وہ لگاتار تین روزے رکھے اس پر حضرت ابن مسعود کی قرات یوں ہے فمن لم یجد فصیام ثلثة ایام متتابعات. اس میں لفظ متتابعات کی تلاوت منسوخ جب کہ حکم باقی ہے۔ (نورالانوار ص۲۱۲)

(۳) صرف حکم منسوخ ہو تلاوت باقی ہو جیسے"

لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْن. (پارہ30 الکافرون6) ترجمہ: تمہیں تمہارا دین اور مجھے میرا دین۔

مرقاۃ شرح مشکوۃ میں ہے: والمنسوخ انواع منها التلاوۃ والحکم معا وهو مانسخ من القرآن فی حیات الرسول صلی اللہ علیه وسلم بالانساء حتیٰ روی ان سورہ الاحزاب کانت تعدل سورۃ البقرہ ومنها الحکم دون التلاوۃ کقوله تعالیٰ لکم دینکم ولی دین و منها التلاوۃ دون الحکم کایة الرجم "۔ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح ۱/۲۱۵)

ترجمہ:۔ یعنی منسوخ کی کئی قسمیں ہیں ایک یہ کہ تلاوت اور حکم دونوں منسوخ ہوں یہ قرآن کا وہ حصہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ ظاہری میں بھلا کر منسوخ کیا گیا ' یہاں تک مروی ہے کہ سورہ احزاب 'سورہ بقرہ کے برابر تھی' ایک یہ کہ حکم منسوخ ہو تلاوت باقی ہو جیسے "لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْن " ایک یہ کہ تلاوت منسوخ ہو حکم منسوخ نہ ہو جیسے آیت رجم"

خیال رہے یہ ساری تفصیل نورالانوار بحث اقسام المنسوخ کے ص ۲۱۱ پر موجود ہے)

نائب مفتی اعظم ہند شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "ان تینوں قسم کے نسخ سورہ بقرہ کی آیہ کریمہ "مَانَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ اَوْنُنْسِهَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَآ میں بیان کیا گیا ہے" "انساء" "نسخ" ہی کی ایک قسم ہے" جیسا کہ تھانوی کا قول اوپر مذکور ہو چکا ہے" سیدی شیخ احمد ملا جیون علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "فیکون المراد من قوله ننسخ منسوخ احدھما فقط و من قوله او ننسها منسوخ التلاوۃ والحکم جمیعا و انما اعادھا مع دخوله فی المنسوخ اظهار الکماله حیث فی النسخ لا یبقی منه اثرہ لا فی اللفظ ولا فی المعنی "۔ (تفسیرات احمدیہ ص۱۹)

یعنی "نسخ" سے مراد صرف "منسوخ التلاوۃ" یا صرف "منسوخ الحکم" ہے اور "ننسها" سے "منسوخ الحکم والتلاوۃ" مراد ہے باوجودیکہ یہ منسوخ میں داخل ہے اس کا اعادہ اس کے کمال نسخ کو ظاہر کرنے کے لیے ہے کہ اس کا کوئی نشان باقی نہیں نہ لفظ میں نہ معنیٰ میں"۔

محدث ملا علی قاری علیہ الرحمہ اور شیخ ملا احمد جیون علیہ الرحمہ دونوں اس پر متفق ہیں کہ ننسها سے مراد وہ آیات ہیں جن کی تلاوت اور حکم دونوں منسوخ ہیں جیسے "سورہ احزاب" کے

بارے گزر چکا کہ وہ سورہ بقرہ کے برابر تھی"۔

وکما روی ان سورۃ الطلاق کانت تعدل سورۃ البقرہ. (نور الانوار ص ۲۱۱)

وفی التفسرات الاحمدیہ سورۃ الطلاق کانت اطول من سورۃ البقرہ (تفسیرات الاحمدیہ حاشیہ قمر الاقمار ص ۲۱۱ از عبد الحلیم لکھنوی)

یعنی سورہ طلاق کے بارے مروی ہے کہ وہ سورہ بقرہ کے برابر تھی اور تفسیرات احمدیہ میں ہے کہ وہ سورہ بقرہ سے بھی بڑی تھی۔ (تحقیقات ص ۲۷۵ فرید بک سٹال لاہور)

تفاسیر اور احادیث سے نسخ کی ایک اور بھی قسم "منسوخ التلاوۃ والحکم" کا پتہ چلتا ہے چنانچہ تفسیر ابن کثیر میں ہے "عن قتادہ فی قولہ ما ننسخ من آیۃ او ننسہا قال کان عزوجل ینسی نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم ما یشاء و ینسخ ما یشاء عن الحسن انہ قال فی قولہ او ننسہا ان نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم قرء قرانا ثم نسیہ عن ابن عباس انہ قال کان ینزل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الوحی باللیل وینسہا بالنہار فانزل اللہ ما ننسخ من آیۃ او ننسہا نات بخیر منہا او مثلہا. (تفسیر ابن کثیر ۱/۱۵۰)

یعنی قتادہ سے آیۂ کریمہ "ما ننسخ" کی تفسیر میں مروی ہے اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو جو چاہتا بھلا دیتا جو چاہتا ہے منسوخ فرما دیتا' حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ قرآن پڑھا پھر اسے بھول گئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر رات میں وحی نازل ہوتی اور دن میں بھول جاتے تو یہ آیت نازل ہوئی"۔

بیہقی شریف میں حضرت ابوامامہ سے مروی ہے کہ ایک انصاری رات کو تہجد کے لیے اٹھے سورہ فاتحہ کے بعد جو سورۃ ہمیشہ تلاوت کرتے تھے اسی کو پڑھنا چاہا لیکن وہ بالکل یاد نہ آئی صبح کو دوسرے صحابی سے ذکر کیا انہوں نے بتایا کہ میرا بھی یہی حال ہے دونوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج شب میں وہ سورہ اٹھالی گئی اس کا اور تلاوت دونوں منسوخ ہو گئے جن کاغذوں پر لکھی تھی ان پر نقش تک باقی نہیں۔

مع ھذا بعض حضرات کو بعض "منسوخ التلاوۃ والحکم" آیات مبارکہ کے الفاظ یاد بھی تھے جیسے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہ آیت مبارکہ تھی "عشر رضعات یحرمن" اس کے حکم اور تلاوت دونوں منسوخ ہے۔

جلالین شریف اسی آیہ مبارکہ کے حاشیہ میں ہے عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کان مما یتلی فی کتاب اللہ عشر رضعات یحرمن ثم نسخ بخمس رضعات یحرمن فھو منسوخ الحکم والتلاوۃ جمیعا (جلالین شریف پارہ ۱ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۰۶ کے حاشیہ نمبر ۱۶ ص ۲۱)

آپ فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں جو تلاوت کیا جاتا تھا اس میں یہ آیہ مبارکہ تھی "عشر رضعات یحرمن" پھر یہ آیت مبارکہ بخمس رضعات یحرمن" سے منسوخ ہو گئی تو یہ حکم اور تلاوت دونوں کا نسخ ہوا"۔

اس سے معلوم ہوا کہ "منسوخ التلاوۃ والحکم" کی دو قسمیں ہیں بعض ذہنوں میں محفوظ رہیں بعض سے بالکل محو ہو گئیں۔

قرآن پاک کا ایک حصہ اٹھالیا گیا:۔

مذکورہ بالاتشریحات سے ثابت ہوگیا کہ"قرآن منزل من اللّٰہ" کاایک حصہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام امت کے ذہنوں سے اس طرح اٹھالیا گیا کہ وہ کسی کو بالکل یاد نہ رہا حتیٰ کہ جن کاغذوں پر لکھا تھا ان پر نقش تک باقی نہ رہا' قرآن مجید کا یہ حصہ موجودہ مصحف میں"مابین اللدفتین "موجود نہیں اس لیے"انا لہٗ لحفظون "کا یہ مطلب ہرگز ہرگز نہیں کہ جتنا قرآن مجید نازل ہوا تھا وہ سب کا سب اس مصحف میں"مابین الدفتین "محفوظ ہے اور رہے گا' اس کا ادعا یعنی دعوٰی کرنا خود قرآن کریم اور احادیث کو جھٹلانا ہے"۔(تحقیقات ص۷٦)

قرآن پاک کے محفوظ ہونے کا مطلب:۔

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ۔(پارہ14 الحجر 9)

ترجمہ:۔بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

سے مراد یہ ہے کہ نسخ تلاوت اور انساء کے بعد جو کچھ بچا جس کی تحدید اور ترتیب حسب الارشاد ربانی خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیاتِ ظاہری میں ہی فرمادی تھی' جو مختلف اشیاء پر مکتوب یعنی لکھا ہوا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے سینوں میں محفوظ تھا' جسے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حکم سے ایک صحیفہ میں جمع کیا گیا اور جس کی کثیر نقلیں حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بلادِ اسلامیہ میں بھجوائیں جو عہد صدیق سے لے کر آج تک مصحف میں"مابین الدفین" موجود ہے وہ پورا پورا محفوظ ہے اور محفوظ رہے گا' اس میں کسی قسم کا تغیر وتبدل ترمیم وتنسیخ' ازدیاد ونقص' تقدم وتاخر راہ نہیں پاسکتا' حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ ظاہری میں حسب منشاء ربانی بعض آیتوں کے نسیان کو قرآن کے

محفوظ ہونے کے منافی سمجھنا اپنی دیانت' اپنے دین سے ہاتھ دھونا ہے۔(تحقیقات ص۷۷)

دیوبندیوں کے نزدیک قرآن کلامِ الٰہی نہیں:۔

"قاری طیب مہتمم دیوبند نے الملفوظ" پر تو بڑے شدومد سے اعتراض کردیا مگر انہیں اپنے گھر کی خبر تک نہیں۔ان کے امام الطائفہ اسماعیل دہلوی قتیل بالاکوٹ لکھتے ہیں"اس کے دربار میں ان کا تو یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ فرماتا یہ سب رعب میں آکر بے حواس ہوجاتے ہیں اور رعب ودہشت کے مارے دوسری بار اس بات کی تحقیق اس سے نہیں کرسکتے بلکہ ایک دوسرے سے پوچھتا ہے اور جب اس کی آپس میں تحقیق کرلیتے ہیں سوائے"آمنا صدقنا" کے کچھ نہیں کہہ سکتے"۔(تقویۃ الایمان ص۲۵-۲٦ مطبوعہ میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی)

قاری طیب!اب بولیئے آپ کے امام الطائفہ کا یہ خیال ہے کہ"انبیاء کرام ارشادِ ربانی صادر ہوتے ہی بے حواس ہوجاتے ہیں" اور سننا حواس ہی کا کام ہے' تو اس کا صاف صاف مطلب یہ ہوا کہ"انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات نے کچھ سنا ہی نہیں اور جب سنا ہی نہیں تو آپس میں تحقیق سے کیا حاصل؟ اور جو حاصل ہو وہ آپس کی بات چیت کا مجموعہ ہوا کلامِ ربانی کہاں ہوا؟ قاری طیب مہتمم دیوبند اگر ذرہ برابر بھی شرم کی رمق باقی ہے تو بولیئے آپ کا اپنے اسماعیل دہلوی قتیل بالاکوٹ کے بارے میں کیا حکم ہے؟

دیوبندیوں کے نزدیک موجودہ قرآن محفوظ نہ رہنا ممکن ہے:۔

"الملفوظ" کی وہ عبارت جو قرآن واحادیث کا مفہوم ہے' قاری طیب مہتمم دیوبند نے

آسمان سر پر اٹھالیا اور اپنے امام کو کچھ نہیں کہا جنھوں نے موجودہ قرآن کی بعض آیتوں کا بالکلیہ نسیامنسیا ہو جانا ممکن کہہ دیا۔ چنانچہ اسماعیل قتیل بالاکوٹ "رسالہ یکروزی" میں لکھتا ہے بعد

اخبار ممکن هست که ایشاں را فراموش گردانیده شود پس قول بامکان مثل وجود مثل اصلاً منتج بتکذیب نصے از نصوص نگردد و سلب قرآن بوصف انزال ممکن است . (یکروزی ص ۱۷)

یعنی ممکن ہے کہ یہ آیت "ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النّبین" لوگوں کو بھلادی جائے تو اب یہ کہنا کہ حضور جیسا دوسرا ممکن ہے کسی نص کو جھوٹا کہنے کا موجب نہ ہوگا اور اتارنے کے وصف کے ساتھ سلب قرآن ممکن ہے۔

توجہ رہے علماء اہلسنت نے فرمایا تھا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل یعنی تمام صفاتِ کمالیہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شریک وہمسر ہونا محال ہے کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النّبین ہیں لٰہذا اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل ممکن ہو تو لازم آئے گا کہ یہ آیۃ کریمہ "ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النّبین"۔(پارہ22الاحزاب40)

ترجمہ:۔محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے۔

جھوٹ اور اللہ تعالیٰ جھوٹ ہو:۔ والعیاذ باللہ

اس کے جواب میں قتیل بالاکوٹ نے مذکورہ بالا عبارت رسالہ یکروزی والی لکھی ہے کہ "یہ ممکن ہے کہ یہ آیت دلوں سے بھلادی جائے' سلب قرآن ممکن ہے جب آیت کسی کو یاد ہی نہ

رہے گی تو کیسے جھوٹ کہیں گے اور اللہ عزوجل کو جھوٹا کہیں گے' نیز یہ بھی لازم ہے کہ مصحف شریف سے اس آیت کے نقوش بھی مٹادیے جائیں ورنہ لوگ اس میں دیکھ کر یاد کرلیں گے"

ناظرین! انصاف کریں: یہ آیہ کریمہ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ مصحف شریف میں "مابین الدفتین" موجود ہے اس کے تمامی امت کے ذہنوں سے فراموش اور مصحف شریف سے مٹانے کو ممکن کہا' یہ ضرور قرآن پاک کے محفوظ ہونے کا انکار اور کفر ہے' مگر مہتمم دیو بند اور تمام دیو بندی اسے اپنا دین بنائے ہوئے ہیں۔

احباب اہلسنت! ذرا ان دیو بندیوں کا اللہ عزوجل کے بارے میں ایمان تو ملاحظہ کریں' ان لوگوں کے نزدیک واقعہ میں اللہ تعالیٰ کا جھوٹ بولنا کوئی عیب نہیں' بندوں کے ڈر سے نہیں بولتا' اگر کوئی ترکیب ایسی نکل آئے کہ اسے کوئی جھوٹا کہہ نہ سکے تو کوئی حرج نہیں' غرض کہ سارا ڈر بندوں کے جھوٹا کہنے کا ہے بندوں کے ڈر کی وجہ سے جھوٹ نہیں بولتا' بندوں سے ڈرتا ہے' دبتا ہے' مغلوب ہے' بولیے قاری طیب صاحب یہ کون سا دھرم ہے؟

دو مزید الزمات:۔

دیو بند کے مہتمم "قاری طیب" نے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت شاہ امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ پر دو الزمات لگائے ہیں (۱) انبیاء کرام کو مغلوب مانا (۲) قرآن پاک کا انکار کیا' ثبوت میں قاری طیب نے لکھا ہے "اعلیٰ حضرت بریلوی کے ملفوظ حصہ چہارم کو ملاحظہ فرمایئے جس سے اندازہ ہوگا کہ انبیاء کو مغلوب مانا' رسولوں کی شہادت کا انکار کیا' جس سے قرآن کی کتنی صریح آیتوں کا انکار صریح لازم آیا"۔

اب ناظرین کی تقریب فہم کے لیے ضروری ہے کہ "الملفوظ" کی اس موقع کی پوری عبارت نقل کردی جائے ملاحظہ ہو:

عرض: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ. (پارہ28 المجادلہ 21)

ترجمہ:۔ اللہ لکھ چکا ہے کہ ضرور میں غالب آؤں گا اور میرے رسول"۔

تو بعض انبیاء شہید کیوں ہوئے؟

ارشاد:۔ رسولوں میں سے کون شہید کیا گیا؟ انبیاء البتہ شہید کئے گئے، رسول کوئی شہید نہ ہوا یقتلون النبیین فرمایا گیا نہ کہ یقتلون الرسل۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت ص۳۹۸)

ناظرین! ملفوظات اعلیٰ حضرت کے اس سوال و جواب کو غور سے پڑھیں، اور دیوبندی جماعت کے اپنے وقت کے امام کی فہم و فراست پر داد دیں، دیکھیں عبارت میں انبیاء کرام علیہم السلام کے مغلوب ہونے کا دور دور تک شائبہ بھی نہیں، کوئی اشارہ و کنایہ انبیاء کرام علیہم السلام کی مغلوبی کا نہیں۔ مگر قاری طیب نے یہ الزام بھی جڑ دیا، اگر اس عبارت سے کسی طرح انبیاء کرام علیہم السلام کی مغلوبی مترشح ہوتی ہے تو اسے ظاہر کرنا ضروری تھا، مگر دیوبندی مہتمم قاری طیب کی جبلت ہے کہ الزام لگانے میں شیر ہیں اور ثبوت میں ــــــــ!

ورنہ بالکل صاف بات ہے سائل کا گمان یہ تھا کہ شہادت مغلوب ہونا ہے اور شہادت غلبہ کے منافی ہے، اسے اس گمان پر یہ شبہ ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کا مغلوب ہونا آیہ مذکورہ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ. (پارہ28 المجادلہ 21) کے معارض ہے اس لیے اس نے یہ عرض کیا، جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اور میرے رسول غالب ہوں گے تو بعض انبیاء کرام کیوں

شہید ہوئے؟ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت شاہ امام احمد رضا خان قادری علیہ الرحمہ نے جواب وہ ارشاد فرمایا کہ سرے سے اس آیہ کریمہ پر شبہ ہی وارد نہ ہو، فرمایا: رسولوں میں کون شہید کیا گیا؟ رسول کوئی شہید نہ ہوا۔ (الملفوظ ص۳۹۸)

اور آیت میں رسول کے غالب آنے کو فرمایا ہے۔ تو اگر یہ تسلیم بھی کرلیا جائے کہ شہادت مغلوب ہونا اور شہادت غلبہ کے منافی ہے تو بھی کسی شبہ کی گنجائش نہیں اس لیئے کہ آیت مبارکہ میں رسولوں کے غلبہ کو فرمایا گیا، اور رسول کوئی شہید ہی نہیں ہوا لہٰذا کوئی معارضہ نہیں۔

شہادت رُسُل کی بحث:۔

دیوبندی مہتمم "قاری طیب" دوسرے الزام کی تشریح میں لکھتے ہیں" حالانکہ قرآن شریف کی متعدد آیتیں ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے رسولوں کی شہادت کا ذکر کیا ہے وہ آیتیں یہ ہیں دیکھو سورہ بقرہ رکوع ۱۱: اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ (پارہ 1 البقرہ 87)

دوسری آیت دیکھو آل عمران رکوع ۱۹: قل قد جاء کم رسل من قبلی بالبینت و بالذی قلتم فلم قتلتموھم ان کنتم صٰدقین.

تیسری آیت دیکھو سورہ مائدہ رکوع ۱۰

کلما جائھم رسول بما لاتھوٰی انفسھم فریقا کذّبوا وفریقا یقتلون.

احباب متوجہ ہوں! اعلیٰ حضرت امام اہلسنت شاہ احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ کے اس ارشاد" رسول کوئی شہید نہیں ہو"۔ (الملفوظ ص۳۹۸) کے معارض ان آیات کو بتانا عوام کو اعلیٰ حضرت

قدس سرہ العزیز کے خلاف اکسانے کی ایک بہت ہی دقیق چال کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

درس نظامی کا طالب علم بھی جانتا ہے کہ یہاں قاری طیب اور ان کی برادری کیا مغالطہ دینا چاہتی ہے۔ اب احباب کا جواب سمجھنے کے لئے چند مقدمات ذہن نشین کر لینا ضروری ہے احباب پوری توجہ سے ملاحظہ کریں۔

مقدمہ اولیٰ:۔

ا۔ نبی اور رسول اصطلاح شرع میں دو مختلف معانی کے لئے خاص ہیں۔

نبی:۔ نبی وہ انسان ہے جس کی جانب وحی کی جائے عام اس سے کہ وہ صاحب شریعت جدیدہ ہو یا نہ ہو۔

رسول:۔ رسول وہ نبی ہے جو صاحب شریعت جدیدہ ہو۔ اس تعریف کی بنا پر نبی عام ہے اور رسول خاص ہیں، ہر رسول نبی ہے مگر ہر نبی کا رسول ہونا ضروری نہیں، جیسے حضرت شعیا، حضرت زکریا، حضرت یحیٰ، علیہم الصلوۃ والتسلم۔ قاضی بیضاوی آیۃ کریمہ "وما ارسلنا من قبلک من رسولٍ ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ کے تحت فرماتے ہیں "الرسول من بعثہ اللّٰہ بشریعۃ مجددۃ یدعو الناس الیھا والنبی یعمہ و من بعثہ لتقریر شرع سابق کانبیاء بنی اسرائیل الذین کانوا بین موسیٰ و عیسیٰ علیھما السلام ولذالک شبہ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم علماء امتہ بھم النبی اعم من الرسول ویدل علیہ انہ علیہ الصلوۃ والسلام سئل عن الانبیاء فقال مائۃ و اربعۃ و عشرون الفا قیل فکم الرسل منھم قال

ثلث مائۃ وثلثۃ عشر جما غفیرا ". (تفسیر بیضاوی ۲/۲۷)

یعنی رسول وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے شریعت جدیدہ کے ساتھ بھیجا ہو کہ لوگوں کو اس کی طرف دعوت دے اور نبی عام ہے اس سے کہ وہ صاحب شریعت جدیدہ ہو یا شریعت سابقہ کی استواری کے لئے بھیجا گیا ہو جیسے وہ انبیاء بنی اسرائیل جو حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے مابین تشریف لائے اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے علماء کرام کو بنو اسرائیل کے انبیاء کرام علیہم التسلیمات والصلوت کے ساتھ تشبیہ دی، نبی رسول سے عام ہے اس پر یہ روایت دلالت کرتی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ انبیاء کرام علیہم التسلیمات کتنے ہیں؟ اس پر فرمایا: ایک لاکھ چوبیس ہزار، عرض کیا گیا ان میں رسول کتنے ہیں؟ فرمایا: تین سو تیرہ جم غفیر۔

نبی اور رسول کے مابین یہی فرق اور اور ان کی یہی تعریف تھانہ بھون کے دیوبندی حکیم نے بھی کی ہے دیکھئے اختصار شدہ بیان القرآن سورہ مریم زیر آیت کریمہ "وکان رسولا نبیاً

رسول:۔ وہ ہے جو مخاطبین کو شریعت جدیدہ پہنچائے۔

نبی:۔ وہ ہے جو صاحب وحی ہو، خواہ شریعت جدیدہ کی تبلیغ کرے یا شریعت قدیمہ کی۔

۲۔ مقدمہ ثانیہ:۔

نبی اور رسول ان معنوں میں قرآن کریم کی متعدد آیتوں میں وارد ہے، (ا) سورہ مریم شریف میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا اِنَّہٗ کان مُخلصاً و کان رسولا نبیاً (پارہ 16 مریم 51) ترجمہ:۔ اور کتاب میں موسیٰ کو یاد کرو بے شک وہ چنا ہوا تھا اور رسول

تھا غیب کی خبریں بتانے والا۔(۲)اسی سورہ مریم میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہے وَاذْكُرْ فِى الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا (پارہ 16 مریم 54) ترجمہ:۔اور کتاب میں اسماعیل کو یاد کرو بے شک وہ وعدے کا سچا تھا اور رسول تھا غیب کی خبریں بتاتا۔ تفسیر مدارک میں اسی کے تحت ہے الرسول الذی معه كتاب من الانبياء والنبی الذی ینبی عن الله عزوجلّ و ان لم یکن معه كتاب کیوشع. (تفسیر مدارک)

رسول وہ نبی ہے جس کے ساتھ کتاب ہو اور نبی وہ ہے جو اللہ عزوجل کے بارے میں خبر دے اگرچہ اس کے ساتھ کتاب نہ ہو جیسے حضرت یوشع علیہ السلام۔(۳) سورہ حج کی آیہ مذکورہ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِىْٓ اُمْنِيَّتِهٖ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِى الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ. (پارہ 17 الحج 52)

ترجمہ:۔اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول یا نبی بھیجے سب پر کبھی یہ واقعہ گزرا ہے کہ جب انہوں نے پڑھا تو شیطان نے ان کے پڑھنے میں لوگوں پر کچھ اپنی طرف سے ملا دیا تو مٹا دیتا ہے اللہ اس شیطان کے ڈالے ہوئے کو پھر اللہ اپنی آیتیں پکی کر دیتا ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔

ان تینوں آیتوں میں رسول اور نبی کے معنی مذکورہ مراد ہیں۔

۳۔مقدمہ ثالثہ:۔

مگر دوسری متعدد آیتوں میں رسول بمعنی نبی وارد ہے مثلاً (۱) كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ. (پارہ 3 البقرہ 285)

ترجمہ:۔سب نے مانا اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو یہ کہتے ہوئے کہ ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے۔(۲) وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ. (پارہ 24 المومن 78) ترجمہ:۔اور بے شک ہم نے تم سے پہلے کتنے رسول بھیجے کہ جن میں کسی کا احوال تم سے بیان فرمایا اور کسی کا احوال نہ بیان فرمایا۔

ان کے تحت تفسیر صاوی میں ہے رسلا المراد بهم ما يشمل الانبياء (تفسیر صاوی ۱۹۸/۵)

یعنی یہاں "رسلا" کا وہ معنی مراد ہے جو انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والتسلیم کو بھی شامل ہے

ان دونوں آیتوں میں "رسل" سے مراد انبیاء ہیں خواہ صاحب شریعت جدیدہ ہوں خواہ نہ ہوں ان کے علاوہ اور کثیر آیتوں میں "رسول" سے "نبی" ہی مراد ہیں۔

۴۔مقدمہ رابعہ:۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مابین کوئی نبی صاحب شریعت جدیدہ مبعوث نہیں ہوا اور اس درمیان جتنے انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والتسلیم تشریف لائے سب کے سب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے پابند تھے آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام شریعت جدیدہ لے کر تشریف لائے اور شریعت موسویہ کو منسوخ فرمایا ابھی تفسیر بیضاوی کی عبارت گزری "کانبياء بنی اسرائيل الذين كانوا بين موسیٰ و عیسیٰ علیهما

السلام ''(تفسیر بیضاوی)

جیسے وہ انبیاء کرام بنی اسرائیل جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مابین تھے'' (ان میں کوئی صاحب شریعت جدیدہ نہ تھا)

تفسیر کبیر میں ہے'' روی ان بعد موسیٰ علیہ السلام الی ایام عیسیٰ کانت الرسل تتواتر و یظھر بعضھم فی اثر بعض والشریعة واحدةً الی ایام عیسیٰ علیہ السلام صلوات اللّٰہ علیہ جاء بشریعة مجددة واستدلوا علی صحة ذلک بقولہٖ تعالیٰ وقفینا من بعدہ بالرسل فانہ یقتضی انھم علی حذو واحد فی الشریعة یتبع بعضھم بعضنا فیھا . (تفسیر کبیر ۱/۵۹۵ پارہ ۱ البقرہ ۸۷)

روایت ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک پیغمبر متواتر آئے ایک کے بعد ایک آتا اور شریعت ایک تھی' پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام جدید شریعت لائے اس کی صحت پر اللہ عزوجل کے اس ارشاد سے استدلال کیا گیا کہ فرمایا ہم نے ان کے بعد پے در پے پیغمبر بھیجے یہ ارشاد چاہتا ہے کہ وہ شریعت میں ایک ہی طریقہ پر تھے بعض بعض کے تبع تھے۔

تفسیر صاوی میں ان مراد التبع فی العمل بالتوراة فکل انبیاء الذین بین موسیٰ و عیسیٰ یعملون بالتوراة بوحی من اللہ لا تقلید الموسیٰ. (تفسیر صاوی علی الجلالین ۱/۸۹ پارہ ۱ البقرہ ۸۷)

اللہ کے فرمان ''قفینا'' سے مراد تورات شریف پر عمل میں تابع ہونا حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مابین تمام انبیاء کرام علیھم السلام والتسلیمات تورات پر عمل کرتے تھے من جانب اللّٰہ وحی کی وجہ سے نہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تقلید میں۔

حضرت شاہ عبدالعزیز تفسیر عزیزی سورہ بقرہ میں فرماتے ہیں'' وھمہ ایشاں بر شریعت حضرت موسیٰ گزشتند و مقصود از فرستادن ایشاں جاری کردن احکام آں شریعت بود کہ بسبب تکاسل و تھاون بنی اسرائیل مندرس می شد و بسبب تحریفات علماء سوء ایشاں متغیر و متبدل میگشت پس ایں رسولاں در بنی اسرائیل مانند علماء ربانیین و مجدد ان دینِ این امت اند چنانچہ در حدیث شریف وادر شد کہ "ان اللّٰہ یبعث لھذا الأمة علی رأس کل مائة من یجدد لھا دینھا'' (تفسیر عزیزی سورہ بقرہ)

یعنی تمام حضرات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر تھے ان کے بھیجنے سے مقصود اس شریعت کے احکام کا جاری کرنا تھا جو بنی اسرائیل کی سستی اور ڈھیلے پن کی وجہ سے مٹ جاتے اور ان علماء سوء کی تحریفات سے بدل جاتے' پس یہ پیغمبر بنی اسرائیل میں اس امت کے علماء ربانیین اور دین کے مجددین کے مانند ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ عزوجل اس امت کے لیے ہر صدی کے سرے پر اسے بھیجے گا جو ان کے لیے ان کے دین کی تجدید کرے گا۔ (مشکوۃ ۱/۶۷ کتاب العلم الفصل الثانی رقم: ۲۴۷)

۵۔ مقدمہ خامسہ :۔

ان تینوں آیتوں میں جن انبیاء کرام علیھم الصلوات والتسلیمات کی شہادت کا تذکرہ ہے یہ وہی ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مابین مبعوث ہوئے' اس لیے سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران کی آیتوں میں مخاطب اور سورہ مائدہ کی آیت میں ضمیر غائب

کے مرجع یہود ہیں جس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ ''ان آیتوں میں جنھیں انبیاء کرام علیہم الصلوت والتسلیمات کے شہید کرنے کا مجرم گردانا گیا ہے وہ یہودی ہی ہیں اور اس میں کسی کا ذرہ برابر اختلاف نہیں کہ یہود کا زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے شروع ہوتا ہے اس لیے ان آیات کی روشنی میں یہ طے ہے کہ وہی حضرات انبیاء کرام شہید ہوئے جو حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ روح اللہ مسیح علیہ السلام کے مابین تشریف لائے۔ (تحقیقات ص۹۱)

یہاں ایک ایک بات جملہ معترفہ کے طور پر لکھ دوں کہ آج وہابی اور اور دیو بندی جس طرح انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات اور اولیاء عظام علیہم الرضوان کی توہین اور گستاخیاں کر کے خوش ہوتے ہیں یہ ان لوگوں نے یہودیوں سے سیکھا ہے چنانچہ تفسیر صاوی میں ہے کہ یہودیوں نے ایک ہی دن میں ستر انبیاء کرام کو شہید کر ڈالا معاذ اللہ پھر اس کے باوجود اپنے بازاروں کو گرم رکھا ملاحظہ ہو تفسیر صاوی ''ورد انهم قتلوا سبعين نبيا في يوم واحد واقاموا سوقهم. (تفسیر صاوی ۱/۸۹ پارہ ۱ البقرہ ۸۸)

٦۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شاہ امام احمد رضا خان قادری علیہ الرحمہ کے اس ارشاد میں

''رسول کوئی شہید نہ ہوا''۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت ص ۳۹۸ حصہ چہارم)

انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات البتہ شہید کیے گئے۔ (الملفوظ ص ۳۹۸ حصہ چہارم)

نبی اور رسول کے اصطلاحی معنیٰ مراد ہیں جس پر ''رسول'' اور ''نبی'' کا تقابل قرینہ واضحہ ہے یعنی ''رسول'' بمعنیٰ صاحب شریعت جدیدہ اور ''نبی'' بمعنیٰ وہ انسان جس کی طرف وحی کی گئی ہو'' خواہ صاحب شریعت جدیدہ ہو خواہ صاحب شریعت جدیدہ نہ ہو۔ (تحقیقات ص۹۱)

رسول بمعنیٰ صاحب شریعت جدیدہ کوئی شہید نہ ہوا:۔

نائب مفتی اعظم ہند شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں مقدمہ رابعہ سے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مابین کوئی رسول بمعنیٰ صاحب شریعت جدیدہ مبعوث نہیں ہوا' بلکہ جتنے حضرات مبعوث ہوئے وہ شریعت موسویہ کے متبع تھے اور حسب تصریح حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب اس امت کے مجددین کے مثل تھے جس سے ظاہر ہو گیا کہ وہ اصطلاحی معنیٰ کے اعتبار سے رسول نہیں تھے' نبی تھے۔

مقدمہ خامسہ سے ثابت ہوا کہ جو انبیاء کرام شہید کیے گئے وہ انہیں میں سے ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مابین مبعوث ہوئے تھے' ان دونوں کو ملانے سے آفتاب نیمروز کی طرح روشن ہو گیا کہ کوئی ''رسول'' بمعنیٰ صاحب شریعت جدیدہ شہید نہیں ہوا جتنے حضرات شہید ہوئے وہ سبھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے پابند تھے اور حسب اصطلاح نبی تھے اور ''جب رسول'' کے معنیٰ صاحب شریعت جدیدہ کے اصطلاح شرع میں ہے جیسا کہ مقدمہ اولیٰ میں تفسیر بیضاوی اور خود تھانہ بھون والے دیو بندی حکیم کی تصریح گزر چکی ہے تو ''رسول'' کے یہ معنیٰ مصطلح مراد لے کر یہ کہنا بالکل درست ہے کہ کوئی ''رسول'' شہید نہیں ہوا اور یہی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت شاہ امام احمد رضا خان قادری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے' اس لیے اعلیٰ حضرت کے کلام میں یہاں ''رسول'' کے اصطلاحی معنی یعنی صاحب شریعت جدیدہ مراد ہونا متعین ہے جیسا کہ مقدمہ سادسہ میں بتایا جا چکا ہے۔

اب واضح ہو گیا کہ یہ کہنا کہ ''کوئی رسول شہید نہیں ہوا'' ہر قسم کے اعتراض سے پاک ہے یہ

دوسری بات ہے کہ دیوبندی مہتمم قاری طیب اوران کی برادری اپنی بے علمی میں یا جوش انتقام میں نابینائی یا ناواقف عوام میں شورش آفرینی کے شوق میں کچھ نہ سمجھیں یا سمجھ بوجھ کر ناسمجھ بنتے رہیں۔

آیتِ کریمہ کی توجیہ:۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت شاہ امام احمد رضا خان قادری برکاتی علیہ الرحمہ کے اس ارشاد کے معارضہ میں "قاری طیب" نے جو تین آیتیں پیش کی ہیں وہ بھی درحقیقت معانی قرآن سے ناواقفی اور تفاسیر سے بے بہرہ ہونے کی دلیل ہے ورنہ علم تفسیر سے ادنیٰ سی ممارست رکھنے والے پر روشن ہے کہ یہ آیتیں اس ارشاد کے معارض نہیں ہیں' اس لیے کہ مقدمہ ثالثہ میں ہم بتا آئے ہیں کہ "رسول" اور "نبی" میں باعتبار اصطلاح کے فرق ہوتے ہوئے بھی قرآن کریم ہی کی متعدد آیات میں "رسول" بمعنیٰ "نبی" مراد ہے۔ وہ تینوں آیتیں جو قاری طیب مہتمم دیوبند نے اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت شاہ احمد رضا خان قادری علیہ الرحمہ کے ارشادات کے معارضہ میں پیش کی ہیں ان میں بھی "رسل" بمعنیٰ انبیاء ہے چنانچہ سورہ بقرہ کی آیت کریمہ "وقفینا من بعدہ بالرسل" کی تفسیر میں ابن جریر لکھتے ہیں "یعنی بالرسل الانبیاء "یعنی رسول سے مراد انبیاء ہیں۔ تفسیر صاوی میں ہے "قولہ بالرسل مرادہ ما یشمل الانبیاء" رسل کا وہ معنیٰ مراد ہے جو انبیاء کو شامل ہے "وعدۃ الانبیاء والرسل الذین بین موسیٰ و عیسیٰ سبعون الفا و قیل اربعۃ الاف" (تفسیر صاوی ۱/۸۹ پارہ ۱ البقرہ)

یعنی رسل کا وہ معنیٰ مراد ہے جو انبیاء کو شامل ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان انبیاء اور رسولوں کی تعداد ستر ہزار ہے اور کہا گیا ہے کہ چار ہزار

ہے۔ (خیال رہے یہ رسول بمعنیٰ صاحب شریعت جدیدہ مبعوث نہیں تھے بلکہ شریعت موسویہ کے متبع تھے جیسا کہ پیچھے گزر چکا اور شاہ عبدالعزیز صاحب کے نزدیک تو یہ حضرات امت محمدیہ کے مجددین کی مثل ہیں) اس کا ماحصل بھی یہی نکلا کہ "رسل" سے "انبیاء" مراد ہیں اس لیے کہ "رسل" کا وہ معنیٰ جو "انبیاء" کو بھی شامل ہے یہی ہے کہ وہ انسان جس کی جانب وحی کی گئی ہو خواہ وہ صاحب شریعت جدیدہ ہو خواہ نہ ہو۔ تفسیر خازن میں "سورہ آل عمران" کی آیت مبارکہ کے تحت ہے یعنی فلم قتلتم الانبیاء الذین اتوا بما طلبتم منهم مثل زکریا و یحیی وسائر من قتلتم من الانبیاء . (تفسیر خازن)

یعنی پھر تم نے ان انبیاء کرام کو کیوں شہید کیا جو وہ لائے جسے تم نے طلب کیا جیسے حضرت زکریا علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام اور تمام انبیاء کرام علیہم الصلوت والتسلیمات جن کو تم نے شہید کیا" آیت کریمہ "میں رسل" کا لفظ تھا' صاحب خازن نے اس کی تفسیر "انبیاء" سے کی یہ دلیل ہے کہ یہاں "رسل" سے مراد "انبیاء" ہیں عامہ تفاسیر حتیٰ کہ جلالین تک میں ان تینوں آیتوں کے تحت تمثیل میں ہے "مثل زکریا و یحیی"

اور یہ متفق علیہ امر ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام صاحب شریعت جدیدہ نبی نہیں' اس لیے تمثیل کی صحت برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ ان تینوں آیتوں میں "رسل" بمعنیٰ "انبیاء" ہو "رسل" بمعنیٰ اصحاب شرائع جدیدہ" نہ ہو' اب جب کہ ثابت ہو گیا کہ ان تینوں آیتوں میں "رسل" بمعنیٰ "انبیاء" ہے تو ان آیات کے معنیٰ یہ ہوئے۔

یہود نے انبیاء کرام کے ایک گروہ کو جھٹلایا اور انبیاء کرام کے ایک گروہ کو شہید کیا' یہی

بتانے کے لیے کہ ان آیات میں ''رسل'' بمعنیٰ ''نبی'' ہے اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان قادری برکاتی علیہ الرحمہ نے آیت کریمہ افکلما جاء کم رسول بما لا تھویٰ انفسکم (پارہ) کے ترجمہ میں بین القوسین ''''انبیاء'' کا اضافہ فرمایا ہے کنز الایمان تقطیع کلاں مطبوعہ مراد آباد میں ۱۵ پر ہے ''ان انبیاء'' کے ایک گروہ کو جھٹلاتے ہو اور ایک گروہ کو شہید کرتے ہو''

اب ناظرین پر کالشمس والامس واضح ہو گیا کہ ان تینوں آیتوں سے بھی صرف ''انبیاء'' کی شہادت ثابت ہے ''رسولوں'' کا شہید ہونا ثابت نہیں۔ اس لیے ان آیات کو ''رسول'' بمعنیٰ صاحب شریعت جدیدہ کی شہادت پر دلیل لانا اور ''الملفوظ'' کی عبارت مذکورہ کو ان آیات کا انکار بتانا اہل دیوبند کی معانی قرآن مصطلحات شرعیہ سے نابلد اور کورے ہونے کی دلیل ہے۔

تحریف قرآن کے الزام کا جواب:۔

نائب مفتی اعظم ہند شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ اس الزام کا جواب دیتے ہیں کہ ''سائل نے اپنی عرض میں جو آیت تلاوت کی ہے وہ ''الملفوظ'' میں غلط چھپی ہے ''کتب اللہ'' کی جگہ ''ختم اللہ'' چھپا ہے اس پر قاری طیب اس نمبر میں تو صرف یہی کہہ کر گزر گئے ''اعلیٰ حضرت بریلوی نے غلط آیت کو صحیح کیے بغیر جواب دیا'' چند سطر بعد ہے ''اعلیٰ حضرت کے جواب سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ الفاظ سے بھی ناواقف اور معنیٰ سے بھی جاہل تھے کہ آیت کو صحیح کیے بغیر جواب عنایت فرمایا'' مگر اس کے بعد والے نمبر میں اسے تحریف لفظی کہا ہے۔ برادری کے دوسرے افراد خصوصاً ان کے مخصوص نوکر مولوی ارشاد جو در حقیقت ''ارصاداً لمن حارب اللّٰہ و رسولہ'' کے مصداق ہیں بار بار یہ کہہ چکے ہیں کہ یہاں اعلیٰ حضرت قدس سرہ

العزیز نے قرآن مجید کی تحریف کی ہے۔ 'معاذ اللہ'

اس لیے ضروری ہوا کہ اس الزام کے بارے میں چند مفید باتیں ہدیہ ناظرین کر دوں'

ا۔ یہاں قابلِ لحاظ یہ امر ضروری ہے کہ ''کتب'' کے بجائے ''ختم'' اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے نہیں پڑھا ہے بلکہ سائل نے 'تحریف قرآن کا الزام اگر عائد ہو سکتا ہے تو سائل پر نہ کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر (اور یہاں سائل پر بھی یہ الزام عائد ہرگز نہ ہوگا جیسا کہ ابھی واضح ہو جائے گا)

۲۔ بلا قصد غلط قرآن پڑھنے پر کسی کو محرف قرآن ٹھہرانا دین و دیانت سے ہاتھ دھونا ہے' ایسا بہت ہوتا ہے کہ بھول چوک کر بلا قصد و اختیار قاری سے غلطی ہو جاتی ہے سامع اگرچہ حافظ ہوتا ہے مگر اس غلطی پر بعض اوقات وہ بھی متوجہ نہیں ہوتا' نماز پنجگانہ' تراویح میں ایسا بہت ہوتا ہے کہ امام کو تشابہ لگ جاتا ہے مقتدیوں میں حافظ بھی ہوتے ہیں مگر انہیں اس غلطی کا پتہ نہیں چلتا محض اس بنا پر کہ امام کو سہو ہوا' تشابہ لگا' دنیا کا کوئی خدا ترس مفتی اسے ''تحریف قرآن' ٹھہرا کر امام یا مقتدی کو نہ کافر کہتا ہے نہ فاسق' اس لیے کہ حدیث میں فرمایا گیا ہے ''رفع عن امتی الخطاء والنسیان '' میری امت سے بھول چوک معاف ہے۔

توجہ رہے فقہاء کرام ان الفاظ کے ساتھ حدیث ذکر کرتے ہیں مگر کتب حدیث میں یہ الفاظ ہیں ''ان اللّٰہ وضع عن امّتی الخطاء والنسیان وما استکر ھو علیہ '' اس کو ابن ماجہ اور ابن حبان نے روایت فرمایا اور امام حاکم نے روایت فرمایا اور فرمایا صحیح علی شرط الشخین ولم یخرجاہ '' یہ حدیث صحیح ہے امام بخاری اور امام مسلم کی شرط پر ہے اور

اس کو امام بخاری اور امام مسلم نے تخریج نہیں فرمایا' اور اس حدیث کو ابن عدی نے ''کامل'' میں ابوبکرہ کی حدیث سے روایت فرمایا ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں کہ ''قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع اللّٰہ عن ھذہ الامۃ الخطاء والنسیان والامر یکرھون علیہ .

(فتح القدیر والبنایہ/۲۰۵) پھر سائل نے اگر سہواً بلا قصد ''کتب'' کے بجائے ''ختم'' پڑھا اور اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شاہ امام احمد رضا خان قادری علیہ الرحمہ یا حضرت جامع قدس سرہ العزیز کا ذھن اس طرف نہ گیا تو اسے تحریف قرآن قرار دے کر اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شاہ احمد رضا خان قادری برکاتی علیہ الرحمہ کو نشانہ طعن ولعن بنانا عداوت وبغض کا خمار نہیں تو اور کیا ہے؟

اگر سہواً قرآنِ مجید میں غلطی کرنے والے کو محرف قرآن ٹھہرایا جائے تو پھر دنیا میں کوئی مسلمان مشکل سے ملے گا جو ''محرف قرآن'' نہ ہو'

سوچیے ''قرآن مجید'' کی تلاوت میں کس سے غلطی نہیں ہوتی کون اس سے مبرا ہے؟ پھر ساری دنیا چھوڑ کر صرف اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شاہ امام احمد رضا خاں قادری برکاتی علیہ الرحمہ کو وہ بھی صرف اس وجہ سے کہ غلط تلاوت کرنے والے پر بوجہ عدم التفات تصحیح نہ کرنے پر ''محرف قرآن'' کہنا ھٹ دھرمی' خبث باطنی نہیں تو اور کیا ہے؟

۳۔ پھر یہ کہ محض اس بنا پر کہ سائل نے ''کتب'' کی جگہ ''ختم'' پڑھا اور اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شاہ احمد رضا خان قادری برکاتی علیہ الرحمہ اور حضرت جامع قدس سرہ العزیز نے سن کر اس کی تصحیح نہ کی تو یہ دونوں حضرات محر قرآن ہو گئے اگر تمہارے نزدیک یہ ''تحریف قرآن'' ہے تو بتاؤ! دیوبندی مولویوں نے ''الملفوظ'' کو برسھا برس بار بار پڑھا' غلطی نکالنے کی

نیت سے پڑھا ان کے بڑے بڑے مایہ ناز مناظرین نے پڑھا' خصوصاً ان کی ناک کے بال مولوی منظور سنبھلی نے بھی پڑھا' اپنی جہالت اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شاہ احمد رضا خان قادری برکاتی علیہ الرحمہ کی عداوت کی وجہ سے اس پر اول فول لغو اعتراضات کرتے رہے' اسے اپنی ماہواری تحریروں میں چھاپتے رہے' دیوبندی مناظرین وقصاص مناظروں اور تقریروں میں بیان کرتے رہے مگر اب سے چند برس پہلے کسی کو نہیں سوجھا کہ یہاں غلطی ہے ''کتب'' کی جگہ ''ختم'' ہے اگر انہیں پہلے سوجھا ہوتا تو آج کل کی طرح پہلے ہی سے چلاتے پھرتے' اب دیوبندی مفتی صاحبان فتوی دیں کہ تمہارے جن جن افراد خصوصاً مولویوں نے ''الملفوظ'' کا یہ حصہ پڑھا اور انہیں پتہ نہیں چلا کہ ''کتب'' کی جگہ ''ختم'' ہو گیا ہے وہ سب تمہاری اس منطق کی بناء پر ''محرف قرآن'' ہو کر کافر مرتد ہوئے کہ نہیں؟! اگر واقعی حق پرست ہو اصول کے پابند ہو تو ان سب کے بارے میں بھی وہی فتوی لگاؤ جو محرف قرآن پر ہے تو پتہ چل جائے کہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شاہ احمد رضا خان قادری برکاتی علیہ الرحمہ پر یہ اعتراض دیانت ہے یا خباثت؟

۴۔ یہ کلام اس تقریر پر تھا کہ سائل نے ''ختم'' پڑھا' حضرت جامع شہزادہ اعلیٰ حضرت نے ''ختم'' ہی قلم بند کیا' ایک احتمال قوی یہاں یہ بھی ہے کہ سائل نے کتب ہی پڑھا تھا' حضرت شہزادہ اعلیٰ حضرت نے کتب ہی سنا اور تحریر فرمایا مگر کاتب نے غفلت یا شرارت کی وجہ سے اسے ''ختم'' لکھ دیا اور یہ غلطی بعد کی مطبوعات میں بھی نقل در نقل ہوتی چلی آئی' کاتبوں سے اس قسم کی غلطیاں ہمیشہ ہوتی چلی آئی ہیں اور آج تو بہت عام ہیں' جو مطالعہ کتب کرنے والوں سے پوشیدہ نہیں خود دیوبندی مہاجن آج کل کتابوں کا کاروبار کر رہے ہیں ان کو دیکھیے

انہوں نے تو غلطیوں کا ریکارڈ مات کر دیا ہے، خود ان کے قطب الاقطاب گنگوہی جی کاتبوں کی غلطیوں کا رونا رو چکے ہیں بہت پرانی بات ہے ایک دیوبندی مفتی نے محفل میلاد کے عدم جواز کے فتوی پر ان الفاظ میں تصدیق کی تھی ھذا مسئلہ جواب صحیحہ اس پر مولانا عبدالسمیع صاحب رامپوری علیہ الرحمہ نے "انوار ساطعہ" میں کڑی گرفت کی تو گنگوہی جی تلملا کر لکھتے ہیں "اور جس حسن علی کے دستخط ہوں خواہ مخواہ اس پر مطاعین لفظی کرنی بھی دور از دیانت ہے کیونکہ مطبع کی غلطی کا احتمال قوی ہے چنانچہ اس فتوی میں بہت الفاظ غلط موجود ہیں، سو حسن ظن کرنا اور کاتب اور صاحب مطبع کی غلطی پر حمل کرنا مناسب تھا، مگر یہ تو جب کہ مولف کو حسن ظن پر عمل کرنا مد نظر اور اندیشہ آخرت ہوتا، اور چونکہ تخطیہ، معنوی کا تو مؤلف کو سلیقہ و ملکہ نہیں تخطیہ لفظی سے تسلی کرتا ہے، خیر یہ تو سہل ہے لیکن مشکوۃ اور قرآن شریف دہلی کے مطبع کے مثلاً مؤلف دیکھ کر جو اس میں غلطی کاتب ملاحظہ کرے گا تو مبادا حق تعالیٰ اور جناب فخر عالم پر موخذہ نہ کرنے لگے، کیونکہ مولف کی عادت تو یہی ٹھہری کہ اصل مولف کو الزام لگاتا ہے کاتب کی خطا پر تو حمل کرتا ہی نہیں"۔ (البراہین القاطعہ ص ۳۱)

دیوبندیوں کے یہ قبلہ اب موجود تو نہیں کب کے مر کے مٹی میں مل گئے، ورنہ ان کی غیر مادری اولاد کے یہ کرتوت لکھ کر ان سے ضرور پوچھتا کہ ان کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ غالباً موجودہ دیوبندیوں نے اپنے قبلہ کا یہ مضمون نہیں پڑھا ورنہ اور نہ اس اطلاع پر معاذ اللہ عزوجل کو محرف قرآن کہنے لگیں گے۔

۵۔ قاری طیب کو "الملفوظ" میں "کتب" کے بجائے "ختم" نظر آ گیا اور اپنے اشتہار میں "فقریقا" کی جگہ "فقریقا" نظر نہ آیا کہ "فا" "قاف" سے بدل گیا ہے، دیوبندی مفتی بولیں

یہ تحریف قرآن ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ اور جب یہ تحریف قرآن نہیں تو "کتب" کی جگہ "ختم" تحریف قرآن کیوں ہے؟ وجہ فرق بتاؤ؟

۶۔ اس الزام کے سب سے بڑے پروپیگنڈس قاری طیب کے نفس ناطقہ مبلغ دیوبند ارشاد دیوبندی ناگپور میں اسی عبارت پر اعتراض کی تحریر لکھ آئے ہیں جس میں "لاغلبن انا و رسلی" کو لاغلبن علی رسلی" لکھا ہے۔

دیوبندی مفتی بولیں! یہ تحریف قرآن ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو فوراً قاری طیب کے نفس ناطقہ سے توبہ تجدید ایمان و تجدید نکاح کرائیں اور توبہ کا اعلان کرائیں، اور اگر جواب نہیں میں ہے تو کیوں؟ اور جب یہ تحریف قرآن نہیں تو پھر "کتب" کی جگہ ختم "الملفوظ" میں کیوں تحریف قرآن ہے؟ فما جوابکم فھو جوابنا۔ قاری طیب اور ان کی پوری برادری! یہ ہے اللہ عزوجل کے ایک برگزیدہ بندے پر کیچڑ اچھالنے کی سزا، جو اللہ کے کسی برگزیدہ بندے پر اعتراض کرنے اٹھتا ہے اس سے سنگین تر الزام میں پکڑا جاتا ہے اب حدیث قدسی ملاحظہ کریں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان اللہ تعالیٰ قال من عادیٰ لی ولیاً فقد اذنتہ بالحرب۔

(مشکوۃ ۱/۲۲۳ کتاب الدعوات باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ الفصل الاول رقم: ۲۲۶۶)

محمود الحسن دیوبندی کی تحریف قرآن:۔

۷۔ دیوبندیو! "الملفوظ" کی اس عبارت پر اتنی اچھل کود کر رہے ہو مگر اپنی پوری برادری کے شیخ الہند علی الاطلاق مولوی محمود الحسن، قاری طیب کے استاذ اور پیر کی "ایضاح الادلہ" میں

اس جرات پر سونٹھ کی ناس کیوں لے رکھی ہے کہ انہوں نے آیت کریمہ میں اپنی طرف سے ایک لفظ بڑھا دیا' ایسا غلط جس پر "نحو میر" پڑھنے والا بھی تف کیے بغیر نہیں رہے گا" دیکھو وہ لکھتے ہیں" یہی وجہ ہے کہ ارشاد ہوا "فـا نازعتم فی شیء فردو ہ الی اللّٰہ والرسول و الیٰ اولو الامر منکم "اور ظاہر ہے کہ اولو الامر سے مراد اس آیت میں سوائے انبیاء کرام علیہم السلام اور کوئی ہے۔ (ایضاح الادلہ ص ۹۳ مطبوعہ رحیمیہ دیوبند)

احباب اہل سنت متوجہ ہوں! قرآن کریم کے تیسوں پارے دیکھ لیجئے آپ کو یہ آیت ضرور ملے گی فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ. (پارہ 5 النساء 59) ترجمہ:۔ پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اسے اللہ اور رسول کے حضور رجوع کرو اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو۔

مگر دیوبندیوں کے شیخ الہند کی مفروضہ آیت فردو ہ الی اللّٰــہ والرسول و الیٰ اولو الامر منکم کہیں نہیں ملے گی' لفظ الیٰ اولو ا لامر منکم یہاں شیخ صاحب کا اضافہ ہے وہ بھی اتنی قابلیت سے کہ "الی" کے مدخول اولو کو "واؤ" کے ساتھ تف ہے دیو بندیو! تم پر کہ ایسے جاہل ذاہل کو اپنا شیخ بنا رکھا ہے جسے یہ بھی معلوم نہیں کہ "اولو" کا اعراب کیا ہے۔ خیر یہ تو کاتب کے سر جائے گا مگر اب آنجہانی شیخ صاحب کے جتنے این جہانی اذناب و اتباع ہیں سب یا تو قرآن میں یہ آیت دکھائیں یا وہی سب و شتم جو اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شاہ احمد رضا خان قادری برکاتی علیہ الرحمہ پر شہر شہر' نگر نگر' ڈگر ڈگر کرتے پھرتے ہو اپنے متبوع مذنوب شیخ جی پر کرو تو جانیں' کہ بڑے قرآن کے محافظ اور ٹھیکدار ہو' یہاں ایسا بھی نہیں کہ کسی

سائل نے "شیخ الہند" کی خدمت میں عرض کیا ہو اور عدم توجہ کی بناء پر ذہن اس طرف نہ گیا ہو' ایسا بھی نہیں کہ دیوبندیوں کے شیخ نے کسی سوال کے جواب میں زبانی ارشاد فرمایا ہو اور ناقل نے جو سنا وہ یا اونچا سننے کی بناء پر غلط لکھ لیا' ایسا بھی نہیں کہ کاتب کی غفلت یا شرارت کا نتیجہ کیا جا سکے' یہاں متعین ہے کہ دیوبندیوں کے شیخ نے بالقصد والارادہ بہ نفس نفیس اپنے قلم فیض رقم سے اسے مستزاد کیا ہے اس لیے کہ یہی مستزاد مدار الاستدلال ہے اور اگر یہ مستزاد نہ ہو تو دیو بندی شیخ کی ساری تحقیق ملیا میٹ ہو جائے' اب آں جہانی شیخ صاحب کے این جہانی اتباع و اذناب بولیں" آپ لوگوں کے شیخ جی نے جو بالقصد والارادہ قرآن کریم میں اضافہ کیا ہے یعنی "والیٰ اولو الامر منکم " کا یہ تحریف قرآن ہے کہ نہیں؟ نہیں تو کیوں؟ ہے تو آپ لوگوں کے یہ شیخ دیوبند تحریف قرآن کر کے کافر مرتد ہوئے کہ نہیں؟ آنجہانی شیخ صاحب کی اس تحریف قرآن پر برسہا برس غیر مقلدین نے متنبہ کیا اور دیوبند کے ماہنامہ رسالہ "تجلی" نے بڑے شد و مد کے ساتھ اس پر ریمارک لکھا' مگر اب تک ایضاح الادلہ" میں تصحیح نہ ہو سکی' وہی "محرف آیت" اب بھی چھپ رہی ہے'۔

بولو! اس تحریف پر مطلع ہونے کے بعد دیوبندیوں نے نہ تصحیح کی اور نہ اشاعت بند کی' ایضاح الادلہ" کے یہ ناشرین طابعین تحریف قرآن پر راضی ہو کر بلکہ اس کی اشاعت میں ممد و معاون ہو کر کافر مرتد کہ ہوئے کہ نہیں؟ (تحقیقات ص ۱۰۲)

قولِ فیصل:۔

نائب مفتی اعظم ہند شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

Scanned by CamScanner

''قرآن کریم کی قرأت یا کتابت میں بلاقصد وارادہ لغزش یا غلط قرآت یا تلاوت کی عدم توجہ کی بناء پر صحیح نہ کرنی ''تحریف قرآن'' تو کیا معمولی گناہ بھی نہیں جس پر تمام امت کا اتفاق ہے اور اس قسم کی لغزش بہت سے اکابر کی کتابوں میں آج تک موجود ہے۔

ا۔علامہ سعد الدین تفتازانی علیہ الرحمۃ کے تبحر علمی سے کون انکار کرسکتا ہے مگر ان کی مشہور و معروف کتاب ''مختصر المعانی'' نیز ''مطول'' میں آیت کریمہ ''ورفع بعضھم درجت یوں تحریر ہے ''ورفع بعضھم فوق بعض درجت''۔ملاحظہ ہو۔(مختصر المعانی ص ۷۸، مجتبائی ص ۸۲)

اور حد یہ ہے کہ مختصر، مطول کے تمام محشین حتیٰ کہ سوتی تک خاموش' کیا کسی میں یہ جرات ہے کہ وہ کہہ دے کہ ''علامہ سعد الدین تفتازانی علیہ الرحمہ اور مختصر المعانی و مطول کے محشین نے تحریف قرآن کی ہے'' معاذ اللہ

۲۔حضرت ملا عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمہ کی جلالت علمی سے کون انکار کرسکتا ہے؟ مگر ان سے بھی ایک آیت مبارکہ ''ان الذین کفروا وماتوا وھم کفار فلن یقبل من احدھم ملء الارض ذھبا '' کی نقل میں تسامح ہوگیا ہے کہ ''من احدھم ملء الارض ذھبا '' کی جگہ ''توبتھم'' ہوگیا مگر آج تک کسی نے ان حضرات کو نہ محرف قرآن کہا اور نہ اس لغزش پر لعن طعن کیا' یہ دیوبندیوں ہی کی اختراع ہے کہ بلاقصد وارادہ قرآن مجید کی تلاوت و کتابت میں غلطی ہو جانے پر نہ صرف قرأت و کتابت ہی میں غلطی ہو جانے پر یا غلط تلاوت سن کر یا غلط لکھی ہوئی آیت کی بوجہ عدم توجہ تصحیح نہ کرنے پر تحریف قرآن کا مجرم گردانتے ہیں۔مگر اب دیکھنا ہے کہ اپنے قاری طیب صاحب اور اپنے شیخ محمود الحسن صاحب اور قاری طیب کے نفس ناطقہ

ارشاد مبلغ دیوبند وغیرہ کا دامن داغدار دیکھ کر دیوبندی دارالافتاء کیا فتویٰ دیتا ہے؟

الملفوظ پر ایک اور اعتراض کا جواب:۔

دیوبندیوں کے رسالہ ندائے عرفات میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شاہ احمد رضا خان قادری برکاتی علیہ الرحمہ کے ملفوظات شریفہ پر اعتراض کیا گیا جس کا جواب رئیس دارالافتاء الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور مفتی نظام الدین رضوی مدظلہ: حالی نے دیا ملاحظہ ہو۔

سوال: رنڈی کو کرایہ پر مکان دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اس کا (رنڈی کا) اس مکان میں رہنا کوئی گناہ نہیں' رہنے کے واسطے مکان کرایہ پر دینا کوئی گناہ نہیں' باقی رہا اس کا زنا کرنا یہ اس کا فعل ہے اس کے واسطے مکان کرایہ پر نہیں دیا گیا ہے۔خان صاحب کے ملفوظات حصہ سوم ص ۳۱۲۔(ندائے عرفات)

رئیس دارافتاء جامعہ شرفیہ مبارکپور مفتی نظام الدین رضوی مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ ''یہ مذہب بھی امام اعظم علیہ الرحمۃ کا ہے اور اسے بھی ''ندائے عرفات'' میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شاہ احمد رضا خان قادری برکاتی علیہ الرحمہ کے جدید مسائل اور شیر بیشہ اہلسنت (مولانا حشمت علی خاں صاحب علیہ الرحمہ) کے مشرکانہ عقائد سے شمار کیا گیا' میں سمجھ نہیں پاتا کہ آخر اس مسئلے میں وہ کون سی بات ہے جو ان دیوبندیوں کی کفر زدہ نگاہوں میں شرک و بدعت نظر آرہی ہے کسی نے سچ کہا ہے:۔

وہ کافر نگاہیں خدا کی پناہ جدھر اُٹھ گئیں فیصلہ ہوگیا

یہ تو ان مدعیان توحید کی غیرت و حیا اور ذمہ داری کی بات ہے کہ اس مسئلے کے جس لفظ

سے انہیں عقیدہ شرک کی بو محسوس ہو رہی ہے اس کو متعین طور پر واضح کر کے اس پر ثبوت و برہان قائم کریں، ہمیں اس سے کوئی بحث نہیں، ہمارے لیے ان کے کذب و افتراء کے جواب میں صرف اہلِ علم کا فیصلہ ایمانی کافی ہے، مگر چونکہ اس کو جدید مسئلہ اور بدعت بتا کر فقہ حنفی کے خلاف سادہ لوح عوام اہل اسلام کو دام تزویر کے پھندوں میں جکڑا جا سکتا ہے کیونکہ پڑھے لکھے لوگ اس قسم کے مسائل سے عموماً نا آشنا ہوا کرتے ہیں، اس لیے ہم اپنے مسلمان بھائیوں پر ان (دیوبندیوں) کے مکروفریب کی قلعی کھولنے کے لیے حقیقت مسئلہ کا انکشاف کر رہے ہیں جس کے اجالے میں اعلیٰحضرت مجدد اعظم قدس سرہ کے ارشاد مبارک کی حقانیت بخوبی نمایاں ہو کر سامنے آ جائے گی، اگر زنا کار عورت کو کرائے پر مکان دینا اس لیے ناجائز و گناہ کہا جائے کہ وہ اس میں زنا جیسے قبیح جرم کا ارتکاب کرے گی تو کافروں اور مشرکوں کو مکان کرائے پر دینا بدرجہ اولیٰ ناجائز و حرام ہونا چاہیے کیونکہ وہ اس مکان میں جیسا کہ مشاہدہ کیا جاتا ہے، اعمالِ کفر و شرک کا ارتکاب کریں گے بلکہ روز اوّل ہی جب دکان کی افتتاحی تقریب ہوتی ہے تو وہ اپنے دھرم کے مطابق کیا کیا مشرکانہ مراسم ادا کرتے ہیں اور کیسے کیسے غیر اسلامی شگوفے کھلاتے ہیں یہ کسے نہیں معلوم ہے، کوئی حصول برکت کے لیے پوجا پاٹ کرتا ہے کوئی بہت سے کفری رسوم وغیرہ لغو وخرافات کا اظہار کرتا ہے، کسی کی دکان میں ان کے معبودوں کی تصویریں رکھی جاتی ہیں اور کسی کی دکان دیوتاؤں سے آراستہ ہوتی ہے پھر یہ لوگ صبح و شام ان تصویروں اور مجسموں کو پوجتے اور اس طرح روزانہ اعمال کفر و شرک کا اظہار کرتے ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ جب کفر و شرک سب سے بدترین جرم ہیں۔ (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے آپ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا ''یا رسول اللّٰہ ای الذنب اکبر عنداللّٰہ ؟قال ان تدعوَللّٰہ نِدًا وھو خلقک قال ثم ایّ قال ان تقتل ولدک خشیۃ ان یطعم معک قال ثم ای قال ان تزنی حلیلۃ جارک فانزل اللّٰہ تصدیقھا والذین لایدعون مع اللّٰہ الھا اخر ولا یقتلون النفس التی حرم اللّٰہ الاّ بالحق ولا یزنون . (مشکوٰۃ ۱/۳۰ کتاب الایمان باب الکبائر وعلامات النفاق الفصل الاول رقم: ۴۹)

ترجمہ:۔ یارسول اللہ! کون سا گناہ بہت بڑا ہے اللہ کے ہاں؟ فرمایا یہ کہ تم اللہ کا شریک ٹھہراؤ حالانکہ اس نے تمہیں پیدا کیا، عرض کیا: پھر کونسا؟ فرمایا یہ کہ اپنی اولاد کو اس ڈر سے مار ڈالو کہ وہ تمہارے ساتھ کھائے، عرض کیا پھر کون سا؟ فرمایا یہ کہ اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرو، تب اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق میں یہ آیت مبارکہ اتاری ''اور وہ جو خدا کے ساتھ دوسرے معبود کو نہیں پوجتے اور نہ اس جان کو ناحق قتل کریں جسے اللہ نے حرام کیا اور نہ زنا کریں''۔

۲۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الکبائر الاشرک باللّٰہ و عقوق الوالدین و قتل النفس والیمین الغموس (مشکوٰۃ ۱/۳۱ کتاب الایمان باب الکبائر وعلامات النفاق الفصل الاول رقم: ۵۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا، جان کا قتل کرنا جھوٹی قسم کھانا بڑے گناہ ہیں۔

اور غیر مسلم اپنی دکان و مکان میں پوجا پاٹ اور کفری رسوم ادا کرتے ہیں تو ان کو کرائے پر مکان یا دکان دینا دیوبندی دھرم کے مطابق ہرگز ہرگز جائز نہیں ہونا چاہیے حالانکہ اہل،

اسلام اس کو جائز سمجھتے ہیں اور اپنی دکان ومکان کفار کو کرائے پر دیتے ہیں' بلکہ مسلمان تو مسلمان دیوبندی مکتبہ فکر کے حمایتی بھی اس پر عمل پیرا ہیں وہ بھی اپنی دکان ومکان انہیں (کفار ومشرکین کو) کرائے پر دیتے ہیں اور زبان سے نہیں تو عملی طور پر اس کے جواز کا اظہار ضرور کرتے ہیں' اب میں یہ نہیں بتا سکتا کہ یہ لوگ (یعنی دیوبندی) اپنا یہ عمل کس مصلحت کی وجہ سے جائز سمجھتے ہیں یا (پھر دیوبندی) انہیں (کفار ومشرکین کو) اپنا ہم مذہب اور دینی بھائی سمجھنے کی وجہ سے (جائز سمجھتے ہیں) جو بھی وجہ ہو' ہم کو اس سے کوئی غرض نہیں ہم صرف اپنے مسلمان بھائیوں کو اس بات پر متنبہ کرنا چاہتے ہیں کہ اگر زنا کار عورت کو کرایہ پر مکان دینا ناجائز اور مشرکانہ عقیدہ ہو تو کفار کو کرایہ پر مکان یا دکان دینا کتنا بڑا ناجائز وگناہ اور مشرکانہ عقیدہ ہوگا' پھر اس طرح دنیا بھر کے بے شمار مسلمان جنھوں نے کفار کو کرائے پر مکان یا دکان دیئے ہیں' کیا وہ شرک سے محفوظ رہ سکیں گے؟ اگر گنتی کی جائے تو دنیا میں کروڑوں مسلمان ایسے بھی نظر آئیں گے جو مسلمان ہونے کے باوجود بھی ان دیوبندی حضرات کے مذہب کے مطابق مسلمان نہیں ہوں' نعوذ باللہ۔

؎ شرک ہووے جس میں کار مسلمین   اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

اب ذیل میں اپنے مسلمان بھائیوں کی تشفی اور اطمینان قلب کے لیے فقہی تصریحات ہدیہ ناظرین کر رہا ہوں جن سے حقیقت مسئلہ کے انکشاف کے ساتھ یہ آشکار ہو جائے گا کہ مسلمانوں کا یہ عمل شرعی نقطہ نظر سے جائز وروا ہے۔

فقہی تصریحات اور انکشاف حقیقت:۔

فقہ حنفی کی معتمد کتاب ''محیط'' پھر ''عالمگیری'' میں ہے واذا استاجر الذمی من المسلم دارا یسکنها فلا باس بذالک و ان شرب فیها الخمر او عبد فیها الصلیب او ادخل فیها الخناز یر و لم یلحق المسلم فی ذلک باس لان المسلم لم یؤاجرها لذلک انما اجرها للسکنی کذافی المحیط. (فتاوی عالمگیری۴/۵۲۶)

غیر مسلم ذمی نے رہنے کے لیے مسلمان سے کرایہ پر گھر لیا تو اس میں کوئی حرج نہیں اگرچہ وہ کافر اس میں شراب پیئے یا صلیب کی پوجا کرے یا اس میں خنزیر رکھے اور اس اجارہ کے باعث مسلمان پر کوئی گناہ نہیں ہوگا کیونکہ اس نے اپنا مکان ان معصیت کاریوں کے لیے کرائے پر نہیں دیا بلکہ محض رہنے کے دیا ہے' محیط میں بھی ایسا ہی ہے'۔

فتاوی قاضی خاں میں ہے لا باس لمسلم ان یواجر داره من ذمی یسکنها وان شرب فیه الخمر او عبد فیه الصلیب او ادخل فیه الخنازیر فذالک لایلحق المسلم کمن باع غلاما ممن یقصد به الفاحشة او باع جاریة ممن یاتیها فی غیر الماتی. (فتاوی قاضی خان۳/۳۳۳)

اپنا مکان کسی ذمی کافر کو رہنے کے لیے کرائے پر دے تو اس کی وجہ سے اس پر گناہ نہ ہوگا اور اگر وہ کافر اس میں شراب پیئے یا صلیب کی پوجا کرے یا خنزیر رکھے تو بھی مسلمان اس کی وجہ سے گہنگار نہیں ہوگا' جیسے کہ وہ شخص گہنگار نہیں ہوتا جس نے اپنا غلام ایسے آدمی کے ہاتھ بیچا جو اس کے ساتھ برائی کرنے کی نیت رکھتا ہے یا اپنی باندی کو ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کیا جو اس کے پیچھے کے مقام میں وطی کرے۔

ناظرین! انصاف کریں' کہ مسئلہ مذکورہ کی تائید میں ایسی واضح شہادتیں اور روشن تصریحات کے ہوتے ہوئے اس کو شرک و بدعت کس نظریہ کے تحت قرار دیا گیا ہے کیا یہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی آڑ میں حنفی مذہب سے بغاوت اور ائمہ احناف کی حرمتوں پر ناروا حملہ نہیں ہے؟

اب آگے بڑھیئے اور ان کے گھر کے بعض اندرونی حالات کا جائزہ لیجئے' جس کو ان کے (تھانہ بھون کے) حکیم الامت نے ظاہر کرنے کی اجازت نہیں دی اور اسے "سر مکنون" بتا کر پردہ راز میں رکھنے کی وصیت کر گئے الفاظ یہ ہیں "لا ناذن لهم باذاعته للعوام (فتاوی اشرفیہ ۳/۵۳) ہم اس کی اجازت نہیں دیتے کہ اس مخفی راز کو عوام میں فاش کر دیا جائے۔

مصلحت نیست کہ از پردہ برون افتد راز: ورنہ در محفل رندان خبرے نیست کہ نیست

ہے خلاف مصلحت افشائے راز   ورنہ ان کی بزم میں کیا کیا نہیں

تھانہ بھون کے حکیم کا سرِ مکنون:۔

دیوبندی مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے ارباب ہوش و خرد! اب خصوصی توجہ کے ساتھ غور کریں کہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شاہ احمد رضا قادری برکاتی علیہ الرحمہ نے صرف یہ فرمایا کہ "رنڈی کو رہنے کے واسطے کرائے پر مکان دینا کوئی گناہ نہیں"۔ (ملفوظات اعلیٰ حصہ سوم ۳۱۲)

جو قرین قیاس بھی ہے اور سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا مذہب بھی' تو اس پر آپ کے نمائندہ نے کیا کیا نہ کہا؟ اب دیکھیے کہ آپ کے تھانہ بھون کے حکیم اشرف علی نے کیا شگوفے کھلائے ہیں' انہوں نے تو حد کر دی اور اتنا آگے بڑھ گئے کہ زبان قلم بیان سے نادم ہے۔

موصوف اپنی کتاب "فتاوی اشرفیہ" میں ایک جگہ رقم طراز ہیں کہ "کسی نے امۃ (لونڈی' باندی) کو اجیر خاص (مزدور) کے طور پر نوکر رکھا اور غرض و معقود دل میں یہ رکھا کہ اس سے بدکاری کریں گے تو چونکہ معقود علیہ تسلیم نفس ہے لہذا اجارہ باطل نہ ہوگا اور چونکہ بقرائن مقامیہ یا مقالیہ اس اجارہ میں (زنا کرنے کی) یہ شرط بھی معلوم ہے "المعروف کالمشروط" قاعدہ مقررہ ہے پس جیسا صراحۃً معقود علیہ تسلیم نفس ہو اور اس میں ایسی شرط ہو جو حرام و گناہ ہو جیسے یہاں پر زنا کرنے کی شرط تو بوجہ مشروع باصلہ اور غیر مشروع لوصفہ ہونے کے اجارہ فاسد ہوتا ہے اسی طرح یہاں بھی ہوگا بلکہ اگر ہم اس غرض کو مصرح قولا بھی مان لیں' (یعنی صاف صاف لفظوں میں اپنی یہ غرض ظاہر بھی کر دے کہ ہم تیرے ساتھ زنا کریں گے) تب بھی یہ توجیہ مذکور دافع اشکال ہے"۔ (فتاوی اشرفیہ معروف بفتاوی امدادیہ باب الاجارۃ الفاسدۃ ۳/۵۲)

اسی کی توضیح کرتے ہوئے موصوف نے "السر المکنون" کے زیر عنوان جو خامہ فرسائی کی ہے اس کی تلخیص یہ ہے "ان من استاجر امراة ليزني بها وجد ههنا صورة الاجارة فوجب العقر بالمقدمه الرابعة ولا يكون هذا العقر خبيثا للمراة اه ملخصا" "کسی شخص نے کسی عورت کو تنخواہ یا مزدوری پر رکھا تا کہ اس کے ساتھ زنا کرے تو بلا شبہ یہاں اجارہ کی صورت پائی جائے گی لہذا مقدمہ رابعہ کی وجہ سے زنا عوض کا واجب ہو جائے گا اور یہ عوض عورت کے لیے خبیث نہیں ہے (بلکہ حلال و طیب ہے)

اس عبارت کا ماحاصل یہ ہے کہ اگر کسی نے عورت یا لونڈی کو یہ کہا کہ تم میرے گھر ایک گھنٹہ رہو' میں تمہارے ساتھ زنا کروں گا' اس کے عوض ایک روپیہ دوں گا' اور ایسا ہو گیا' یعنی

عورت یا لونڈی مرد کے یہاں ایک گھنٹہ رہی مرد نے اس کے ساتھ زنا کیا تو مرد پر واجب ہے کہ مقررہ پیسے عورت کو ادا کرے اور یہ پیسے اس عورت کے لیے حلال ہوں گے۔

مسلمانو! آواز دو انصاف کو انصاف کہاں ہے؟

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شاہ احمد رضا قادری برکاتی علیہ الرحمہ نے سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے مذہب پر عمل کرتے ہوئے یہ بیان فرما دیا کہ "رنڈی کا مکان میں رہنا کوئی گناہ نہیں اس کو رہنے کے واسطے کرایہ پر مکان دینا کوئی گناہ نہیں"۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ سوم ص ۳۱۳)

تو دیو بندیوں نے سر پر آسمان اٹھا لیا اور آپے سے بالکل باہر ہو گئے اور ان کے تھانہ بھون والے حکیم نے زنا کرنے کے لیے عورت کو مزدوری پر رکھنا جائز قرار دے دیا اور اس کی اجرت کو نہ صرف مباح بلکہ واجب بھی کہہ دیا تو ان کے بدن پر جوں تک نہیں رینگی اپنے اور بیگانے میں یہ تفریق روا رکھ کر جس کردار کا مظاہرہ کیا گیا ہے وہ یقیناً انسانیت کے خلاف اور انصاف و دیانت کے صریح منافی ہے۔

ہم نہ کہتے تھے اے ناداں میرے خامہ کو نہ چھیڑ
اب وہ برہم ہے تو ہے تجھ کو قلق یا ہم کو؟

کافر و مرتد کا پڑھایا ہوا نکاح صحیح ہے یا نہیں؟

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شاہ احمد رضا قادری برکاتی علیہ الرحمہ سے سوال کیا گیا کہ وہابی کے نکاح پڑھانے سے ہو جائے گا یا نہیں تو آپ نے اس کا جواب عنایت فرمایا: اس پر بھی دیو

بندیوں نے اہل ایمان کی آنکھوں میں دھول جھونک کر دھوکا دینے کی کوشش کی ہم سوال و جواب اور اس پر دیو بندیوں کا اعتراض اور پھر رئیس دارالافتاء جامعہ اشرفیہ مبارکپور مفتی نظام الدین رضوی صاحب کا جواب نقل کرتے ہیں ملاحظہ ہو!

عرض: اگر وہابی نکاح پڑھائے تو ہو جائے گا یا نہیں؟

ارشاد: نکاح تو ہو ہی جائے گا اس واسطے کہ نکاح باہمی ایجاب و قبول کا نام ہے اگرچہ بامن (پنڈت) پڑھا دے چونکہ وہابی سے پڑھوانے میں اس کی تعظیم ہوتی ہے جو حرام ہے لہذا احتراز لازم ہے۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ سوم ص ۲۹۵)

"اس پر ندائے عرفات زہر افشانی یوں کرتا ہے"

رضا خانی بھائیو! دیکھو تمہارے مقتداو گرو نے یہ کیسا عجیب و غریب اور نادر فیصلہ کیا ہے کلمہ پڑھنے والے مسلمان کو تو ضد و نفسانیت سے وہابی کہا جاتا ہے اس سے نکاح پڑھوانا حرام ہے اور برہمن جو کروڑوں دیوتاؤں کو پوجنے والا ہے اور اللہ و رسول کا منکر ہے اس سے نکاح پڑھوانا جائز ہے۔۔۔۔۔۔ غالباً یہی خان صاحب کا نیا مذہب ہے جس پر قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے"۔ (ندائے عرفات ص ۵۶)

مفتی نظام الدین رضوی مدظلہ العالی کا جواب:۔

اس اعتراض کا جواب بھی ہم رئیس دارالافتاء جامعہ اشرفیہ مبارکپور مفتی نظام الدین رضوی مدظلہ العالی کے قلم سے نقل کر رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو آپ فرماتے ہیں "جناب یہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا نیا مذہب نہیں ہے بلکہ سراج الامۃ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے

جسے عہد قدیم سے امت مسلمہ کے کثیر علماء و صلحاء اور فقہاء و مشائخ نے اختیار کیا ہے' البتہ حنفی ہونے کا دعویٰ کر کے مسلک احناف پر آپ (دیوبند والوں) کے حملے کرنے کا یہ انداز ضرور نیا ہے۔

ساغر نہ مینا اور نہ پیمانہ نیا ہے ساقی تیرا انداز ظریفانہ نیا ہے

اس سے پہلے کہ میں اصل حقیقت کے چہرے سے نقاب کشائی کروں ایک نکتہ ذہن نشین کیجئے۔

ایک نکتہ:۔

کافر و مرتد کے پڑھائے ہوئے نکاح کا صحیح اور منعقد ہو جانا اور بات ہے' اور ان سے نکاح "پڑھوانا حرام" ہے یہ اور بات ہے دونوں میں کھلا فرق ہے۔

یہ ایک متفق علیہ مسئلہ ہے کہ "جب شئی کے ارکان و شرائط پا لئے جاتے ہیں تو وہ شئی موجود اور متحقق ہو جاتی ہے' اگرچہ کسی اور وجہ سے اس کے تحقیق میں کسی حرام کا ارتکاب ہو گیا ہو' مثال کے طور پر یوں سمجھ لیجئے کہ (۱) خلافِ ترتیب قرآن عظیم پڑھنا حرام ہے لیکن اگر کسی شخص نے نماز کی ادائیگی میں ترتیب کی رعایت کیے بغیر قرآن حکیم کی تلاوت کی تو اس کی نماز بلا کراہت صحیح ہو جائے گی البتہ خلاف ترتیب پڑھنے کی وجہ سے گنہگار ضرور ہوگا'۔

(۲) یوں تو حیض کی حالت میں بیوی کو طلاق دینا حرام و گناہ ہے لیکن طلاق دینے سے بلاشبہ اس کی بیوی پر طلاق ہو جائے گی" ان دونوں مسئلوں میں سنی اور دیو بندی دونوں گروپ کے اصحاب فتاویٰ یہی حکم نافذ کریں گے کہ نماز صحیح ہے اور طلاق بلاشبہ واقع ہے مگر اس حکم کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ مذکورہ طریقے پر نماز پڑھنا حلال و روا ہے اور طلاق دینا مباح و بجا

' بلکہ اس طریقے پر نماز پڑھنا اور طلاق دینا بلاشبہ حرام و گناہ ہے' ٹھیک اسی طرح نکاح خوانی کے مسئلے کو بھی سمجھنا چاہیئے کہ "اہلِ کفر و ارتداد سے نکاح پڑھوانا حرام ہے لیکن اگر پڑھا دیں گے تو نکاح ہو جائے گا کیونکہ نکاح نام ہے شرائط مخصوصہ کے ساتھ باہمی ایجاب و قبول کا" اور ظاہر ہے کہ کافر و مرتد کے پڑھانے سے بھی نکاح کے یہ ارکان و شرائط پا لیئے جاتے ہیں' اور حرام ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان سے نکاح پڑھوانے میں ان کی تعظیم و تکریم ہوتی ہے" اور علمائے کرام و ائمہ عظام فرماتے ہیں کہ کافر و مرتد تو درکنار فاسق کی تعظیم و تکریم بھی شرعی نقطہ نظر سے حرام ہے' چنانچہ فتاویٰ شامی' تبیین الحقائق' فتح المعین اور طحطاوی حاشیہ در مختار میں صاف صاف لفظوں میں بتایا گیا ہے کہ قد وجب علیهم اهانته شرعا. (فتاویٰ شامی باب الامامۃ من تکرہ امامتہ جز ء ثالث ص ۵۳۰ از محمد امین بن عمر الشہیر با بن عابدین)

فاسق کی توہین شرعاً واجب ہے:۔

علامہ محقق سعد الملۃ والدین تفتازانی علیہ الرحمہ "مقاصد" و "شرح مقاصد" میں فرماتے ہیں' حکم المبتدع البغض والعداوة والاعرض عنه والاهانة والطعن واللعن' بدمذہب کے لئے حکم شرعی یہ ہے کہ اس سے بغض و عداوت رکھیں روگردانی کریں' اس کی توہین و تذلیل کریں اور اس سے لعن وطعن کے ساتھ پیش آئیں"۔

اور حدیث شریف میں ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: من وقر صاحب بدعة فقد اعان على هدم الاسلام"۔

(مشکوۃ ۱/ ۵۷ کتاب الایمان باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ الفصل ثالث رقم ۱۸۹)

جس نے کسی بدمذہب کی تعظیم وتوقیر کی اس نے اسلام ڈھانے میں مدد کی" (اب رہا یہ سوال کہ بدمذہب کی تعظیم سے اسلام ڈھانے پر مدد کیسے ہو جائے گی؟ تو اس کا جواب سیدنا شیخ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں در توقیروے استخفاف و استہانت سنت لست وایں می کشد بو یراں کردن بنائے اسلام۔ (اشعۃ اللمعات ۱/۱۵۹)

یعنی بدمذہب کی عزت کرنے میں سنت کی حقارت اور ذلت ہے اور سنت کی حقارت اسلام کی بنیاد ڈھانے تک پہنچا دیتی ہے۔

پس جب فاسق کی تعظیم وتوقیر حرام ہے تو وہابی سے نکاح پڑھوانا بدرجہ اولیٰ حرام قرار پائے گا' یوں برہمن سے نکاح پڑھوانا بھی حرام ہوگا لیکن اس کے بارے میں یہ بتانے کی چنداں ضرورت نہ تھی' کیونکہ ہر مسلمان برہمن سے نکاح پڑھوانا ناجائز ہی مانتا ہے اور برہمن کی مثال اس لیے یہاں پیش کی تاکہ عوام اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ نکاح صحیح ہونے کے لیے نکاح خواں کا مسلمان ہونا ضروری نہیں' کیونکہ برہمن کا پڑھایا ہوا نکاح صحیح ہے مگر اس کے باعث کوئی بھی اسے مسلمان نہیں مانتا تو اگر وہابی دیوبندی کا پڑھایا ہوا نکاح صحیح ہوتا اس سے یہ بھی نہیں سمجھنا چاہیئے کہ وہ مسلمان ہے' بسا اوقات دیوبندی اسی مسئلے کا سہارا لے کر سادہ لوح مسلمانوں پر اپنے ایمان کی دھونس جماتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں' جبھی تو ہمارا پڑھایا ہوا نکاح صحیح ہے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شاہ احمد رضا قادری برکاتی علیہ الرحمہ نے اپنی خداداد ذہانت اور دوراندیشی سے ایسے فریب کاروں کے فریب کی جڑ ہی کاٹ دی تاکہ

سیہ روہی گر پڑے کبوتر کا — جس میں نامہ بندھا ہے دل بر کا

اسی سے جل بھن کر شاخسانہ نویس "اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شاہ احمد رضا قادری برکاتی علیہ الرحمہ" پر گستاخانہ انداز میں یہ افتراء کرتا ہے کہ "کلمہ پڑھنے والے مسلمان کو تو ضد و نفسانیت سے وہابی کہا جاتا ہے اس سے نکاح پڑھوانا حرام ہے اور برہمن جو کروڑوں دیوتاؤں کو پوجنے والا ہے اور اللہ ورسول کا منکر ہے اس سے نکاح پڑھوانا جائز ہے۔

(عطائے عرفات ص۵۶)

حالانکہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شاہ احمد رضا قادری برکاتی علیہ الرحمہ کے ارشاد کا ایک حرف بھی اس بات کا اشارہ نہیں کرتا کہ برہمن سے نکاح پڑھوانا جائز ہے وہ تو صرف اتنا فرما رہے ہیں کہ نکاح ہو جائے گا' اور ہم نے ثابت کیا ہے کہ نکاح ہو جانا اور بات ہے مگر پڑھوانا حرام ہی رہے گا اب اصل مسئلہ کا ثبوت ملاحظہ کیجئے:

مرتد کے پڑھائے ہوئے نکاح کی صحت اور اس کا شرعی ثبوت:۔

نکاح خواں اصطلاح فقہ کے اعتبار سے عورت کا وکیل ہوتا ہے اور شرعی نقطہء نظر سے کافر و مرتد کو نکاح یا کسی بھی کام کا وکیل بنانا درست ہے' چنانچہ فقہ حنفی کی بہت سی معتبر اور قابل استناد کتابوں میں اس جزئیہ کی روشن وضاحت موجود ہے' ذیل میں صرف کتابوں کی عبارتیں ہدیہء ناظرین ہیں:

۱۔بدائع الصنائع فی ترتیب احکام الشرائع میں ہے وکذا ردۃ الوکیل لا تمنع صحۃ الوکالۃ .فتجوز وکالۃ المرتد بان و کل مسلم مرتداً لان و قوف تصرفات المرتد لوقوف ملکہ والوکیل یتصرف فی ملک الموکل و انہ نافذ

التصرفات. وكذا لو كان مسلماً وقت التوكيل ثم ارتدّ فهو على وكالته الاّ ان يلحق بدار الحرب فتبطل وكالته لما نذكر في موضعه اھ (بدائع الصنائع فی ترتیب احکام الشرائع ۲۰/۶) وکیل کے مرتد ہونے سے وکالت کی صحت پر اثر نہیں پڑتا لہٰذا اگر مسلمان نے کسی مرتد کو وکیل بنایا تو یہ وکالت صحیح ہوگی کیونکہ مرتد کے تصرفات موقوف یا غیر نافذ اس وجہ سے ہوتے ہیں کہ اس کی ملک ہی موقوف یا غیر نافذ ہوا کرتی ہے اور وکیل تو موکل کی ملک میں تصرف کرتا ہے جس کے سارے تصرفات بلاشبہ نافذ ہوتے ہیں (لہٰذا یہاں مرتد کا تصرف بھی نافذ ہوگا) اسی طرح اگر وہ وکیل بنانے کے وقت مسلمان تھا پھر مرتد ہوگیا تو وہ اپنی وکالت پر باقی ہے ہاں اگر وہ دارالحرب میں چلا جائے تو اس کی وکالت باطل ہو جائے گی اس کی وجہ ہم اس کے مقام پر ذکر کریں گے"

۲۔ فتاوٰی عالمگیری میں ہے "وتجوز وكالة المرتد بان وكل مسلم مرتداوٗ كذا لو كان مسلماً وقت التوكيل ثم ارتدّ فهو على وكالته الا ان يلحق بدار الحرب فتبطل وكالته. (فتاوٰی عالمگیری ۲۵۲/۳)

اور مرتد کی وکالت بایں طور صحیح ہے مسلمان کسی مرتد کو اپنا وکیل بنائے اور یوں ہی اگر وہ وکیل بنانے کے وقت مسلمان تھا پھر مرتد ہوگیا تو وہ اپنی وکالت پر باقی ہے البتہ اگر وہ دارالحرب سے جا ملے تو اس کی وکالت باطل ہو جائے گی۔

۳۔ بحرالرائق شرح کنزالدقائق" پھر "ردالمحتار علی الدرالمختار میں ہے "وما يرجع الى الوكيل فالعقل فلا يصح توكيل مجنون وصبي لا يعقل لا البلوغ والحرية و

عدم الردة فيصح توكيل المرتد ولا يتوقف لان المتوقف ملكه.

(بحرالرائق شرح کنزالدقیق ۱۴۰/۷۔ ردالمحتار الدرالمختار ۴۰۰/۳)

۵۔ نیز فتاوٰی ھندیہ میں ہے "ويجوز التوكيل بالبياعات والاشربة والاجارات والنكاح والطلاق". (فتاوٰی ہندیہ ۲۵۳/۳) (مرتد کو) نکاح وطلاق اور معاملات بیع وغیرہ میں وکیل بنانا صحیح ہے۔

ان واضح تصریحات سے یہ بات روزِ روشن کی طرح آشکارا ہو جاتی ہے کہ مرتد کو نکاح کا وکیل بنانا درست ہے اور اس کا تصرف صحیح و نافذ ہوگا کیونکہ وکیل ہونے کے لیے مرتد نہ ہونا شرط نہیں ہے، پس اگر عورت نے کسی کافر یا مرتد کو اپنے نکاح کا وکیل بنایا اور اس نے اس کی طرف سے ایجاب کے الفاظ ادا کیے تو نکاح ہو جائے گا (توجہ رہے متعاقدین میں سے مثلاً ایک کہے میں نے اپنے کو تیری زوجیت میں دیا دوسرا کہے میں نے قبول کیا یہ نکاح کے رکن ہیں پہلے جو کہے یہ ایجاب ہے اور اس کے جواب میں دوسرے کے الفاظ کو قبول کہتے ہیں اور وکیل کا ایجاب یا قبول کرنا موکل ہی کا ایجاب یا قبول ہوتا ہے اور کافر و مرتد بالفاظ دیگر وہابی دیو بندی کو فقہی اصطلاحات کی روشنی میں وکیل بنانا درست ہے لہٰذا نکاح اگرچہ ہو جائے گا مگر چونکہ ایک بدعقیدہ کی تعظیم کرنا حرام ہے جیسے کہ حدیث شریف اور فقہی صراحت سے بیان گیا تو حاصل یہ ہوا کہ وہابی یا دیو بندی جو کہ اللہ عزوجل و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرنے کی وجہ سے کافر و مرتد ہیں ان سے پڑھایا ہوا نکاح تو ہو جائے گا مگر ایسا کرنا حرام ہوگا لہٰذا اس سے بچنا لازم ہے) اب مسلمان بھائی انصاف کریں کہ ایسے اسلامی و شرعی مسئلے پر کیچڑ

اچھالنا اور اسے مشرکانہ عقیدہ ٹھہرانا حق کی حمایت ہے یا پس پردہ مذہب حنفی سے بغاوت و عداوت ہے۔ (فقہ حنفی سے دیوبندیوں کا ارتداد)

وہابیوں کی دو قسمیں:۔

خیال رہے وہابیوں کی دو قسمیں ہیں (۱) ایک وہابی غیر مقلد (۲) وہابی دیوبندی

(۱) وہابی غیر مقلد اپنے آپ کو "اہلِ حدیث" کہلواتے ہیں مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے۔ ان کے کچھ عقائد ہم نے سابقا بیان کر دیئے۔

(۲) وہابی دیوبندی:۔

۱۔ اس گروہ کا عقیدہ یہ ہے کہ جیسا علم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے ایسا علم تو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ "بچوں، پاگلوں اور جانوروں کو بھی ہے جیسا کہ ان کے پیشوا "مولوی اشرف علی تھانوی" نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کل علم غیب کا انکار کرتے ہوئے صرف بعض علم غیب کو ثابت کیا، پھر بعض علم غیب کے بارے میں یوں لکھا کہ "اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔ (حفظ الایمان ص ۸)

۲۔ اس گروہ کا ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ "حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء نہیں ہیں، آپ کے بعد دوسرا نبی ہو سکتا ہے معاذ اللہ جیسا کہ ان کے پیشوا مولوی قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند نے لکھا ہے "عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر

روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ (تحذیر الناس ص ۳)

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ خاتم النبیین کا یہ مطلب سمجھنا کہ آپ سب میں آخری نبی ہیں یہ نا سمجھ اور گنواروں کا خیال ہے اور آگے یوں لکھا ہے کہ "اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا"۔ (تحذیر الناس ص ۲۸)

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوسرا نبی پیدا ہو سکتا ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ

۳۔ اس گروہ کا ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ "شیطان و ملک الموت" کے علم سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم کم ہے، جو شخص شیطان و ملک الموت کے لیے وسیع علم مانے وہ مومن مسلمان ہے لیکن سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو وسیع اور زائد ماننے والا مشرک و بے ایمان ہے جیسا کہ اس گروہ کے پیشوا مولوی خلیل احمد انبیٹھی نے لکھا کہ "شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کے وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے"۔ (براہین قاطعہ ص ۵۱)

۴۔ اور ان لوگوں کا ایک عقیدہ یہ بھی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مر کر مٹی میں مل گئے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ جیسا کہ تقویۃ الایمان میں لکھا ہے۔

مذکورہ بالا عقیدوں کے علاوہ اور بھی اس گروہ کے بہت سے کفری عقیدے ہیں اس لیے مکہ معظمہ، مدینہ طیبہ، ہندوستان، پاکستان، برما، اور بنگلہ دیش کے سینکڑوں علمائے کرام و مفتیان عظام نے ان لوگوں کے کافر و مرتد ہونے کا فتویٰ دیا تفصیل کے لیے "فتاویٰ حسام الحرمین" اور "الصوارم الهندیہ" کا مطالعہ کریں۔ (بدمذہبوں سے رشتے ص ۲۸ تا ۳۰)

کتے کے بالوں کے بارے:۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شاہ احمد رضا خاں قادری برکاتی علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا کہ ''کتے کا رواں (یعنی جسم کے باریک بال) تو ناپاک نہیں؟

اس پر آپ نے فرمایا: صحیح یہ ہے کہ کتے کا صرف لعاب نجس ہے، لیکن بلاضرورت پالنا نہ چاہیئے کہ رحمت کا فرشتہ نہیں آتا، حدیث صحیح ہے کہ جبریل علیہ السلام کل کسی وقت حاضری کا وعدہ کر کے چلے گئے، دوسرے دن انتظار رہا مگر وعدہ میں دیر ہوئی اور جبریل علیہ السلام حاضر نہ ہوئے، سرکار باہر تشریف لائے ملاحظہ فرمایا کہ جبریل (علیہ السلام) در دولت پر حاضر ہیں۔ فرمایا کیوں؟ عرض کیا: انالا ندخل بيتاً فيه كلب ولا صورة. (ابی داود ۴/۱۰۰ کتاب اللباس باب فی الصور رقم: ۴۱۵۷)

رحمت کے فرشتے اس گھر میں نہیں آتے جس میں کتا ہو۔ یا تصویر اندر تشریف لائے سب طرف تلاش کیا کچھ نہ تھا، پلنگ کے نیچے ایک کتے کا پلا نکلا اسے نکالا تو حاضر ہوئے۔
(ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ سوم ص ۳۵۴)

اس پر ایک دیوبندی کا یہ اعتراض ہے کہ ''امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ کے نزدیک کتے کا گوشت اور پاخانہ پاک ہے'' معاذ اللہ۔

احباب آپ نے ملاحظہ کیا کہ دیوبندیوں کی ذہنی سوچ کس قدر گری ہوئی ہے اعلیٰ حضرت سے پوچھا گیا اس پر آپ کا جو جواب تھا قارئین کی سہولت کے لیے ہم نے سوال و جواب دونوں نقل کر دیئے اب اہل انصاف خود فیصلہ کر لیں کہ اعلیٰ حضرت سے ان کو کس قدر بغض و عداوت ہے کہ اعلیٰ حضرت تو ایک حکم شرعی بیان فرما رہے ہیں اس پر یہ لوگ حکم شرعی کا

تمسخر کر رہے ہیں مجھے کہنے دیجئے کہ یہ صرف ایک حکم شرعی کا مذاق ہی نہیں اڑایا گیا بلکہ اپنی من پسند چیزوں کا اظہار بھی کیا گیا ہے ان لوگوں سے اس کی شکایت بھی کیا کیونکہ قرآن پاک نے پہلے ہی فرما دیا ہے ''الخبيثت للخبيثين''

اب ہم اس مسئلہ کی طرف آتے ہیں لیجئے فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ ''کتا جب کسی انسان کے عضو یا کپڑے کو منہ سے پکڑے تو اس وقت تک نجس نہیں ہوگا جب تک تری کا اثر ظاہر نہ ہو جائے کتا غصہ میں پکڑے یا پیار سے''۔ (فتاویٰ عالمگیری ۱/۴۸)

(۲) جب کتا مسجد کی چٹائی پر سو جائے اگر خشک ہو تو نجس نہیں کرے گا اور اگر تر ہو مگر چٹائی پر نجاست کا اثر ظاہر نہیں پھر بھی نجس نہیں ہوگی اسی طرح فتاویٰ قاضی خان میں ہے''۔
(فتاویٰ عالمگیری ۱/۴۸)

یہ تو فتاویٰ عالمگیری کے حوالے تھے اب ہم دیوبندیوں کی تشفی کے لیے ان کے گھر کی گواہی پیش کرتے ہیں چنانچہ دیوبندیوں کے پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں ''کتے کا لعاب نجس ہے خود کتا نجس نہیں، سو اگر کتا کسی کے کپڑے یا بدن کو چھو جائے تو نجس نہیں ہوتا، چاہے کتے کا بدن سوکھا ہو یا گیلا، ہاں اگر کتے کے بدن پر کوئی نجاست لگی ہو تو اور بات ہے''۔ (بہشتی زیور حصہ دوم ص ۶)

اب ہم دیوبندیوں کے مفتی محمد شفیع کا فتویٰ پیش کر دیتے ہیں چنانچہ مفتی شفیع دیوبندی سے تھانوی کی اسی عبارت کے متعلق سوال پوچھا گیا تو اس کا دیوبندیوں کے مفتی نے کیا جواب دیا ہم سہولت کے لیے دونوں نقل کر دیتے ہیں ملاحظہ ہو:

سوال: بہشتی زیور میں یہ تحریر ہے کہ کتے کا لعاب دھن ناپاک ہے اور تمام جسم پاک ہے یہ کیونکر ہے؟

جواب: کتے کے بارے میں یہ قول صحیح ہے کہ وہ نجس العین مثل خنزیر کے نہیں ہے اس لئے سوائے اس کے لعاب دھن کے وہ تمام پاک ہے۔ پس مسئلہ بہشتی زیور کا صحیح اور مفتی بہ ہے جیسا کہ درمختار میں ہے "واعلم انه ليس الكلب بنجس العين عند الامام وعليه الفتوى الى ان قال ولا خلاف فى نجاسة لحمه و طهارة شعره و فى الشامى و قوله ولا خلاف فى نجاسة لحمه ولذا اتفقوا على نجاسة سؤر المتولد من لحمه الخ . (عزیز الفتاوی ۱/۱۷۴)

آخر میں دارالعلوم دیوبند کے مفتی عزیز الرحمٰن کا بھی فتوی ملاحظہ ہو:

سوال: کتے کا تھوک اگر کپڑے کو لگ جائے تو نماز کے لیے اس کا دھونا واجب ہے یا نہیں؟

جواب: کتے کا لعاب نجاست غلیظہ ہے اگر مقدار درھم سے زیادہ کپڑے کو لگ جائے تو نماز کے لیے دھونا اس کا فرض ہے۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند ۱/ ۳۳۸، ۳۳۹)

اعلیٰ حضرت پر اعتراض کرنے والے دیوبندیوں سے میرا مطالبہ ہے اگر ذرہ برابر بھی حیا باقی ہو تو اب بھی وہ الفاظ کہہ ڈالو جو تم نے ملفوظات شریفہ پر کہے ہیں ہاں ہاں صاف صاف لکھ دو کہ "تھانوی" "شفیع" "عزیز الرحمٰن تمام دیوبندیوں کے نزدیک کتے کا گوشت اور پاخانہ پاک ہے۔ لاحول ولا قوة الاّ بالله العلى العظيم

دریا کے پار اترنے والا:۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شاہ امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا کہ:

عرض: حضور یہ واقعہ کس کتاب میں ہے کہ حضرت سید الطائفہ (یعنی گروہ اولیاء کے سردار) جنید بغدادی علیہ الرحمہ نے "یا اللہ" فرمایا اور دریا میں اتر گئے پورا واقعہ یاد نہیں۔ اس پر اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شاہ امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ نے فرمایا ملاحظہ ہو۔

ارشاد: غالباً حدیقہ ندیہ میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سیدی جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ دجلہ پر تشریف لائے اور "یا اللہ" کہتے ہوئے اس پر زمین کے مثل چلنے لگے بعد کو ایک شخص آیا اُسے بھی پار جانے کی ضرورت تھی کوئی کشتی اس وقت موجود نہ تھی جب اس نے حضرت کو جاتے دیکھا عرض کی میں کس طرح آؤں؟ فرمایا یا جنید یا جنید کہتا چلا آ' اس نے یہی کہا اور دریا پر زمین کی طرح چلنے لگا جب بیچ دریا میں پہنچا شیطان لعین نے دل میں وسوسہ ڈالا کہ حضرت خود تو "یا اللہ" کہیں اور مجھ سے "یا جنید" کہلواتے ہیں میں بھی "یا اللہ" کیوں نہ کہوں۔ اس نے "یا اللہ" کہا اور ساتھ ہی غوطہ کھایا "پکارا" حضرت میں چلا "فرمایا" وہی کہہ "یا جنید یا جنید" جب کہا دریا سے پار ہوا عرض کی حضرت یہ کیا بات تھی آپ اللہ کہیں تو پار ہوں اور میں کہوں تو غوطہ کھاؤں؟ فرمایا ارے نادان ابھی تو جنید تک تو پہنچا نہیں اللہ تک رسائی کی ہوس ہے۔ اللہ اکبر۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ اول ص ۱۳۰ مشتاق بک کارنر لاہور)

یہ ہم نے ملفوظات شریف کی عبارت نقل کی سات رمضان المبارک ۱۳۳۹ھ میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شاہ امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ کی خدمت میں استفتاء پیش ہوا وہ استفتاء یہ تھا ملاحظہ ہو:۔

فتاوٰی رضویہ شریف میں استفتاء اور اس کا جواب:۔

مسئلہ ۲۴۵ از شفاخانہ فرید پور ڈاکخانہ خاص اسٹیشن پتمبر پور مسئولہ عظیم اللہ کمپونڈر

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ جنید ایک بزرگ کامل تھے انہوں نے سفر کیا' راستے میں ایک دریا پڑا اس کو پار کرتے وقت ایک آدمی نے کہا کہ مجھ کو بھی دریا کے پار کر دیجئے تب ان بزرگ کامل نے کہا تم میرے پیچھے یا جنید یا جنید کہتے چلو اور میں اللہ اللہ کہتا چلوں گا درمیان میں وہ آدمی بھی اللہ اللہ کہنے لگا تب وہ ڈوبنے لگا اس وقت ان بزرگ نے کہا تُو اللہ اللہ مت کہہ یا جنید یا جنید کہہ' تب اس آدمی نے یا جنید یا جنید کہا جب وہ نہیں ڈوبا۔ یہ درست ہے یا نہیں؟ اور بزرگ کامل کے لیے کیا حکم ہے اور آدمی کے لیے کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

اس کا جواب اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شاہ امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ نے ان الفاظ سے دیا ملاحظہ ہو:

الجواب: یہ غلط ہے کہ سفر میں دریا ملا بلکہ دجلہ ہی کے پار جانا تھا اور یہ بھی زیادہ ہے کہ میں اللہ اللہ کہتا چلوں گا اور یہ محض افتراء ہے کہ انہوں نے فرمایا تُو اللہ اللہ مت کہہ۔ یا جنید کہنا خصوصاً حیاتِ دنیاوی میں خصوصاً جبکہ پیشِ نظر موجود ہیں اسے کون منع کر سکتا ہے کہ آدمی کا حکم پوچھا جائے اور حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کے لیے حکم پوچھنا کمال بے ادبی و گستاخی و دریدہ دہنی ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوٰی رضویہ ۲۶/۳۶۴ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

کیا اس فتوٰی میں حکایت کی تردید کی گئی؟

احباب توجہ فرمائیں! فتاوٰی رضویہ شریف کے اس سوال اور جواب کو بغور بار بار پڑھیں تا کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت شاہ امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ کی مراد سمجھ سکیں کیونکہ بعض احباب نے اس فتوٰی سے یہ نتیجہ نکالا کہ اعلیٰ حضرت کا یہ فتوٰی ملفوظات اعلیٰ حضرت کی ذکر کردہ حکایت کی تردید کرتا ہے لہٰذا ملفوظات اعلیٰ حضرت میں اس حکایت کا درج کیا جانا مرتب کا سہو ہے۔

اعلیٰ حضرت نے حکایت کی تردید نہیں فرمائی:۔

راقم عرض گذار ہے کہ (۱) اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شاہ امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ نے حکایت کی اس فتوٰی میں تردید نہیں فرمائی ہے بلکہ سائل نے یہ عبارت لکھی کہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ جنید ایک بزرگ کامل تھے' انہوں نے سفر کیا' راستے میں ایک دریا پڑا' سائل کے ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بزرگ کہیں جا رہے تھے راستہ میں دریا پڑ گیا تو پار کیا'' اس پر اعلیٰ حضرت امام اہلسنت شاہ امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ''یہ غلط ہے کہ سفر میں دریا ملا بلکہ دجلہ ہی کے پار جانا تھا'' یعنی وہ بزرگ دریائے دجلہ کے پار ہی جانا چاہ رہے تھے ایسا نہیں کہ کہیں اور جا رہے تھے اور سفر میں دریائے دجلہ پڑا اور پار کیا' لہٰذا اعلیٰ حضرت نے اس عبارت میں فقط سوالیہ الفاظ پر گرفت فرمائی ہے نفسِ حکایت کی تردید نہیں فرمائی۔

(۲) سائل نے استفتاء میں یہ الفاظ لکھے کہ''تب ان بزرگ کامل نے کہا''تم میرے پیچھے یا جنید یا جنید کہتے چلو اور میں اللہ اللہ کہتا چلوں گا''۔

اس پر اعلیٰ حضرت امام اہلسنت شاہ امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ''یہ بھی زیادہ ہے کہ میں اللہ اللہ کہتا چلوں گا'' یعنی سائل نے حکایت پوچھنے میں یہ الفاظ (میں اللہ

Scanned by CamScanner

اللہ کہتا چلوں گا) زیادہ کر دیئے ہیں حالانکہ حکایت میں یہ الفاظ نہیں ہیں' احباب ملاحظہ کریں کہ اعلیٰ حضرت نے یہاں پر بھی حکایت کی تردید نہیں فرمائی بلکہ سائل نے جو عبارت سوال میں زیادہ کر دی تھی اس کے متعلق فرمایا کہ یہ بھی زیادہ ہے کہ میں اللہ اللہ کہتا چلوں گا''۔

(۳) سوال میں یہ عبارت تھی کہ ''درمیان میں وہ آدمی بھی اللہ اللہ کہنے لگا تب وہ ڈوبنے لگا' اس وقت ان بزرگ نے کہا کہ ''تو اللہ اللہ مت کہہ'' اس پر اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ ''یہ محض افتراء ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ''تو اللہ اللہ مت کہہ''' یعنی سائل نے یہ جو عبارت لکھی ہے کہ ان بزرگ نے کہا کہ تو اللہ اللہ مت کہہ'' یہ محض ان بزرگ پر افتراء ہے یعنی ان بزرگ نے ایسا نہیں نہیں فرمایا'' اللہ اللہ مت کہہ'' یہ ان بزرگ پر جھوٹ باندھا گیا ہے کہ یہ بات ان بزرگ کی طرف گھڑ دی گئی ہے حالانکہ یہ الفاظ ان بزرگ کے نہیں ہیں۔ احباب نے ملاحظہ کیا کہ یہاں بھی اعلیٰ حضرت نے حکایت کی تردید نہیں فرمائی بلکہ اس حکایت میں جو الفاظ ان بزرگ کی طرف نسبت کر دیئے گئے ان الفاظ کی تردید فرمائی ہے کہ یہ الفاظ ان بزرگ کے نہیں ہیں۔

(۴) اس کے بعد چونکہ سائل نے اس آدمی اور اس بزرگ کامل یا بالفاظ دیگر حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے حکم شرعی پوچھا تھا' اس پر اعلیٰ حضرت فرمایا کہ ''حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کے لیے حکم پوچھنا کمال بے ادبی و گستاخی و دریدہ دھنی ہے'' یعنی سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ عنہ جو کہ اولیاء کرام کے بھی سردار ہیں ایسے عظیم الشان ولی کے بارے حکم شرعی پوچھنا کہ ''بزرگ کامل کے لیے کیا حکم ہے؟ یہ حد درجہ بے ادبی اور گستاخی ہے اور ان کی بارگاہ دریدہ دھنی ہے'' ولیوں کے بارے اس طرح کی بات زبان سے نہیں نکالنی چاہیئے۔

(۵) اب رہا اس آدمی کا حکم شرعی تو اس پر اعلیٰ حضرت نے فرمایا ''یا جنید کہنا خصوصیا حیات دنیاوی میں خصوصاً جبکہ پیش نظر موجود ہیں اسے کون منع کر سکتا ہے کہ آدمی کا حکم پوچھا جائے'' یعنی اولیاء کرام سے استغاثہ کرنا انہیں حاجت روائی کے لیے پکارنا بالکل جائز ہے اور حضرت سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ عنہ تو اولیاء کرام کے سردار ہیں ان کو مدد کے لیے پکارنا بھی جائز ہوالہذا یا جنید کہنا بالکل جائز ہے خصوصاً جبکہ حضرت سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ عنہ حیات دنیاوی میں ہیں اور مدد طلب کرنے والے کی نظر کے سامنے تشریف فرما ہیں اس میں تو کوئی اعتراض کرنے کی گنجائش ہی نہیں کہ ''یا جنید'' کہنے پر کہنے والے آدمی کے متعلق حکم شرعی پوچھا جائے کہ اس نے جائز کام کیا یا ناجائز؟ اس آدمی نے حاجت روائی کے لیے حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کو پکارا ہے اور وہ بالکل جائز ہے دلائل شرعیہ سے اس کا ثبوت ہے کہ بزرگوں کو مدد کے لیے پکارا جائے جیسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب تم میں سے کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے یا راستہ بھول جائے اور مدد چاہے اور ایسی جگہ ہو جہاں کوئی ہمدم نہیں تو اسے چاہیئے کہ یوں پکارے یا عباداللہ اعینونی' یا عباداللہ اعینونی' یا عباداللہ اعینونی اے اللہ کے بندو میری مدد کرو' اے اللہ کے بندو میری مدد کرو' اے اللہ کے بندو میری مدد کرو' کہ اللہ کے کچھ بندے ہیں جنہیں یہ نہیں دیکھتا وہ اس کی مدد کریں گے۔

(المعجم الکبیر ۱۷/۱۱۷ رقم: ۲۹۰)

خلاصہ کلام:۔

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت شاہ امام احمد رضا خان قادری برکاتی علیہ الرحمہ مبارک فتوی کا

خلاصہ یہ ہے(۱) یہ غلط ہے کہ سفر میں ان بزرگوں کو دریا ملا یعنی یہ کہنا غلط ہے کہ وہ بزرگ کہیں جارہے تھے اور سفر میں دریا مل گیا بلکہ دجلہ ہی کے پار جانا تھا" یعنی اس بزرگ نے دجلہ کے پار جانے ہی کے قصد سے سفر کیا تھا یوں دجلہ پہنچے اور دجلہ کو پار کیا۔(۲) سائل نے یہ اپنی طرف سے زائد کردیا ہے کہ اس بزرگ نے کہا "میں اللہ اللہ کہتا چلوں گا" یعنی یہ اس بزرگ کا کلام نہیں ہے کہ "میں اللہ اللہ کہتا چلوں گا" یہ سوال میں اپنی طرف سے زیادہ کیا گیا ہے۔(۳) یہ بھی اس بزرگ پر محض افتراء ہے کہ "انہوں نے اس آدمی سے فرمایا تو اللہ اللہ مت کہہ" یعنی اس بزرگ نے اس آدمی سے "اللہ اللہ" کہنے سے منع نہیں فرمایا کیوں کہ نبی اور ولی کے توسل سے ہی اللہ تک رسائی ہوسکتی ہے(۴) استغاثہ کے لیے اولیاء کرام کو پکارنا اور یا جنید یا غوث اعظم وغیرہ الفاظ کہنا بالکل جائز ہے خاص طور پر جب اس ولی کی حیات مبارکہ میں اس کو پکارا جائے پھر وہ ولی نظروں کے سامنے بھی جلوہ فرما ہو جب اولیاء کرام کو مدد کے لیے پکارنا جائز ہے تو مدد طلب کرنے والے اس آدمی نے بالکل جائز کام کیا ہے اور جائز کام سے کون منع کرسکتا ہے لہذا مدد طلب کرنے والے اس آدمی کے متعلق حکم پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں۔(۵) سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ عنہ اولیاء کرام کے سردار ہیں اور انہوں نے اپنے مرید کو "یا جنید یا جنید" کہنے کا حکم دیا یہ بالکل جائز ہے اور حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ جیسے عظیم الشان ولی کے متعلق حکم شرعی پوچھنا کہ انہوں نے ایسا فرما کر جائز کیا یا ناجائز یہ حد درجہ کی بے ادبی اور دیدہ دھنی ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم۔

ہماری اس تفصیل سے یہ بات بالکل آشکارا ہوگئی کہ اعلیٰ حضرت نے اپنے فتوی میں نفس حکایت کی تردید ہرگز نہیں فرمائی ہے بلکہ حکایت کو اپنے مقام پر ثابت رکھا ہے۔

حکایت کے متعلق شبہات کے جوابات:۔

جواب نمبر ۱:۔ وہابیوں دیوبندیوں کی جانب سے الملفوظ کی اس حکایت کے متعلق کیے جانے والے شبہات اور اعتراضات کا سب سے آسان اور مختصر جواب وہ ہے جو حضرت فقیہ ملت حضرت مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں "اگر کوئی کہے کہ "یا جنید یا جنید" کہے تو نہ ڈوبے اور "اللہ اللہ" کہے تو ڈوب جائے یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ تو ایسا کہنے والے کو صوبہ مہاراشٹر پونہ بھیج دیا جائے کہ اسی شہر کے قریب حضرت قمر علی درویش رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک ہے وہاں ایک بڑا گول پتھر ہے جس کا وزن نوے (۹۰) کلو بتایا جاتا ہے وہ "قمر علی درویش" کہنے پر انگلیوں کے معمولی سہارا دینے سے اوپر اٹھتا ہے اور اللہ کہنے سے نہیں اٹھتا میں (قبلہ مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمہ) بذاتِ خود اس کا تجربہ کر چکا ہوں اس میں کیا راز ہے اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ (فتاوی فقیہ ملت جلد اص ا)

جواب نمبر ۲:۔

ملفوظات اعلیٰ حضرت کی عبارت اول تا انتہا پڑھنے سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ مذکورہ واقعہ کے متعلق سیدنا اعلیٰ حضرت سے حوالہ دریافت کیا گیا جس کے جواب میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شاہ امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ نے حوالہ ساتھ ہی اس واقعہ کی تفصیل اپنے لفظوں میں ارشاد فرمائی ہے اگر حوالہ بتانے کی وجہ سے سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شاہ امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ اور آپ کے متوسلین معاذ اللہ گمراہ اور بے

دین ہیں تو پھر ہم پوچھتے ہیں سیدی عارف باللہ علامہ عبدالوہاب شعرانی رضی اللہ عنہ اور علامہ سیدی امام عبدالغنی نابلسی حنفی رضی اللہ عنہ اور سیدی امام علامہ مصطفیٰ البکری حنفی علیہ الرحمہ کے متعلق کیا حکم ہے؟ جنہوں نے اس واقعہ کو مسائل تصوف بیان کرتے ہوئے بطور استدلال نقل فرمایا ہے۔ (آئینہ اہل سنت ص ۱۴۰)

سیدنا اعلیٰ حضرت کی احتیاط:۔

توجہ رہے ملفوظات میں ذکر کردہ واقعہ سیدنا امام الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کا نہیں ہے بلکہ ''سیدی محمد حنفی شاذلی علیہ الرحمہ متوفی ۸۴۷ھ کا واقعہ ہے اسی لیے سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شاہ امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ نے بطور احتیاط اپنے جواب سے پیشتر لفظ ''غالباً'' استعمال فرمایا ہے۔

تو اگر واقعہ مذکورہ نقل کرنے کی بناء پر سیدی امام علامہ عبدالوہاب شعرانی رضی اللہ عنہ متوفی ۹۷۳ھ کی قطبیت سیدی علامہ امام عبدالغنی نابلسی رضی اللہ عنہ متوفی ۱۱۴۳ھ اور سیدی امام علامہ مصطفیٰ البکری حنفی رضی اللہ عنہ کے اسلام وایمان اور ان کی بزرگی میں کوئی فرق نہیں آتا تو پھر سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شاہ امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ اور آپ کے معتقدین (معاذ اللہ) کیوں گمراہ ٹھہرے؟

علامہ سیدی امام عبدالغنی نابلسی رضی اللہ عنہ:۔

آپ کے متعلق مولوی فقیر محمد جہلمی حدائق حنفیہ میں لکھتے ہیں ''عبدالغنی بن اسماعیل بن

عبدالغنی نابلسی دمشقی، عالم محقق فاضل مدقق تھے، علوم وفنون اپنے ملک کے علماء وفضلاء سے حاصل کیے اور اپنے چشمہ فیض سے ایک جماعتِ کثیرہ کو سیراب کیا۔ (۱) نہایۃ المراد شرح بدایۃ ابن العماد اور (۲) خلاصۃ التحقیق فی مسائل التقلید والتلفیق اور (۳) لؤلؤ المکنون فی الاخبار عما سیکون اور (۴) غایۃ الوجازہ فی تکرار الصلوۃ علی الجنازہ'' وغیرہ تصنیف کیں اور ۱۱۴۳ھ میں وفات پائی ''محقق مذہب حنفی'' تاریخ وفات ہے۔ (حدائق حنفیہ ص ۴۵۸)

(۲) شیخ سیدی احمد طحطاوی حنفی علیہ الرحمہ آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

قال العارف باللہ سیدی عبدالغنی النابلسی (حاشیہ طحطاوی علی المراقی) (۳) سیدی شیخ عارف باللہ قاضی یوسف بن اسماعیل نبہانی علیہ الرحمہ سیدی عبدالغنی نابلسی رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھتے ہیں''۔ الشیخ عبدالغنی اسماعیل النابلسی الدمشقی الحنفی اشھر الاولیاء العارفین من عصرہ الی الان 'اخذ عن کثیر من ائمۃ العلماء والاولیاء و آخذ عنہ کثیر منھم ''۔ (جامع کرامات اولیاء ۱/۱۹۴)

یعنی آپ اپنے زمانہ سے اب تک اولیاء عارفین میں مشہور ترین ہیں اور آپ نے کثیر علماء کرام اور اولیاء عظام سے علم وفیض حاصل فرمایا اور آپ سے کثیر علماء کرام نے علم وفیض حاصل کرنے کی سعادت حاصل کی۔

علامہ سیدی امام مصطفیٰ البکری حنفی علیہ الرحمہ:۔

آپ کے متعلق سیدی امام عارف باللہ علامہ قاضی یوسف بن اسماعیل نبہانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں''ولی کبیر شیخ الطریقۃ الخلوتیہ ''اور ائمۃ الحنفیہ ''میں عظیم امام

السید المصطفی البکری" ہیں۔ (شواہد الحق ص ٦١٥)

توجہ رہے اس واقعہ کو جلیل القدر علمائے اہل سنت نے مسائل تصوف کے ضمن میں بطور استدلال نقل فرمایا ہے ملاحظہ ہو" و مما یحث المرید علی اتخاذ الشیخ الحی مسترشدا منه والمیت مستحدا منه ما نقله الشیخ عبدالوهاب الشعرانی رحمه اللّٰه تعالیٰ فی کتابه العهود المحدیه "ان معروف الکرخی کان یقول لاصحابه اذا کان لکم الی اللّٰه تعالیٰ حاجة فاقسموا علیه بی ولا تقسموا علیه به تعالیٰ فقیل له فی ذلک فقال هولاء لا یعرفون اللّٰه تعالیٰ فلم یجبهم ولو انهم عرفوه لاجابهم، وکذلک وقع لسیدی ،محمد الحنفی الشاذلی انه کان یعد من مصر الی الروضة ماشیا علی الماء هو و جماعته فکان یقول لهم قولوا یا حنفی وامشوا خلفی وایاکم ان تقولوا یاللّٰه تغرقوا فخالف شخص منهم و قال یا اللّٰه فزلقت رجله فنزل الی لحیته فی الماء فالتفت الیه الشیخ وقال یا ولدی انک لا تعرف اللّٰه تعالیٰ حتیٰ تمشی باسمه علی الماء، فاصبر حتیٰ اعرفک بعظمة اللّٰه تعالیٰ ثم اسقط الوسائط انتهیٰ (الحدیقۃ الندیہ مع کشف النور عن اصحاب القبور ۲/۲۰۔ کشف النور عن اصحاب القبور ص ۲۰۔ مشارق الانوار القدسیہ فی بیان العھود المحمدیہ از سیدی علامہ عبدالوحاب شعرانی علیہ الرحمہ (۴) لمع البرق القامات العوال فی زیارۃ سیدی حسن الراعی وولدہ از سیدی مصطفیٰ البکری حنفی علیہ الرحمہ)

ترجمہ:۔ مرید کو رشد وہدایت اور امداد حاصل کرنے کے لیے زندہ یا وصال فرمودہ شیخ کا

دامن پکڑنے پر العھود المحمدیہ میں شیخ عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمہ کی یہ نقل شوق لاتی ہے کہ حضرت سیدی معروف کرخی رضی اللہ عنہ اپنے احباب کو فرمایا کرتے تھے کہ اگر بارگاہِ الٰہی میں تمہاری کوئی حاجت ہو تو اللہ تعالیٰ کو میری قسم دو اس ذات کی قسم نہ دو اس سلسلے میں ان سے پوچھا گیا (کہ اس کی وجہ کیا ہے؟) تو انہوں نے فرمایا: یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی معرفت نہیں رکھتے لہٰذا وہ ان کی درخواست قبول نہیں فرماتا اگر اسے پہچانتے تو ان کی دعا قبول فرماتا اسی طرح سیدی محمد حنفی شاذلی سے منقول ہے وہ ایک جماعت کے ہمراہ مصر سے روضہ کی طرف پانی پر چلتے ہوئے جا رہے تھے اور انہیں فرماتے تھے "یا حنفی" کہتے ہوئے میرے پیچھے چلتے رہو اور دیکھو "یا اللہ" نہ کہنا ڈوب جاؤ گے! ان میں سے ایک شخص نہ مانا اور "یا اللہ" کہا اس کا پاؤں پھسلا اور حلق تک پانی میں چلا گیا شیخ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا! بیٹے! تجھے اللہ تعالیٰ کی معرفت نہیں ہے حتیٰ کہ اس کا نام لے کر پانی پر چل سکے ٹھہر! تجھے اللہ تعالیٰ کی معرفت عطا کرتا ہوں یہ کہا اور تمام حجابات اٹھا دیے۔ (ترجمہ مولانا ابوکلیم فانی صاحب)

مرید پر اپنے شیخ کے حکم کی تعمیل واجب (لازم) ہے:۔

توجہ رہے صوفیہ کے ہاں مرید پر اپنے شیخ کے حکم کی تعمیل اور بجا آوری لازم وضروری ہے اور اس کے حکم کے خلاف کرنا گمراہی ہے اور گمراہی کا سبب شیطان ہے اسی لیے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شاہ امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ نے ملفوظات میں ذکر کردہ حکایت میں حکم شیخ کے برخلاف کرنے کو وسوسہ شیطانی سے تعبیر فرمایا (۱) مرکز تجلیات منبع فیوض وبرکات شیخ المشائخ حضور سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "مرید کو لازم ہے کہ پیروں

کی بات میں دخل اور تصرف نہ کرے"۔ (کشف المحجوب مترجم ص ۵۶۲)

(۲) تصوف کی مشہور اور مقبولِ بارگاہ رسالت اور نہایت ہی مبارک کتاب سبع سنابل شریف میں سیدی میر عبدالوحد بلگرامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "آٹھویں شرط اللہ تعالیٰ سے شکایت اور اپنے شیخ پر اعتراض کا ترک کر دینا ہے بایں معنی کہ اسے جو کچھ غیب سے پہنچے تنگی و کشادگی، رنج و راحت، صحت و بیماری، کشائش و بستگی اس پر راضی رہے اور حق سے اعراض نہ کرے، اسی طرح شیخ کا جو قول اور فعل، حال یا مال دیکھے اس پر کوئی اعتراض نہ کرے اور شیخ کے ظاہری و باطنی تصرف کے تسلیم کر لینے میں مشغول رہے اور شیخ کے تمام احوال اور اقوال پر نظر ارادت نہ ڈالے مبادا کہ طریقت کا مرتد ہو جائے، اور بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی مرید اپنے شیخ کی ولایت سے مردود ہو جاتا ہے تو کوئی شیخ اس کو مقام پر نہیں پہنچا سکتا"۔ (سبع سنابل مترجم ص ۱۳۲)

(۳) قطب ربانی محبوب سبحانی قندیل نورانی حضور سیدنا غوث الاعظم الشیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی رضی اللہ عنہ سے منسوب کتاب غنیۃ الطالبین میں ہے کہ "مرید پر واجب ہے کہ ظاہر عمل میں شیخ کی مخالفت نہ کرے اور نہ دل میں اس پر اعتراض کرے، ظاہر میں شیخ کی نافرمانی کرنے والا گستاخ و بے ادب ہے اور باطن میں اس پر معترض ہونے والا خود اپنی تباہی اور ہلاکت کا خواستگار ہے، مرید کو چاہیئے کہ شیخ طریقت کی طرف داری میں اپنے نفس کو مصروف رکھے اور ظاہر و باطن میں شیخ کی مخالفت سے اپنے نفس کو باز رکھے، اور اس کی اس خواہش پر اس کو ملامت کرے"۔ (غنیۃ الطالبین ص ۶۱۲)

اب اتمام حجت کے لیے خود دیوبندیوں کے گھر کی گواہی بھی پیش ہے ملاحظہ ہو، دیو

بندیوں کا پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتا ہے "احترام باطنی یہ ہے کہ شیخ پر کسی بات سے انکار نہ کرے اور ظاہر کی طرح باطن میں بھی قولاً، فعلاً سکوتاً حرکۃً رعایت رکھے ورنہ منافق ہو جائے گا"۔ (امداد السلوک ص ۱۰۱)

شیخ کے خلاف کرنے کو تھانوی نے وسوسہ سے تعبیر کیا:۔

دیوبندی کتاب معارف اشرفیہ میں ہے کہ "شیخ عبدالغفور اعظم پوری کو ایک مدت کے بعد آنحضرت (مولانا عبدالقدوس گنگوہی) نے ان کی تربیت اور تکمیل کر کے خلافت عطا فرما کر ان کو ان کے وطن اعظم پور کی جانب رخصت کیا اور وقت رخصت وصیت فرمائی کہ تمہارا کچھ حصہ نعمت باطن کا ایک سید مجذوب ملامتیہ مشرب کے حوالہ ہے، قصبہ ہتھنادر میں رہتے ہیں اور وہ مقام تمہارے وطن سے بہت نزدیک ہے وہاں جا کر وہ نعمت بھی حاصل کرنی چاہیئے۔ جب شیخ عبدالغفور اپنے وطن واپس پہنچے بموجب پیر فرمان کے موضع ہتھنادر میں گئے اور سید کو دیکھا کہ صراحی شراب کی سامنے رکھے ہوئے بیٹھے ہیں، ان کو خیال ہوا کہ یہ شخص خلاف شرع ہے اس میں کیا کمال ہوگا؟ اس جگہ سے واپس ہو کر قصبہ ہتھنادر کی ایک مسجد میں قیلولہ کیا اور ان کا ارادہ یہ تھا کہ نماز کے بعد اعظم پور کی طرف رخ کروں گا، اتفاقاً قضاء الٰہی سے قیلولہ کی حالت میں احتلام ہو گیا بیدار ہو کر جب غسل کا ارادہ کیا تو مسجد کے جس گھڑے کو دیکھا شراب سے لبریز پایا، قصبہ کی تمام مسجدوں اور گھروں کو تلاش کیا سوائے شراب کے کچھ نہ ملا، پھر نہر گنگ پر گئے جو اس موضع کے قریب بہتی تھی وہاں بھی بجز شراب کچھ نہ دیکھا، خیال ہوا کہ سید بزرگوار کا تصرف ہے، مجبور ہو کر اپنے وسوسہ سے توبہ کر کے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے

دیکھتے ہی فرمایا کہ اگرچہ ہم لوگ ملامتیہ ہیں لیکن بموجب ارشاد نبوی کے ظنوا المؤمنین خیراً (یعنی ایمان والوں کے ساتھ اچھا گمان رکھو)۔ چونکہ تم عالم ہو سب کے ساتھ نیک گمان رکھنا چاہیئے اور نیز تم کو یاد نہیں کہ تمہارے پیر دستگیر کا کیا حکم تھا" شیخ عبدالغفور عاجزی اور انکساری کے ساتھ پاس گئے اور عرض کی کہ خطا ہوئی معاف فرمائیے سید مذکور نے ان پر بہت شفقت کی اور وہ دولت جو کہ ان کے پاس ان کی امانت تھی ان کو سپرد کیا اور اعظم پور کو رخصت کیا"۔ (معارف اشرفیہ ۲۵/۱۴۲-۱۴۳)

احباب نے ملاحظہ کیا کہ اس حکایت میں تھانوی نے "شیخ عبدالغفور اعظم پوری" کو "مولانا عبدالقدوس گنگوہی" نے جس سید صاحب کے پاس باطنی نعمت حاصل کرنے کی وصیت کی تھی ان سید صاحب کے پاس جب "شیخ عبدالغفور اعظم پوری" پہنچے اور پاس شراب کی صراحی پا کر شیخ عبدالغفور کو جو خیال گزرا اسے وسوسہ سے تعبیر کیا گیا چنانچہ ذکر کردہ حکایت میں یہ الفاظ ہیں "ان (یعنی شیخ عبدالغفور اعظم پوری) کو خیال ہوا کہ یہ شخص خلاف شرع ہے اس میں کیا کمال ہوگا؟

پھر اسی خیال کو وسوسہ قرار دیا گیا اور اس سے توبہ بھی کی گئی اصل عبارت یہ ہے ملاحظہ ہو "تھانوی کہتا ہے مجبور ہو کر (شیخ عبدالغفور اعظم پوری نے) اپنے وسوسہ سے توبہ کر کے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے"۔

توجہ رہے ذکر کردہ حکایت میں "وسوسہ" سے مراد "وسوسہ شیطانی" ہے جس پر قرینہ توبہ کرنا ہے کیونکہ وسوسہ شیطانی پر توبہ ہوتی ہے نہ کہ وسوسہ رحمانی پر جس کو الہام بھی کہتے ہیں۔

کتبہ:۔ محمد افضل رضوی

۹ جمادی الاول ۱۴۳۶ھ۔ یکم مارچ 2015ء بروز اتوار بعد از نماز ظہر